نوٹس ۔ مصنف کی مہر یا دستخط کے بغیر کوئی نسخہ کسی کے پاس نہ ہونا چاہئے ۔ ورنہ وہ مال مسروقہ تصور ہوگا ۔

بار اول

تعداد یک ہزار ۱۰۰۰

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وہم راکعون

للہ الحمد ۔

کہ برائے رفع شکایت وہدایت اہل سنت والجماعت واشاعت

اطاعت سید ولائت وصاحب لائۃ بکمال غایت صبر وقناعت ابنی کتاب

شمشیر ولایت

حصہ دوم

مشتمل بکیفیت واصلیت مناظرہ شیعہ وسنی مقام قادر آباد ضلع گجرات (پنجاب)

از تصانیف جناب سید عنایت علی شاہ صاحب عنایت نقوی البخاری وزیر آبادی

سنہ ۱۳۳۳ھ

محرم الحرام

در مطبع نیشنل اسٹیم پریس واقع انارکلی لاہور مطبوع گردید

قیمت فی جلد

مع محصول ڈاک ۱۲/

بغیر اجازت مصنف کے کسی کو کتاب ہذا کے چھاپنے یا چھپوانے کا اختیار نہیں ۔

تمام درخواستیں بنام "سید عنایت علی شاہ عنایت نقوی البخاری اثنا عشری متصل مسجد شیعہ وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ پنجاب" آنی چاہئیں ۔ (از دفتر سلسلہ انصار الامام م)

نذر

جان نثاران سید الشہدا و انصاران اسلام مصطفے و فدائیان اولاد خیر النساء و شیعیان علی المرتضٰے
و متمسکان کتاب خدا و خمسۃ النجبا علیہم التحیۃ والثنا الی یوم الجزاء پر مخفی و محتجب نہ رہے۔ کہ
کتاب ہذا الموسوم بہ **شمشیر ولایت حصہ دوم**
کو بصد خلوص نیت بطور

نذرانہ

جناب سردار صاحب بہادر سردار احمد علیخان سلمہ اللہ المنان قزلباش سرکل انسپکٹر

آف پولیس ضلع اٹک کے حضور پیش کیا گیا ہے۔ اگر شرف قبولیت حاصل ہو تو زہے خوبی قسمت۔ نہ اس خیال پر کہ اُن سے زر طلب کیجائے۔ بلکہ اس امید پر کہ آئندہ شمشیر ولایت حصہ سوم کو کہ جسکا دوسرا نام بعد میں رکھا جائیگا۔ جناب ممدوح طبع کروائیں۔ کیونکہ بعد از انطباع حصہ دوم تیسرے حصہ کی اشاعت بھی ازبس ضروری ہے۔ کہ اس میں نہایت عجیب و غریب اور مفید تر مضامین ہیں۔ چونکہ ہم نے دنیا کی ملازمتیں چھوڑ کر فی الحال سلسلہ مقدسہ کی ملازمت امام محی الشریعۃ المطہرۃ المحمدیہ اختیار کر لی ہے۔ لہذا ایسے مخلصین پر ہمارے سلسلہ مقدسہ کی امداد فرض عین ہے۔ کہ احقاق حق و ابطال باطل کا مادہ اس نئی روشنی میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اور خلق خدا سیاہ و سفید میں تمیز کرنے لگ چلی ہے۔ اور پھر ایسے غنیمت زمانہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا عہد معدلت مہد بھی سونے پر سہاگے کا کام کر رہا ہے۔

(خداوند لایزال و شہنشاہ ذی اقبال تاج برطانیہ کو مظلوم شیعوں کی سرپرستی کے لئے ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین۔)

امید ہے۔ کہ ہمارا پاک اور مقدس سلسلہ انصاران امام علیہ السلام دن بدن ترقی پذیر ہوگا۔

انشاء اللہ تعالیٰ وھو علیٰ کل شیٔ قدیر

الملتمس

سید عنایت علی شاہ عنایت نقوی النجفی اثناعشری وزیر آباد (پنجاب)

شمشیر ولائیت حصّہ دوم

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدُ للہِ وَسَلَامٌ علیٰ عِبادِہِ الّذِینَ اصْطَفیٰ ۔ اَمّا بعدُ یہ دوسرا حصّہ ہے شمشیر ولایت کا۔ اور اس کا نمبر اول ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء میں چھپ کر تمام پنجاب ہندوستان میں شائع ہو چکا ہے جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب اہلحدیث امرتسری کی صرف تین غلطیوں پر جو انہوں نے ایک جم غفیر کے روبرو بالتصریح کی تھیں۔ کچھ مختصر البحث کی گئی تھی۔ مزید افسوس یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے باوجود اپنا پریس اور اخبار ہونے کے شمشیر لایت نمبر (۱) کا جواب تو درکنار کہیں ذکر تک نہیں کیا۔ بلکہ اسکے مضمون کو نبیذ فاروقی سمجھ کر ایسا ہضم کر گئے کہ ڈکار تک نہ لی۔ حالانکہ وزیرآباد وغیرہ کے بہت سے وہابی سُنّی۔ کہ جن کے دین وایمان کی عنان مولوی ثناء اللہ صاحب ودیگر امثالہم ملاؤں پر ہے۔ کئی دن بانتظار جواب دربار امرتسر کی طرف گرگٹ کیطرح گلا پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے رہے بعض نے وہ پرچے برائے مزید تشفی کہ شاید شتہر شیعہ نے ان کو نہ بھیجے ہوں۔ ہم سے لیکر مولوی صاحب کو روانہ کئے

اور بعض نے خط و کتابت بھی کی۔ لیکن مولوی صاحب نے لوگوں کے خطوں کو تو شاید ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا۔ اور خود کرو سنا تک بھی نہ لی۔ البتہ اتنا کہہ دیا شعر

رشک تھا اپنے نوشتے میں کہ اس کو خط نے
خط لکھا غیر کو اور پھول کے بھیجا ہم کو

بہر حال پنجاب کے کاغذی شیر کی چنگھاڑ بوشیخ بزکوہی کی بھیڑ بکریوں میں بھی اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہما السلام کے حقیقی شیروں کی شمشیر کے سامنے مدہم ہو گئی۔ حتیٰ کہ ناچار سنیوں کو بھی کہنا پڑا۔ شعر

فرق ہے شاہ و گدا میں قول ناسخ ہے یہی
شیر قالیں اور ہے شیر نیستاں اور ہے

بات اصل میں یہ ہے کہ مجمع جہلا میں ظریفانہ تمسخر بازی کر کے کچھ ٹکے بٹور لئے اور کچھ اپنا زبانی فخر بیان کر کے شیخ و شاب کی جماعت میں ہو لئے۔ چند بلا سند باتیں کچھ ادھر کی کچھ ادھر کی دھنئے جولاہے۔ تیلی۔ تنبولی۔ مسلی۔ موچی۔ چھپر نگ۔ نانبائی۔ قسائی۔ و دیگر اقوام رذیل پیشہ کو سنائیں۔ اور علامہ دہر بن بیٹھے۔ باقاعدہ راستبازی سے محققانہ جواب دینا کچھ معنی رکھتا ہے۔ سنی مذہب میں گو جہلا ابھی بھی بکثرت ہیں۔ لیکن زمانہ کے رنگ بدلنے کی وجہ سے عام روشنی پھیل رہی ہے۔ اکثر اشخاص خواہ کیسے ہی نام کیوں نہ ہوں سنی زمانہ بلا سند و دلیل باطل کو لاف و گزاف سے کم نہیں سمجھتے۔ بدیں وجہ آپ نے جواب دہی میں روپوشی اختیار کر کے اپنے نام لیواؤں کو بغلیں بجانے کا موقع نہ دیا۔ بلکہ بخلاف اسکے نہایت بے دردی اور لاپرواہی سے غیر معمولی ندامت کا بوجھ ان کے سروں پر ڈال دیا اور خود انکی نظروں میں حقیر سراپا تقصیر ثابت ہوئے۔ کیونکہ سنی ہو یا شیعہ۔ وہابی ہو یا مرزائی عقل و فہم رکھتا ہو تو وہ مولانا صاحب کو ضرور یوں کہے گا۔ شعر

ہے کچھ تو بات مومن جو چھا گئی خموشی
کس بت کو دے دیا دل کیوں بت سے بن گئے ہو

ہم کو خیال تھا کہ بیچارے مولوی ثناء اللہ صاحب نے ان ہی بھیڑ بکریوں۔ فتنہ پردازیوں اور روباہ بازیوں کو اپنا ذریعہ معاشرت بنایا ہوا ہے ہمیں کیا ضرورت ہے جو اخبارات و رسایل میں کبھی انکا ذکر خیر کیا بلکہ نام تک بھی لیں کیونکہ وہ شیعان حیدر کرار غیر فرار کی دو دو چار چار ہی جھڑکیاں لیکر مدت مدید و عرصہ بعید سے بزکوہی ہو چکے ہیں۔ اور نعرہ ہائے جوانان صفدر کی ہیبت ناک گونجوں سے متاثر

ہو کر ایسے مدہوش ہوئے کہ صرف دو پیسے لیکر اپنے خلیفہ ششم علیہ ما یستحقہ کی مردہ سنت کو زندہ کر کے اس سے پروانہ منزل بھی حاصل کر چکے ہیں۔ (مبارک باد!) شعر

نہ لائے تاب تجلی کی حضرت موسٰے
بنے تھے طالب دیدار کیا غشی کے لئے

لیکن مناظرہ قادر آباد ضلع گجرات پنجاب میں کہ جو مابین سنیوں اور شیعوں کے ہوا اور جسکا مفصل حال اسی کتاب میں آگے آتا ہے مولوی صاحب نے کذب صریح و دروغ بلیغ کے وہ گل کھلائے جو شمشیر ولایت نمبر ا کی ظاہر کردہ غلطیوں سے بدرجہا قابل ذکر ہیں تاکہ عام پبلک پر سنیوں کے مدلل و مدقق مولوی صاحب کی قابلیت و ایمانداری ثابت ہو جائے۔ مولویصاحب کا عارضہ کذب میں مبتلا ہونا تو شاید صدیق اکبر کے قدم بقدم چلنے اور انجمن صادقین کے ممبر ہونے پر دال ہے لیکن معلوم نہیں کہ یوم الجزا پر ایمان رکھنے کے باوجود پھر اسقدر مکر و خدع سے کیوں کام لیتے ہیں۔ ممکن ہے کہ حدیث مندرجہ صحیح مسلم "کاذباً اثماً غادراً خائناً" کا ثبوت دیتے ہوں۔ شعر

مقدم صدق پر ہے کذب گرچہ صدق فائق ہے
کہ پہلے صبح کاذب یاں ہے پیچھے صبح صادق ہے

ناظرین۔ با ایمان و انصاف۔ اب تو سمجھ گئے ہونگے کہ مولوی صاحب کے لاجواب ہونیکا کیا مطلب نکلا؟ (الف) ہم نے تمام حوالہ جات اہل سنت ہی کی کتب معتبرہ سے دئے تھے جو بالکل صحیح نکلے۔ (ب) مولوی صاحب ہمارے اعتراضات کے جواب میں عاجز ہوئے (ج) مولوی صاحب نے سکوت کر کے اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا۔ (د) آپ نے ان لوگوں کو کہ جنکو آنجناب پر کچھ حسن ظن تھا ثابت کر دکھایا کہ واقعی وہ عام طور پر جلسہ عام میں گراں بہا اور سفید رنگ کا جھوٹ بھی بولا کرتے ہیں۔ (ہ) ہم نے بیشتر ہی لوگوں سے کہا تھا کہ یہ وہ شیر نہیں جن میں جان ہوتی ہے۔ بلکہ یہ وہ شیر ہیں جو دیواروں پر اور بطور نقش و نگار دیواروں میں منقوش یا پتھر کے تراشیدہ پائے جاتے ہیں مولانا صاحب نے اپنا عجز دکھا کر ہمیں صادق اور راستگو ثابت کر کے مشکور فرمایا۔ فجزاہم اللہ شعر

کہتے ہیں لوگ جھوٹ نہیں پاؤں جھوٹ کے
جھوٹا تو بیٹھتے بھی نہیں پاؤں ٹوٹ کے

الغرض قبل اسکے کہ ہم مولویصاحب کی غلطیوں کو طشت از بام کریں۔ اور دیواری شیر کی صنعت

خامہ کی قلمی کھولیں۔ کتاب ہذا کو تین بابوں پر منقسم کر کے باب اول میں مناظرہ قادر آباد کی مفصل حقیقت لکھتے ہیں۔ اور باب دوم میں اس مضمون کا جواب لکھینگے جو اہلحدیث نمبر ۲۸ جلد ۱۱ صفحہ ۹ بابت ۸ مئی ۱۹۱۴ء مطابق ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۳۲ ہجری میں بالکل غلط اور خلاف واقع شائع کر کے انجمن صادقین ممبر نے اپنے صدیق ہونے کا ثبوت دیا ہے پھر باب سوم میں شمشیر ولایت حصہ دوم شروع ہوگا جسمیں سلسلہ سابق کے مطابق مولوی ثناء اللہ صاحب کے اغلاط کا جواب ہوگا۔ وَمَنْ یَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا

باب اول

کیفیت مناظرہ مقام قادر آباد ضلع گجرات (پنجاب)

شیخ جی شیخی سے از بس دل میں رکھتے تھے گھمنڈ
یار کے کوچے میں ان کی بھی حجامت ہو گئی

قادر آباد ضلع گجرات (پنجاب) میں سُنّی المذہب لوگوں کا ایک قصبہ ہے۔ اسکے گرد و نواح میں بھی عموماً سنی آباد ہیں۔ وہاں سے قریباً چھ میل کے فاصلہ پر بجانب غرب موضع گھوگانولی میں سادات بنی فاطمہ شیعی المذہب آباد ہیں۔ سُنّی اور شیعہ فریقین کم علم مگر اپنے اپنے مذہب پر چلے آتے ہیں فریقین کو باہمی کشیدگی اور تعصب مذہبی کا یا تو علم ہی نہ تھا یا بتقاضائے قدیمی برادری اچھا خاصہ اتحاد اتفاق چلا آتا تھا۔ بمصداق مثل مشہور ع عیسٰے بدین خود موسٰے بدین خود۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے

شعر ؎

دل عشق لب جان بخش پہ جان طرۂ مشکیں پہ ہے
عیسائی اپنے دین پہ ہے موسائی اپنے دین پہ ہے

لیکن قسائی کی زندگی میں بکرے کی ماں کب تک خیر منائے۔ ایک سُنّی مفسد احمد دین نامی کا موضع بادشاہانی ضلع جہلم کا دورہ دورہ اسی تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے علاقہ میں کہ جہاں قصبات مذکورہ واقع ہیں۔ ہونا شروع ہو گیا۔ ملاں ممدوح کے مذہب کی فطرت ہی دل آزاری و افتراق فی الدین ہے۔ بفحوائے مثل ؎ نیش عقرب نہ از پئے کین است مقتضائے طبیعتش این است

سرحدی ملاؤں کی طرح جابجا شیعوں کے خلاف وعظ شروع کر دیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تمام سُنّی المذہب جہلا نے متفق ہو کر اپنے خلیفہ برحق معاویہ کے فرزند دلبند یزید پلید علیہا اللعنۃ کی کی تقلید میں مولوی احمد دین سے فتوے کفر حاصل کر کے سادات بنی فاطمہؑ کا حُقہ پانی بند کر دیا اور جابجا قریہ بہ قریہ مشہور کر دیا کہ سید کافر ہیں۔ جس کی وجہ یہ قرار پائی کہ اصحاب ثلاثہ سے یہ لوگ منحرف ہیں پس پھر کیا تھا۔ موضع کھوگانوالی کے سیدوں پر پھر خلفائے بنی عباس و بنی امیہ و بنی مروان کا سا زمانہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ حتی کہ بیچارے مظلوموں کے لئے راہ چلنا بھی دشوار ہو گیا۔ شعر

ہم غم زدہ جس دن سے گرفتار بلا ہیں
کپڑوں میں جوئیں بخیوں کے ٹانکوں سے سوا ہیں

طرفہ اینکہ۔ صرف فتوئے کفر لگا کر سادات سے قطع تعلق ہی نہیں کیا بلکہ بیچاروں کو طرح طرح کی ایذا دہی پر حسب تاکید ملاں محمد فاضل سب چیلے چانٹے آمادہ ہو گئے۔ کیا یہ صحیح نہیں؟ شعر

یک جبینے نیست تا گرد دشہید
ورنہ بسیارند در عالم یزید

اب اس کا علاج اولاً تو یہ تھا کہ صاحبان ایمان و انصاف و اہالیان عقل و علم ان افواج سنت جماعت کو سمجھا دیتے کہ بھائی نہ تو آج زمانہ خاندان مغلیہ کا ہے نہ حضرت اورنگ زیب کا نہ یہ ملک زیر قلمرو مروان ہے نہ در تحت عثمان۔ نہ یہ سلطنت ہارون کی ہے۔ نہ تمہارے ماموں کی ہر ایک کو مذہبی آزادی ہے۔ اور اگر سنیوں کو اپنی کسی گذشتہ یا موجودہ طاقت پر ناز ہے تو غریب اور مظلوم شیعوں کو بھی خدا کے فضل و کرم سے اپنی مہربان اور عادل گورنمنٹ کی سرپرستی و نگہداشت پر بھروسا ہے۔ پھر ایک کا داؤ دوسرے پر کیسا؟ سنیوں کو یہ حق کدھر سے حاصل ہو گیا کہ وہ شیعوں پر جبر کریں کہ تم شیعہ کیوں ہو؟ کیا بھائی کسی کو اپنے مذہب پر قایم رہنا بھی جرم ہے؟ پھر وہ یوں سمجھاتا۔ کہ اے برادران! اسلام ایک ہے۔ کلمہ ایک ہے۔ سنی نہ سہی شیعہ سہی شیعہ نہ سہی سُنّی سہی اس قسم کے اختلافات فروعی قدیم الایام سے چلے آتے ہیں اور ان کا فیصلہ یوم الحساب کو خداوند کریم خود کر دیوے گا فرمایا۔ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (زمر) کہ۔ کہ بار خدایا۔ آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنیوالے چھپے اور کھلے کے جاننے والے جن باتوں میں

تیرے بندے اختلاف کر رہے ہیں تو ہی ان کے جھگڑوں کو چکا ئیگا۔ فتوی کفر کا کسی بیوقوف
مفسد مُلّا کے کہنے سے ناحق مسلمانوں خصوصاً اولاد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر لگا دینا۔ ہمارا اور ہمارے اسلام کا بھی منصب نہیں بس بالکل آرام ہو جاتا اور پہلے کی طرح لوگ آپس
میں شیر و شکر ہو جاتے۔ لیکن جن لوگوں نے قبل از ولادت یا دنیا کی ہوا لینے سے ہی پہلے
روح ثلاثہ خصوصاً آل معاویہ کی قسم کھائی ہوئی ہے وہ کب ایسا کریں بجائے اسکے کہ اس آتش فروزندہ
کو فرو کرتے الٹا پھونکے دے دے کر اور مشتعل کر کے جہلا کو تیز کرنا شروع کر دیا۔ بالآخر مسکین
اور مظلوم شیعہ سادات نے نہایت ہی تنگ آ کر سنت جماعت مسلمانوں کو بصد منت و سماجت
کہا کہ چند علمائے فریقین سنی و شیعہ کو بلا کر اس امر کا تصفیہ کر لیں۔ اور بعد از مناظرہ اسلام
حقیقی کے احکام سے واقف ہو جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ اس باہمی کشیدگی کا نتیجہ جیسا کہ نظر آ رہا ہے
موجب فساد عظیم ہو **شعر**

مجھ میں اور آپ میں رہتے ہیں جو جھگڑے رگڑے
آپ ہی ان کو نبیڑیں تو نبڑ سکتے ہیں

اور اس امر کی چارہ جوئی ہمارے واسطے لازمی بلکہ فرض ہو چکی ہے۔ کیونکہ ہم اپنے جان و مال
کو اس خوفناک اور ہلاکت خیز حالت میں رہنے دینا گوارا نہیں کر سکتے۔ غرض۔ خدا خدا کر کے سنیوں
نے اس بات کو منظور کر لیا جس سے شیعوں کی جان میں جان آنے لگی کہ آخر کچھ تو فیصلہ ہوگا

شعر

فراقِ گل میں جان تن سے نکل جائے تو اچھا ہو
قفس میں قید ہے بلبل نہ دانہ ہے نہ پانی ہے

پس شیعوں نے جناب مولوی سید غلام علی شاہ صاحب مدظلہ جلالپوری اور حافظ صاحب
احمد دین المعروف بہ "حافظ کوہاڑا" اور چوہدری بڈھے خان ذاکر سکنہ چک سادہ کو بلایا اور سنیوں
نے مولوی احمد دین (جسکے وعظ فتنہ انگیز کا یہ اثر تھا) اور مولوی غلام رسول اور مولوی محمد فاضل صاحب
کو منگوایا۔ اور مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۵ء کو موضع بھیکو وال کی مسجد میں بیٹھ کر برضا و رغبت ہر دو
جماعت مذکورہ بالا علمائے فریقین نے مناظرہ کی تاریخ اور شرائط مقرر کیے اور ہر ایک کاغذ پر فریقین
نے دستخط کر دیئے۔

مخفی نہ رہے۔ کہ تمام گرد و نواح کے شیعوں اور سنیوں اعضہ و عمائدین کے سربرآوردہ
علمائے کی رضامندی پر موضوع قرار دیا گیا وہ موضوع یہ ہے۔

شرائط نامہ

(۱) کیا اصحاب ثلاثہ (ابوبکر۔ عمر۔ عثمان) مومن صاحب ایمان تھے؟ ثبوت بذمہ سنیان تردید بذمہ شیعہ" (۲) کیا شیعہ بوجہ نہ ماننے اصحاب ثلاثہ کے کافر ہیں؟ ثبوت بذمہ سنیان تردید بذمہ شیعہ (۳) کیا جناب علی علیہ السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خلیفہ بلافصل تھے؟ ثبوت بذمہ شیعہ۔ تردید بذمہ سنیان۔ یہ تین مسئلے تھے اور مناظرہ کی شرائط یہ مقرر ہوئیں۔

اول۔ افرادِ معین کے بغیر کوئی شخص کلام کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔ اگر کلام کرے گا تو جلسہ مناظرہ سے خارج کیا جاوے گا۔ **دوم** ایک شخص ثالث جو غیر مذہب ہو تقریر فریقین کو تحریر کرکے حاضرین جلسہ کو سنا دیا کریگا **سوم** ایک فریق کی مذہبی کتاب فریق ثانی پر حجت نہ ہوگی۔ اور بغیر کتب ذیل کے بغیر کوئی کتاب پیش نہ کی جاویگی۔

"موطائے مالک۔ بخاری مسلم ابوداود ترمذی نسائی تفسیر کبیر تاریخ طبری ابن جریر تفسیر ابن کثیر تفسیر خازن تفسیر مدارک تفسیر طبری تاریخ ابن خلدون شرح وقایہ ردالمحتار مشکوٰۃ (یہ سنی مذہب کی کتابیں ہیں۔)

تہذیب الاحکام امالی کتاب الحجۃ احتجاج خصال استبصار من لایحضرہ الفقیہ کافی نہج البلاغۃ ناسخ التواریخ ہادی التواریخ شرح لمعہ مسالک معالم الاصول برہان البیان مجمع البیان نور الثقلین (یہ کتابیں شیعوں کی ہیں)

چہارم۔ ہر ایک فریق بزرگان فریق ثانی کا نام انکی کتب مروجہ کے موافق زبان پر لائے گا۔ **پنجم** ثبوت دعویٰ بذمہ مدعی جب تک مدعی اپنے دعوے کی دلیل بین وظاہر نہ پیش کرے اس کی تردید نہ کی جاویگی۔ **ششم** فریق مغلوب فریق غالب کا مذہب اختیار کریگا اور مبلغ دو ہزار روپیہ بھی بطور تاوان ادا کرے گا۔ **ہفتم**۔ جب تک ایک مسئلہ متنازعہ کا پورا فیصلہ نہ ہو جاسئے دوسرا مسئلہ شروع نہ ہوگا۔

تاریخ مناظرہ مورخہ ۱۴ بساکھ مطابق ۲۶ اپریل ۱۹۱۴ء معین ہوئی۔

موضع قادرآباد میں تھانہ پولیس بھی ہے تھانہ دار صاحب سنی المذہب عاقبت اندیش اور اپنے سنی مذہب کے دل وجان سے حامی ہیں پھر بھلا آپ کو کون پڑھائے جب انکو

مناظرہ کی اطلاع ہوئی سادات گھوگانوالی کو آپ نے واضح کروادیا کہ ہم نہ تو مناظرہ کا انتظام ہی کرینگے اور نہ مناظرہ قایم ہونے دینگے۔ لیکن قادر آباد کے ہم مشرب سنیوں کو دبی زبان سے کہدیا کہ ہاں دعوت علماء کا انتظام کرو۔ بشرط منظوری حکام بالا پولیس وغیرہ کا انتظام کردیا جائیگا پس شیعہ بیچارے جو شکنجہ فتوی کفر میں آکر اول ہی سے پیسے جا چکے تھے اور جو پیشہ ملاؤں کی جان کو رو چکے تھے اپنا سا منہ لیکر رہ گئے شعر

اب کون ہے رقیبوں کا ڈر کیا کرینگے ہم
ہم تو بروں کی جان کو پہلے ہی رو چکے۔

مگر حضرت عمر کی پولیٹیکل جماعت نے فی الفور موضوع معین شدہ بالاتفاق فریقین کو مولوی ثناء اللہ صاحب اہلحدیث (وہابی) امرتسری کی خدمت میں پہنچا دیا آپ پر لازم تو یہ تھا۔ کہ اگر وہ موضوع ناقابل التفات تھا تو اسکی اصلاح کیلئے اسے واپس کرتے۔ لیکن خلق خدا کی بدامنی کو زیادہ کرنے اور آل رسول پر کفر کے فتوی کو مضبوط و محکم کرانے کی خاطر جھٹ قادر آباد جانے پر کمربستہ ہوئے شعر

عالم تو مر رہا ہے ہر اک آن پر تری
تیغ و سپر پہ لے کے تو کس پر بھر چلا

کیونکہ وہ سنیوں کے ذریعہ اطمینان کر چکے تھے کہ وہاں وہ چال چلی گئی ہے کہ شیعہ عالم بالکل کوئی نہیں آئیگا۔ اور واقعی یہ وہی کارروائی تھی جو اہل سنت بیچارے مظلوم شیعوں کے ساتھ معاویہ و عمرو عاص کے وقت سے کرتے چلے آئے ہیں۔ شعر

تیرے ہاتھوں سے ہوا ہے اک زمانہ پائمال
پیس ڈالوں تجھ کو اے چرخ ستمگر زیر پا

ادھر شیعوں کو جب معلوم ہوا کہ سنی مناظرہ کا عزم بالجزم کرکے اپنے علماء کو بلانے چلے گئے ہیں تو ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے حتے کہ مناظرہ میں صرف چار روز باقی رہگئے۔ وہ بیچارے لگے دوڑنے بھاگنے۔ آخرکار وہ ایک اچھی خاصی مسافت طے کرکے گجرات اور پھر گوجرانوالہ میں عالیجناب سید قلندر حسین صاحب مدظلہ العالی کے پاس پونچے۔ اور ماجرا بیان کیا۔ کہ حضرت ہم سے دھوکا کیا گیا۔ اول تو ہم ادھر ادھر کسی گاؤں میں جانے سے لاچار ہیں۔ اگر کہیں قسمت نے یاری کی۔ گئے بھی۔ تو پانی ناک سے بھی بلے بس۔ اب ہم پر یہ مصیبت بنی کہ ناحق دو ہزار روپیہ

الٹا تاوان دینا پڑ گیا۔ نیز فساد عظیم کا اندیشہ ہے۔ مناظرہ ہوا تو فساد بھی ساتھ ہو جائیگا۔ اور اگر ہمارے علمائے سے کوئی نہ پہنچا تو تاوان ادا کرنے میں کنگھا ہو جائیگا۔ وقت بھی بہت کم رہگیا ہے جگہ بھی دور ہے فی سبیل اللہ۔ اگر ہو سکے تو کچھ چارہ کرو۔ شعر

کوسوں تک اٹھے پاؤں چلا آہ میں غریب
جب تک میری نظر سے نہ پنہاں ڈلن ہوا

(فی الحقیقت ان کو سنیوں نے ڈرایا کہ ہمارے بڑے بڑے مولوی جمع ہو رہے ہیں خصوصاً شیر پنجاب لیکن ہم بلانے والے ہیں۔ حضرت سید غلام علی شاہ صاحب جلال پوری ہی اس مناظرہ میں کافی تھے۔ اور نہ ہی ان کو گھبرانے کی ضرورت تھی۔ لیکن وہ کیا جانیں کہ گورنمنٹ برطانیہ نے پنجاب کے تمام جنگلوں کے شیر فنا کر دیئے ہیں اب سوائے عجائب گھروں کے کہیں نظر نہیں آتے۔ اگر کوئی بھولے بھٹکے دسہرہ کے دن کیطرح کسی لیکنے والے جانور پر شیر کا منہ لگا کر اسے شیر ہی بنا دیوے تو علی مرتضیٰ شیر خدا قاتل الکفار کے شیر صفت جوانوں کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا اپنے دس بارہ بچوں سمیت جنگل میں روپوش ہو جاتا ہے") جناب السید قلندر حسین صاحب قبلہ نے ایک تار تو لکھنؤ میں دے دیئے اور ایک تار تحریک چوہدری بڈھے خان ذاکر راولپنڈی میں مولوی سید احمد شاہ صاحب کو دے دیا۔ چونکہ وقت نہایت تنگ تھا۔ لہذا لکھنؤ سے کوئی صاحب تشریف نہ لا سکے اگر وہ تشریف لاتے بھی تو بہر حال تاریخ معینہ مناظرہ کے بعد پہنچتے جو محض عبث اور بے سود تھا لیکن مولوی سید احمد شاہ صاحب سیدھے گوجرانوالہ میں تشریف لے گئے۔ اور دیکھو۔ مولوی غلام علی شاہ صاحب چونکہ انہیں تاریخ مناظرہ یاد تھی چند کتب فریقین ہمراہ لیکر ایک روز اول موضع گھوگا نوالی پہنچ گئے۔ شاہصاحب سید قلندر حسین مدظلہ نے بصد جدوجہد حکام بالائے ضلع گجرات سے باقاعدہ اجازت مناظرہ بھی فی الفور حاصل کرادی۔ تاکہ مناظرہ میں بحفظ امن پولیس کا انتظام بھی ہو گیا تھا سید عنایت علی (خاکسار راقم) کو بھی شاہصاحب ممدوح وموصوف کا ایک خط اور تار موصول ہوا اور ڈاکٹر سید اکبر علی شاہ صاحب پنشنر (گجرات) بھی وزیرآباد میں ہمیں بلانے کو پہنچے۔ لہذا ہم ڈاکٹر صاحب موصوف کے ہمراہ رخصت ہو کر شہر کے سٹیشن ریلوے پر چلے گئے

شعر

ودیں دریائے بے پایاں دریں طوفان موج افزا
دل انگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا

ٹرین آئی ۔ تو اسمیں دیکھا۔ کہ مولوی سید احمد شاہ صاحب مع میاں جلال الدین صاحب ٹیلر ماسٹر گوجرانوالہ اور سائیں شمشیر علی صاحب ذاکر جناب سید الشہدا علیہ السلام اور دیگر چند ایک مومنین گاڑی میں سوار ہیں۔ آخر ۱ بجے دن کے نمبر ۵ ٹرین پر بیٹھکر ۱ بجے لالہ موسیٰ جنگشن پر پہنچے وہاں گاڑی بدلی گئی۔ ۱۱ بجکر ۱۸ منٹ پر لالہ موسےٰ سے سوار ہوکر قریباً ایک بجے پنڈی بہاؤالدین کے سٹیشن پر جا پہنچے۔ تین بجے وہاں سے بہلیوں میں سوار ہوئے۔ رستہ خراب۔ گرد و غبار اندھیری رات جیساکہ حافظ رح صاحب نے فرمایا۔ شعر

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں ہائل
کجا دانند حالِ ما سبکبارانِ ساحل ہا

فسادا ور تعصب کا دور و شور۔ کہ موضع گھو گانوالی سے چھ میل ادھر ایک شخص سے رستہ کا پتہ دریافت کیا گیا۔ تو وہ بجائے راہ نمائی کہنے لگا خبردار ہوکر جانا۔ ہم جانتے ہیں کہ تم سب کے سب شیعہ مذہب کے مولوی ہو۔ عاشا وکلا۔ اس خارجی کا یہ مقولہ سنکر ہم سب کے سب تھرا گئے ہمارے بدنوں سے خون خشک ہوا۔ لیکن خدا بھلا کرے اس گاڑی والے ہندو کا۔ کہ اسے خوف زدہ ہوکر کہ کہیں میرا بھی اسی بیابان میں فرش نہ ہوجائے فوراً کہ دیا کہ بابا نہیں۔ یہ تو قادر آباد جانیوالے آدمی ہیں۔ انکو تو شیعہ سنی کا کچھ پتہ تک بھی نہیں۔ چونکہ قادر آباد کو تین چار روز پہلے سے سنی ملاؤں کے رتھوں کے رتھ جاتے رہے تھے بدیں وجہ اس جاہل نے رستہ تو پھر بھی نہ بتایا لیکن ایک طرف کو ہولیا۔

بیشک وقت نہایت خطرناک تھا۔ چونکہ ہم کو حضرت ابوبکر کا بلا تقیہ خطبہ پڑھنا یاد تھا اور عتبہ ابن ربیعہ کا سلوک۔ لہذا ہم اسی واقعہ عبرت ناک کو سامنے رکھکر تقیہ کرنے پر آمادہ ہوگئے فالحمد للہ کہ تقیہ وغیرہ کی نوبت ہی نہ آئی۔ شعر

اُکھڑ آئے تھے میخ اور نعل سارے
نظر آتے تھے منہ پر چاند تارے

الغصہ۔ بصد رنج و تکالیف بحال زار و نحیف رات کے ساڑھے گیارہ بجے موضع گھوگانوالی پہنچے سادات نے اپنی وسعت قدرت کے مطابق مہمانوں کا خیر مقدم اچھا کیا۔ جو ان پر ضروری لازم تھا سلوات وہاں پہنچتے ہی ہم نے نماز مغربین بالقصر ادا کی بعدہٗ تناول طعام کے بعد اپنے اپنے بستر پر لیٹ رہے۔ صبح بعض لوگ اٹھے تھے اور بعض نہیں اٹھے تھے کہ موضع قادر آباد سے سنیوں کا ایک سفیر چھ میل کی مسافت طے کرکے گھوگانوالی پہنچ گیا جسنے

الصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہکر سُنی علمائے کا پروانہ شیعوں کیطرف پھینکدیا جس کا ماحصل یہ تھا کہ صبح چھ بجے تک شیعہ چلے آویں ہم منتظر ہیں۔ ان بیچاروں کو یہ معلوم تھا کہ تاحال شیعوں کا کوئی مناظر نہیں آیا۔ کیونکہ مولوی سید غلام علی شاہ صاحب کا تو ان کو پتہ ہی نہ ہوا اور ہم سب رات کے ساڑھے گیارہ بجے پونچے۔ تو پھر ان کو اس شب تیرہ و تار میں کون اطلاع دیتا۔ شعر

زبان نامہ بر اس واسطے اس نے قلم کی ہے

مجھے پیغام کیا دیگا۔ اگر وہ بے زبان ہو گا

آخر الامر۔ بعد فراغت نماز صبح بغیر کسی خورد و نوش کے ہم گھوڑوں پر سوار ہو کر ۶ بجے رخصت ہوئے اور قریباً ساڑھے ۷ بجے مع معدودے چند احباب شیعہ کے بستی قادر آباد میں پہونچے۔

نوٹ:۔ مناظرہ کی اجازت نہ ملنے کی وجہ سے دو روز تاریخ میں زیادہ ہو گئے کیونکہ حفظ امن کی مزید ضرورت تھی۔ لہذا ۲۶ر اپریل تبدیل ہو کر ۲۸ر اپریل ہو گئی تھی۔

قادر آباد میں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ ہزارہا مخلوق خدا تھانہ کے تار جنگلہ کے ارد گرد کھڑی ہے اور سُنی ملاؤں کا ایک جم غفیر درمیان میں ہے۔ اور قریباً آٹھ دس مولوی جو بزعم سنیان بڑے بڑے جلیل القدر ہیں ایک چوبی تخت پر بیٹھے ہیں۔ شیر تو درمیان میں اور دوسرے ..... ارد گرد۔ اور باقی تھرڈ کلاس مولوی پیچھے یہ تو ان کی صورت تھی اب غریب شیعوں کی سنئے۔ کہ ہمارے ہاتھوں میں جتنی چھوٹی چھوٹی چھڑیاں تھیں بسم اللہ کر کے تھانہ میں جمع کی گئیں۔ اور ان دوسرے مولویوں کے سامنے دوسرے تخت پر ہمکو جگہ دی گئی جب ہم نے کتابوں کی گٹھڑیاں کھولیں تو وہ چوبی تخت اگرچہ بڑا تھا لیکن صرف کتابوں ہی سے بھر گیا۔ اور ناظرین کے لئے کرسیاں منگائی گئیں۔ کتابیں جوڑتے اور نشست و برخاست کا انتظام کرتے قریباً نو بج گئے

نوٹ:۔ اتنے عرصہ قلیل میں روٹی کھانا پانی پینا تو در کنار ہمیں اتنا بھی اتفاق نہ ہو سکا کہ دیکھیں معلوم کریں۔ کہ کون کون سی کتاب کس کس کے پاس ہے اور وہ کس مطبع کی مطبوعہ ہے اور فلاں امر کس صحیفہ میں ہے۔ اور فلاں مطلب کس صفحہ میں؟ مزید برآں طرفہ اینکہ اس موضوع کا مضمون بھی جو فریقین نے بالاتفاق طیار کیا تھا۔ اور جس کی بنا پر مناظرہ ہونا تھا بجز مولوی سید غلام علی شاہ صاحب کسی کو معلوم نہیں۔ نہ کسیکو یہ معلوم۔ کہ کس کس مسئلہ پر بحث ہو گی!!

غرض۔ مولوی سید سید احمد شاہ صاحب نے ایستادہ ہو کر بآواز بلند فرمایا کہ صاحبان اگر ہم لوگوں کے آنے میں دیر ہوئی ہے تو صدہا مجبوریوں کی وجہ سے کیونکہ ہم نے ایک مقام سے دوسرے مقام پر اور دوسرے سے تیسرے اور تیسرے سے چوتھے مقام پر آنا تھا۔ اب آپ فرمائیں کہ آپ کی طرف سے

رئیس مناظرہ کون صاحب ہیں۔ فریق ثانی نے جواب دیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہماری طرف سے رئیس مناظرہ ہونگے۔ مولوی سید احمد شاہ صاحب نے کہا۔ کہ خیر اگر مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں۔ تو ادھر سے ہم ہی کھڑے ہو جاتے ہیں۔

شروع مناظرہ

اولاً مولوی سید احمد شاہ صاحب نے موضوع قرار دادہ فریقین مجمع عام میں کھڑے ہو کر سنا دیا۔ اور کہا کہ اے برادران اسلام یہی وہ شرائط نامہ ہے جو آپ لوگوں شیعہ سنیوں نے بالاتفاق تیار کر کے مناظرہ کا انتظام کیا ہے۔ لہذا ان مسائل معین شدہ کا تصفیہ ابھی ہو جائیگا گھبرائیں نہیں۔ (مولوی ثناء اللہ صاحب کیطرف اشارہ کر کے) مسئلہ اول ایمان اصحاب ثلاثہ کا ثبوت جو آپکے ذمہ ہے پیش کریں۔ تاکہ ہماری طرف سے تردید ہو۔ اور مناظرہ شروع ہو جاوے۔ اور منصف وغیرہ کا بھی انتظام جلدی لازم ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب (کھڑے ہوکر) چونکہ یہ شرائط نامہ ہمکو منظور نہیں۔ لہذا یہ بحث فضول ہے۔ انشاء اللہ تعالے ہم ایک اور نیا موضوع تیار کر کے بحث شروع کرینگے۔ بہرحال ہمیں موضوع سابقہ منظور نہیں ہے جسے تو اسے امرتسر میں ہی دیکھ کر ناجائز کر دیا تھا۔

عنائیت - اور کیا!! کسی نے کیا سچ کہا ہے۔ **شعر**

کوئی اس عہد فراموش سے کہدے جاکر   آج وعدہ تیرے عاشق کا برابر آیا

مولوی سید احمد شاہ صاحب - ماشاءاللہ آپ خوب مناظرہ کرنے کو آئے ہیں۔ جناب عالی ہم لوگوں کو نیا موضوع تیار کرنیکی ضرورت ہی کیا ہے۔ جبکہ فریقین کے علماء حسب رضاء و رغبت شیعہ وسنی اسے ترتیب دے چکے ہیں۔ نیز کوئی امر اس موضوع میں ایسا بھی نہیں جو قابل اعتراض ہو پھر یہ کونسی عقلمندی ہے کہ بلاوجہ اسے ناجائز قرار دیا جائے اور خواہ مخواہ کاغذ دیگر مرتب کرنے میں دن گذارا جائے۔ آپ اصحاب ثلاثہ کا ایمان ثابت کریں۔

تھانیدار صاحب (جو پاس ہی باوردی کھڑے تھے) نہیں صاحب آج ہی جو فیصلہ کرنا ہو کر لو کل کو اجازت مناظرہ کی نہ ہوگی۔

عنائیت - ہہ ہہ ہہ!!! خوب! **شعر**

صحبت خوب ملی میں اس بناوٹ کی لگاوٹ کو   رقیبوں سے لڑے ظالم سدا نہیں ملاوت ہو

مولوی سید احمد شاہ صاحب ۔ ہم کو معلوم ہوا کہ آپ سب انسپکٹر (تھانیدار) صاحب ہیں لہذا العبد عجز التماس ہے کہ خدارا فریق ثانی کو سمجھا دیویں کہ وہ غلط مبحث کے ارادہ سے باز آئیں اور بلا وجہ موضوع معین شدہ کو ناجائز قرار دیویں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ نہیں صاحب! یہ شرائط نامہ تو ہم کو اول سے ہی نامنظور ہے۔

عنایت ۔ ملا تو آسمان پر سے جا کے خواہ بانگ ؎ ہم تو دبائے بیٹھے ہیں مرغی کی ایک ٹانگ

مولوی سید احمد شاہ صاحب ۔ اگر آپ کو یہ موضوع اول سے ہی نامنظور تھا۔ تو آپ اسپر امرتسر سے ہی کیوں تشریف لائے؟

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ یہ کاغذ دیکھ لو۔ ہم نے اس کے بعض ناجائز مقامات پر سرخ پنسل کے ساتھ وہیں نشان کر دیئے تھے۔

عنایت ۔ جھوٹ ہی جانو کلام اس رہزن ایمان کا ؎ پہن کر جامہ بھی وہ آئے اگر قرآن کا

مولوی سید احمد شاہ صاحب ۔ تو کیا سرخ روشنائی یہاں سے دستیاب نہیں ہو سکتی ممکن ہے کہ یہاں آ کر نشان لگا دیئے ہوں۔ اور آپ کا سرخ نشان ہم پر حجت نہیں ہے۔ بہر حال ہم اس شرائط نامہ کو جو تمام لوگوں کی مرضی اور علمائے فریقین کی رضامندی پر قرار پایا ہے۔ ہرگز ہرگز تبدیل نہ کریں گے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ اگر آپ کا اصرار اسی شرائط نامہ پر ہے تو لیو۔ ہماری فتح تو ہم اہلسنت کو ہی ہو چکی ہے۔ کہ آپ شیعہ نہ آئے اور ہم آگئے جب موضوع سابقہ کی تاریخ معینہ ہی پر بحث نہ ہوئی تو پھر وہ کاغذ کب قابل اعتبار ہو سکتا ہے۔

عنایت ۔ اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا ؎ لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

تھانیدار صاحب ۔ ابھی تاریخ وغیرہ کا اعتراض تو فضول ہے یہ گورنمنٹ کے اختیار میں تھا جب چاہتی اجازت ملتی اس میں کسی فریق کا قصور تو ہے نہیں۔

مناظرہ ہو چکا اور یہ شیعوں کی پہلی فتح ہوئی جو ثناء اللہ صاحب نے اصحاب ثلاثہ کا **ایمان ثابت کرنے سے گریز کیا یہ سب حیلہ و عذر تراشی صرف اسی بنا پر تھی کہ ایمان ثلاثہ کے اثبات کی شرط اور قید اٹھ جائے** ۔ بہر حال شیعہ پنجاب کی علمیت اور مناظرہ دانی بھی پبلک پر روشن ہو گئی۔ **شعر**

اب تو ٹٹی میں کیا چھید غضب تو نے کیا ؎ کھل گیا سب یہ ترا بھید غضب تو نے کیا

مولوی ثناء اللہ صاحب کا خیال بالکل درست تھا۔ اصحاب ثلاثہ کے ایمان ثابت کرنیکا دعوےٰ تو مولوی صاحب جب کریں جب ان کو اصحاب ثلاثہ میں ایمان ہونے کا یقین کامل ہو۔ ہم نے غور کیا تو مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرف سے یہ ہلکی سی آواز حضرت سنائی دی۔ شعر

بخش دے اس بتِ سفاک کو اے داورِ حشر
خون خود مجھ میں نہ تھا خون کا دعوے کیسا؟

مناظرہ کا دوسرا دور

کوئی کہدے کہ تم نے دل لیا پھر دیکھئے کیا کیا
اینٹھتے ہیں اکھڑتے ہیں پلٹتے ہیں مُکرتے ہیں

سب انسپکٹر آف پولیس کے اس جواب سے مولوی صاحب ثناء اللہ کی وہ دلیل جو از راہ کمال مکر و فریب تراشی تھی ڈھیلی پڑگئی اور فرمانے لگے:۔

اگر مناظرہ کرنا ہے تو موضوع تیار کرو کیونکہ اس وقت مناظر ہم اور آپ ہیں۔ اپنی اپنی مرضی سے لکھیں اور میں کاغذ آپ کے پاس بھیج دیتا ہوں۔ آپ میرے پاس بھیج دیں۔ فریقین اسپر دستخط کر دینگے۔ ایک پریزیڈنٹ یعنی جج مقرر کرو۔ وہ عارضی پریزیڈنٹ ہوگا جسکا فیصلہ صرف تعین شرائط تک محدود ہوگا۔ جو بات مناسب ہوگی وہ رہنے دیگا۔ نامناسب امر کو نکال دیگا۔

عنایت ~ ذرا منہ کھول دل سے آفریں پڑھ آ ابو موسیٰ ؛ کہ ڈالی شیر امرتسر نے تیرے خاک اشعر پر

مولوی سید احمد شاہ صاحب ۔ اچھا مولوی صاحب ۔ ہم مان لیتے ہیں ۔ اگرچہ شیعہ معاذین اس بات پر ہرگز ہرگز رضامند نہیں ہیں ۔ لیکن ہمیں خیال ہے کہ وقت تنگ ہے اسی غلط بحث میں اصلی مطلب فوت نہ ہوجائے اور ہم نے مناظرہ کرنا ہے اگر آپ اسی پر رضامند ہیں تو ہم ایک اور موضوع تیار کرتے ہیں بطور عارضی جج بیشک مقرر ہو۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ چلو۔ سب انسپکٹر صاحب ہی جج بن جاویں معمولی بات ہے ۔ (عیاری)

عنایت ~ عمرو عاص نوں کر سو توقف ، ششتابی اسے سفیاں دسے جائے ۔
مکر کنول پنجاب دے لونبڑ اوس تھیں دہ دہے سوائے ۔ (پنجابی)

مولوی سید احمد شاہ صاحب ۔ اجی نہیں جناب ۔ وہ آپ کے ہم مذہب سُنّی ہیں

ہم کبھی ان کو جج بننے کی اجازت نہیں دیتے۔ دوسرے وہ اس وقت مہتمم و منتظم ہیں یا منصف؟

تھانہ دار صاحب - (عجب چالاکی سے) نہیں صاحب۔ میں جج نہیں بن سکتا۔ ہاں البتہ یہ ڈاکٹر صاحب جو ہندو ہیں۔ عارضی جج مقرر ہو جائیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب - تھانہ دار صاحب کو آپ نے ناحق سُنی کہ رو کر دیا حالانکہ ہم ان کو جانتے بھی نہیں کہ سُنی ہیں یا شیعہ (ممبر انجمن صادقین۔ صدیق اکبر) حالانکہ وہ بظاہر شیعہ ہی معلوم دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کی ڈاڑھی شیعوں کیطرح مندھی ہوئی ہے۔

عنایت ؎ لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب ✦ زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا

مولوی سید احمد شاہ صاحب - لاحول ولاقوۃ۔ آپ خوب ہی مناظرہ کریں گے کیا تہذیب و متانت اسی کا نام ہے بھلا ذاتیات پر حملہ اور شخصیت پر طعن و تشنیع کرنے کا یہ کونسا موقعہ ہے؟ ایمان سے بتلائیے کہ آپ نے کس کس شیعہ کی ڈاڑھی اس مقام پر منڈی ہوئی دیکھی ہے؟ ہاں شیعوں کی کونسی کتاب میں لکھا ہے؟ کہ داڑھی منڈوانی جائز ہے۔ ہم تو داڑھی منڈوانے والے کو گنہگار اور تارک السنت سمجھتے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب - اجی آپ ناحق اس بات پر برہم ہوئے جاتے ہیں۔ دہلی اور لکھنو[1] وغیرہ مقامات میں جاؤ۔ وہاں شیعہ اور سُنی کی تمیز ہی داڑھی سے ہوتی ہے۔

عنایت - جل جلالہٗ وعم نوالہٗ اصحاب ثلثہ کا ایمان ثابت ہو رہا ہے!! اجی مناظرہ ہو رہا ہے

؎ یہ سُن دل ہی دل پیچ کھا پیچ و تاب ✦ دیا شاہزادی نے اس کو جواب۔

مولوی سید احمد شاہ صاحب (پریزیڈنٹ کی طرف جو تھانیدار کی مرضی پر مقرر ہوا تھا اشارہ کرکے) اجی جج صاحب! آپ نوٹ کر لو۔ مولوی صاحب نے ناحق دل آزاری کی اور خلاف تہذیب خارج از بحث گفتگو شروع کر دی ہے۔ (ثناء اللہ صاحب کی طرف مخاطب ہو کر) جناب عالی! آپ اسوقت لکھنؤ میں ہیں یا دہلی میں؟ اور آپ کے پاس اسوقت لکھنوی اور دہلوی شیعوں کی داڑھی منڈھوانے کا ثبوت اور دلیل کیا ہے؟

فٹ نوٹ - [1] مولوی گستاخ صاحب!! پھر کبھی لکھنؤ کا نام زبان پر لائیگا؟ بلائیں عقبہ ابن ربیعہ کو؟ توبہ کرو! توبہ!! اور سُنو

گم تانگی ہے لکھنؤ والوں کے سامنے ✦ پودے نہال کیا ہوں نہالوں کے سامنے
منہ مڑ گئے ہیں لکھنؤ والوں کے سامنے ✦ خنجر کبھی مجھے نہیں بھالوں کے سامنے
شان خدا وہ شیروں سے آنکھیں ملاتے ہیں ✦ نقشے بگڑ گئے ہیں جن کے غزالوں کے سامنے

جعفایت ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب داڑھی کا جھگڑا خواہ مخواہ جگا بیٹھے حالانکہ اس کا کوئی محل نہ تھا البتہ ہمیں آپ کی اور آپ کے معاونین کی خضاب یا وسمہ سے داڑھیاں رنگیں ۔ دیکھ کر یہ شعر یاد آگیا

شعر　باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی　　کالا کرے گا منہ بھی جو داڑھی سیاہ کی

ریج (مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرف مخاطب ہو کر) مولوی صاحب! آپ پر لازم نہیں کہ اس قسم کی دل آزار گفتگو اور شخصی طعن و تشنیع کریں ۔ (اور ریج نے فوراً ایک کاغذ پر مولوی صاحب کی اس پہلی بد تہذیبی کو نوٹ کر لیا ۔ یہ شیعوں کی دوسری فتح تھی)

آخر کار ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک موضوع تیار کیا ۔ اور ایک مولوی سید احمد شاہ صاحب نے ابھی ایک دوسرے کو دکھلانے نہیں پائے تھے کہ گھوڑوں اور بہلیوں پر سوار ہو کر **جناب السید قلندر حسین صاحب** مدظلہ العالی علی رؤس الموالی مع جناب سردار **غلام رضا خان صاحب قزلباش** اور جناب مولانا مولوی السید بہادر علی شاہ صاحب جلال پوری المعروف بہادر علی شاہ صاحب پشاوری (کہ جن کا شہرہ خصوصاً ہندوستان میں آج تک ہو رہا ہے اور مولوی سید غلام علی شاہ صاحب ممدوح کے والد بزرگوار ہیں) اور انکے صاحبزادہ سید سیف علی شاہ صاحب اور ان کے پوتے عزیز القدر سید ذوالفقار علی (کہ جن کی عمر قریباً ۱۲ سال کی ہے اور اپنے عم بزرگوار سے صرف و نحو کی تعلیم پاتے ہیں ۔ آج تک ۱۹ پارے قرآن مجید بحید قرأت حفظ کر چکے ہیں ۔ اور بعض بعض سورے انگریزی ترجمہ مسٹر سیل صاحب پادری کا بھی بطور مذاق یاد کر رہے ہیں اطال اللہ عمرہ) پہنچ گئے چونکہ رئیس المناظرہ مولوی سید احمد شاہ صاحب مقرر ہو چکے تھے ۔ لہذا دیگر علمائے و مناظرین میں سے کسی کو گفتگو کا موقع نہ ملا ۔ غرض دوسری دفعہ موضوع تیار ہوئے ۔ اور شیعوں کی طرف سے یہ موضوع لکھا گیا ۔

نقل موضوع ثانی

(۱) خلافت خلفائے ثلاثہ کا ثبوت بذمہ علمائے سنیہ ۔ تردید بذمہ شیعہ (۲) اور متنازعہ فیہا میں سے ایمان خلفائے ثلاثہ کا ثبوت بذمہ سنیان تردید بذمہ شیعہ (۳) ایمان خلفائے ثلاثہ کے منکرین [illegible] انہیں (۴) فریقین کو اپنے فریق مقابل کی کتب معتمدہ سے شہادت پیش کرنی ہوگی [illegible] فریقین [illegible]

انکار نہ کریں۔(۶) فریق مغلوب فریق غالب کا مذہب اختیار کر لینے کے علاوہ دو ہزار روپیہ نقد تاوان ادا کرے (۷) سوال و جواب میں فریقین کو مساوی وقت دیا جائیگا جو کم از کم بیس منٹ ہونا چاہئے
د ستخط سید احمد شاہ بقلم خود

ابھی مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرف سے موضوع نہیں آیا جو شیعوں کیطرف سے آپ کو پہنچ گیا۔ ناظرین! ذرا شرائط نامہ مضمون مکرر پڑھیں اور غور فرما دیں۔ کہ وہ کونسی عبارت ہے جو نامنظوری کے قابل ہو۔ لیکن جونہی مولوی ثناء اللہ صاحب نے اسے پڑھا اور اس میں بھی ایمان خلفائے ثلاثہ کی ثبوت طلبی ملاحظہ کی۔ بہت برہم ہوئے اور فرمانے لگے۔ نمبر اول۔ خلافت منظور نمبر ۲ و ۳ نامنظور۔ نمبر ۴ و ۵ منظور نمبر ۶ نامنظور نمبر ۷ منظور۔

عنایت۔ ایلو! مولوی سید احمد شاہ صاحب نے پھروہی قہر کیا کہ موضوع ثانی کے نمبر ۲ میں ایمان خلفائے ثلاثہ کی شرط لکھدی جسکی گھبراہٹ نے شیر پنجاب کو امرتسرہی میں سرخ نشان کرنے پر مجبور کیا تھا آخر وہ آگ بگولا نہ ہوں تو اور کیا کریں؟ سچ ہے **شعر**

دل بچے کیونکر نگاہ چشم شوخ و شنگ سے
اپنا گھر تو سوجھتا ہے سینکڑوں فرسنگ سے

مولوی سید احمد شاہ صاحب۔ ثابت ہوا کہ آپ ثبوت خلافت پر کمربستہ ہیں۔ حالانکہ مولانا السید فرمان علی صاحب قبلہ کے مقابل اسی مسئلہ خلافت میں آپ ایسا گریز کر چکے ہیں کہ اب تک بھولے سے بھی ان کا نام نہیں لیتے۔ لیکن نمبر ۲ ایمان خلفاء ثلاثہ۔ سو اسکے ثابت کرنے سے آپ بہرحال قاصر ہیں (ایمان تو نام کو بھی نہیں ثابت کیا خاک کرینگے؟) ہاں! نمبر ۶ میں کونسی ایسی بات ہے؟ جو آپ کو انکار پر مجبور کر رہی ہے۔ اچھا صاحب! ہم تمہاری رعایت کے واسطے ایمان ثلاثہ کی بحث سے خود ہی از راہ مصلحت دست بردار ہوتے ہیں کیونکہ ہم ان کو اس بحث میں بار بار منافق اور بے ایمان کہنے پر مجبور ہونگے اور آپ بھی اس سے ہر طرح گریز کر رہے ہیں اور مطلب ہمارا یہ ہے کہ بحث ضرور ہو۔ اگرچہ آپ کی یہ منشا نہ ہو۔ البتہ نمبر ۶ کو کہ جس میں فریق مغلوب کو دو ہزار روپیہ تاوان ادا کرنے کے علاوہ فریق غالب کا مذہب اختیار کرنیکی شرط ہے ہرگز نہ چھوڑینگے

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ نہیں صاحب! الزامی رنگ میں آپ ان کو بے ایمان کافر غرض سب کچھ کہہ سکتے ہیں جیسا کہ ایک انگریز کو ہم کہیں کہ وہ بڑا اچھا ہے خوش خلق ہے عادل ہے مگر افسوس کہ بروئے اسلام وہ کافر ہے۔ اس میں دل آزاری اور بدتہذیبی تو ہے نہیں۔ لیکن خیر..... ہاں

ہم دو ہزار روپیہ تاوان اسی وقت نکال کر رکھ دیتے ہیں۔ اور ہمارے موکلوں کو منظور بھی ہے۔ آپ بھی دو ہزار روپیہ نقد رکھ دو۔ رہی شرط تبدیل مذہب کی۔ سو وہ ہم کو منظور نہیں۔

عنایت سے تو وعدہ کر کے مجھ سے میری جان پھر گیا حق سے پھرا جو قول سے انسان پھر گیا۔

مولوی سید احمد شاہ صاحب۔ جناب عالی! چونکہ موضوع سابقہ میں یہ شرط لکھی ہوئی تھی۔ لہذا ہم نے صرف اس خیال پر کہ دو ہزار روپیہ لکھوانے والوں کے دلوں میں کچھ فضول ہوس نہ ہو۔ ایسا لکھ دیا۔ ورنہ ہم اس دو ہزار روپیہ پر خاک بھی نہیں ڈالتے۔ اور آپ جو نقد روپیہ رکھ دینے کی شیخی دکھلا رہے ہیں۔ کیا یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ان تھوڑے سے شیعوں کے پاس اتنا روپیہ کہاں؟ جناب۔ یاد رکھئے کہ اب بھی خدا کے فضل سے (سید قلندر حسین صاحب مدظلہ کو مشارٌ الیہ کر کے) دو ہزار نہیں بلکہ دو لاکھ موجود کر سکتے ہیں۔ کیا ہم طلب زر کے لئے یہ شرط لکھ رہے ہیں؟ لاحول ولا قوۃ

مہربان! وقت کو نہ ٹالئے۔ بہرحال ہم دو ہزار روپیہ معاف کرتے ہیں۔ مگر تبدیل مذہب کی شرط کو نہیں اڑا دینگے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ ہم تبدیل مذہب کی شرط کبھی نہیں منظور کرینگے۔ کیونکہ آپ لوگ مغلوب ہو جانے پر کہدینگے کہ ہم سنی ہو گئے لیکن ہم کو اعتبار نہیں۔ ممکن ہے کہ تقیہ کرو۔ اور دل میں شیعہ ہی رہو۔

مولوی سید احمد شاہ صاحب۔ جناب مولوی صاحب! تقیہ تو جان وغیرہ کے خوف سے ہوتا ہے یہاں ہم کو تقیہ کی کیا ضرورت؟ یہ تو آپ صرف بحث کو ٹالنے اور شیعوں کی دل آزاری کرنے کی خاطر ایسا کہ رہے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ نہیں نہیں۔ یہ دیکھ لو۔ آپ کی کتاب کلینی میں لکھا ہوا ہے کہ دین میں ۹/۱۰ حصہ تقیہ ہے (حالانکہ کلینی کوئی کتاب ہی نہیں۔ البتہ کافی کلینی ہوگی۔ راقم عفی عنہ)

مولوی سید احمد شاہ صاحب۔ تعجب ہے کہ یہاں پر نہ تقیہ سے بحث ہے نہ ضرورت۔ پھر آپ ناحق ایک خارج عن البحث امر پر زور دے رہے ہیں۔ آپ کو معلوم نہیں کہ نبی علیہ السلام نے تقیہ کیا حتیٰ کہ غاروں میں چھپے۔ انبیائے سابق بھی تقیہ کرتے رہے۔ تقیہ کا حکم اور اجازت قرآن میں۔ حدیث میں۔ آپ کی مسلمہ کتب میں۔ آپ کو اگر اسی پر اعتراض ہو تو اس مسئلہ کو بھی موضوع میں شامل کر کے قدرت خدا کا کرشمہ دیکھ لو۔

(اس وقت مولوی سید احمد شاہ صاحب کو عجب جوش آیا حتیٰ کہ تین چار زبردست دلایل اس زور سے سنا دیئے کہ مولوی ثناء اللہ ہو بہو پتھر کے شیر نظر آنے لگے۔ آپ نے اسی لہجہ میں یہ بھی فرما دیا کہ صلح حدیبیہ کے روز نبی صلعم نے تقیہ نہیں کیا تھا جسپر آپ کے عمر صاحب نے صاف کہہ دیا۔ ماشککت منذ اسلمت الا یومئذ یعنی مجھے نبی کی نبوت میں ایسا کبھی شک نہ ہوا تھا جیسا کہ آج کے دن۔

عنایت۔ مرحبا! مرحبا!! واہ مولوی سید احمد شاہ صاحب! خوب کہا!! خوب! ! ؎

بیعتی تیرے مکھڑے پہ مجھے حور کی سوجھی
لا! ہاتھ ادھر مومے کہ بہت دور کی سوجھی

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ خیر کچھ ہو ہمیں آپ کے تقیہ کی وجہ سے آپ کا اعتبار نہیں دل میں وہی شیعہ کے شیعہ بنے رہو اور منہ سے سنی کہہ دو۔

مولوی سید احمد شاہ صاحب (جج کی طرف دیکھ کر) دیکھئے صاحب! جب ہم اس مسئلہ تقیہ پر بحث ہی نہیں کرتے۔ اگرچہ تقیہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ تو پھر مولوی صاحب کا ناحق طعن وتشنیع کرنا دل آزاری نہیں۔ تو اور کیا ہے؟

(مولوی ثناء اللہ صاحب نے سات دفعہ صراحتہً ثم کنایۃً تقیہ کیطرف اشارہ کیا۔ اور شیعوں کو بزعم فاسدہ خود منافق بناتے رہے)

جج۔ مولوی صاحب! جب شیعہ اس بات پر مصر ہیں کہ آپ بار بار تقیہ کا ذکر مت کرو کیونکہ یہ امر خارج از بحث ہے تو پھر اسی لفظ کو دہرانے کا کیا فایدہ؟ (یہ شیعوں کی تیسری فتح تھی)

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ اچھا جناب! اور کارروائی شروع کیجئے۔ تبدیل مذہب کی شرط کو تو ہم قبول نہیں کریں گے۔ (یہ شیعوں کی چوتھی فتح تھی)

مولوی سید احمد شاہ صاحب۔ اچھا یہ بھی منظور۔ آپ لکھ دو۔ کہ تبدیل مذہب کی شرط ہمیں منظور نہیں۔ نیچے دستخط کر دو۔

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ لو ہم لکھ دیتے ہیں۔ مگر آپ بھی لکھ دو۔ کہ ہم اس کاغذ کو پریس میں نہیں دیوینگے۔ (یہ شیعوں کی پانچویں فتح تھی)

مولوی سید احمد شاہ صاحب۔ استغفر اللہ منہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کہ ہم اس کارروائی مناظرہ کو معہ آپ کے انکار شرط تبدیل مذہب کو پریس میں نہ دیویں۔

مولوی ثناءاللہ صاحب۔ لو صاحب! ہم مانے لیتے ہیں۔
(آپ نے پنسل سے لکھ دیا۔ کہ میں تبدیلی مذہب کی شرط کو نہیں مان سکتا۔ نیچے دستخط ندارد)
مولوی سید احمد شاہ صاحب۔ جناب اسکو قلم دوات سے لکھئے اور نیچے دستخط کیجئے
مولوی ثناءاللہ صاحب۔ لیجئے صاحب! ایسا ہی سہی!!!
(آپ نے تبدیلی مذہب کا انکار لکھ دیا۔ مگر دستخط ندارد)
مولوی سید احمد شاہ صاحب۔ جناب اسپر دستخط بھی کیجئے!
مولوی ثناءاللہ صاحب۔ بہتر جناب۔ ایسا ہی کر دیتے ہیں۔
(آپ نے پنسل سے پشت کاغذ پر دستخط کر دیئے)
عنایت۔ مولوی ثناءاللہ صاحب نے بعض انجن ڈرائیوروں کیطرح انگریزی دستخط کرنے کی خوب مشق کی ہوئی ہے اور تھیئٹر ناٹک کے ایکٹروں کی طرح بہت سے انگریزی الفاظ سٹیج پر بیان کیا کرتے ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ **شعر**

ہے اس آفت کا سُبک سیر کہ راکب اس کا
حاضری کھائے جو کلکتہ تو لنڈن میں ٹفن

(بہرحال یہ شیعوں کی چھٹی فتح تھی)
تھانیدار صاحب۔ اجی مولوی صاحب! خواہ مخواہ خلق خدا کو عذاب میں مبتلا کر دیا ہے ان طبع آزمائیوں کا فایدہ ہی کیا ہے؟ چلو ان باتوں سے درگذر کیجئے۔ اور اصل مطلب کیطرف توجہ فرمایئے تاکہ یہ لوگ انتظار کی زحمت ناحق سے مخلصی پائیں۔

{اس وقت لوگ ایسے پریشان خاطر ہو رہے تھے۔ کہ الاماں! کوئی تو سر کھجلا رہا تھا کوئی کان۔ کوئی پھونکنے لگا رہا تھا ادھر ادھر سے مڑ جوان۔ ہٹ جوان اور سب وشتم کی آوازنے بعینہ کان ابابکر سبابا کا نقشہ کھینچ دیا تھا۔}

لوگ سخت مشوش اور سراسیمہ ہو رہے تھے۔ بیچارے پولیس مین ہرچند چاہتے تھے کہ شور و غوغا دم ہو مگر سے مرے تالوں سے جیب مین مرغ خوش الحان زمانے میں ؛ سدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانے میں۔
مولوی ثناءاللہ صاحب۔ اجی ہم کو اس قسم کا بھی موضوع منظور نہیں۔ جو سرے سے غلط ہے آخر مجبور ہو کر مولوی سید احمد شاہ صاحب نے ایک تیسرا موضوع تحریر فرمایا۔ اور کہا کہ

چلے چلو۔ ہم ہر طرح سے تیار ہیں۔ مسئلہ خلافت ہی سہی۔

عنایت ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب التوائے بحث کیخاطر خواہ ہزار عذر تراشی کریں۔ شیعہ کب چھوڑنے والے تھے۔ **س**

تو ہو کے ترشرو ہمیں گالی ہزار دے
یاں وہ نشے نہیں جنہیں ترشی اُتار دے

نقل موضوع ثالث

مسئلہ مابہ النزاع۔ خلافت خلفائے ثلاثہ۔ ثبوت بذمہ سنیان تردید بذمہ شیعہ

شرط نمبر اول ۔ فریقین اپنے فریق مخالف کے مقابلہ میں ایسی کتب معتمدہ سے ثبوت دیں۔

شرط دوم ۔ کتابوں کی صحت و سقم کتب علم رجال فریقین سے پرکھی جاوے

شرط سوم ۔ وقت کی فریقین میں مساوات ہوگی اور کم از کم بیس منٹ مقرر ہونگے۔

شرط چہارم ۔ تاوقتیکہ امر متنازعہ فیہا کا فیصلہ نہ ہو۔ جو شخص مرکز مناظرہ یعنی قادر آباد کو چھوڑکر جاویگا مغلوب سمجھا جاویگا۔

شرط پنجم ۔ تہذیب کی رعایت نہ کرنے والا اور مناظر کے علاوہ دوسرے شخص کو بولنے کی اجازت دینے والا فریق بھی مغلوب تصور کیا جاویگا۔

نوٹ :۔ متکلم کے بدلنے یا نہ بدلنے کا آپ کو اختیار ہے

ناظرین باانصاف ! مولوی صاحب کا تماشا دیکھتے جاویں کہ عاً انشاء اللہ اس موضوع کو بھی نامنظور کیا۔ بایں عذر کہ اسمیں وقت کی مساوات ہے۔ (حالانکہ یہ ایک معمولی بات تھی) اور فرمانے لگے کہ چونکہ میں **مدعی** ہوں۔ لہذا مجھے دو وقت ملنے چاہئیں۔ میں اس شرط کو رشیدیہ (اصول مناظرہ کی کتاب ہے) سے دکھلائے دیتا ہوں اور شرط نمبر ۴ میں جو لکھا ہے کہ قادر آباد سے قبل از فیصلہ مناظرہ چلا جانیوالا مغلوب سمجھا جائیگا ہمکو منظور نہیں کیونکہ آج ۲ بجے کے بعد اجازت مناظرہ کی نہیں ہے۔

مولوی سید احمد شاہ صاحب ۔ اجازت ہو یا نہ ہو اس میں آپ ذمہ دار نہیں یا ہیں ممکن ہے کہ شیعہ ہی اجازت حاصل کر سکیں جیسا کہ آج کی تاریخ کی اجازت شیعوں کی

کوشش سے حاصل ہوئی۔ باقی رہی دوسری بات۔ سولو۔ آپ مدعی کے دو وقت نکال کر بتلائیے کتاب رشید یہ مولوی سید احمد شاہ صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو دی آپ نے رشیدہ کی کسی اور عبارت پر پنسل کا سرخ نشان لگا دیا۔ اور کہا کہ لو یہ عبارت ہے جسمیں لکھا ہے کہ مدعی کا وقت ڈبل ہونا چاہئیے۔

مولوی سید احمد شاہ صاحب باواز بلند شعر

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

مولانا صاحب! آپ میں یہی قابلیت ہے۔ اور یہی عربی دانی ہے یا کہیں ایمانداری سے کام لیا ہے؟ اس عبارت میں تو وقتوں کا ذکر تک بھی نہیں ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ اچھا۔ آپ اس عبارت کو پڑھیں۔

مولوی سید احمد شاہ صاحب۔ بہت خوب! دلیل آپ کی۔ اور پڑھوں میں لازم تو تھا آپ پر کہ اس عبارت کو معہ ترجمہ پڑھکر حاضرین جلسہ کو سنا دیتے۔ آپ کی دلیل کو میرے پڑھنے سے کیا علاقہ؟ درآنحالیکہ آپ میرے ممتحن بھی نہیں ہیں۔

ایک شیعہ (پاس سے اٹھکر اور مولوی سید احمد شاہ صاحب کی طرف مخاطب ہو کر) جناب اگر اجازت ہو تو آپ پر چھاؤں کر دیں۔ (اسکی وجہ یہ تھی کہ سُنی شیروں اور ..... پر تو اُن کے حواریوں نے ایک سائبان صبح سے ہی تان دیا تھا اور ان کے ہر مولوی کے سر پہ چھتری کی چھاؤں تھی۔ اور علمائے شیعہ سب کے سب دھوپ میں تھے اور کوئی شخص قادرآباد کا ایسا نہیں تھا۔ جو ان کے لئے پانی یا چھاؤں وغیرہ کا انتظام کرتا)

مولوی سید احمد شاہ صاحب۔ نہیں نہیں بھائی رہنے دو۔ ہم اسی دھوپ میں بغیر پانی کے لڑینگے (یعنی بحث کرینگے) چونکہ اس وقت ہم کو اپنے آباؤ اجداد علیہم السلام کی مصیبت عظیمہ و تکالیف شدیدہ کا نقشہ بعینہ درپیش ہے لہذا بفضلہ تعالیٰ اس معرکہ کو دھوپ ہی میں سر کریں گے۔

عنایت۔ اور کیا!! سچ ہے۔ **شعر**

جانا ہے اس کشتۂ عاشق کے گھر مجھے
ہمدم لپیٹ دے میرے سر سے کفن کو تو

حتیٰ کہ سائبان جو دو تین شیعہ لڑکوں نے بنفس نفیس سے تنا تھا اتروا دیا گیا۔ اور چار پانچ چھتریاں جو مومنین کے پاس تھیں بند کرائی گئیں

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ بحث کو فساد عظیم کے رنگ میں لا کر ہم بھی جانتے ہیں کہ گمنام اور فرضی مولوی آپ سامنے لا موجود کئے ہیں۔

مولوی سید احمد شاہ صاحب۔ سخت افسوس کی بات ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب پر ہمیں یہ امید نہ تھی کہ تحقیق بحثی کرینگے۔ لیکن آپ پھر ذاتیات پر آ گئے۔

عنایت۔ مولوی سید احمد شاہ صاحب ناحق افسوس کر رہے ہیں۔ وہ کیا جانیں کہ شیر پنجاب سوائے شطرنج بازی کے اور کچھ بھی نہیں جانتے **شعر**

اس جنگ زرگری سے خبردار ہم بھی ہیں
اس سیم تن سے لو نہ عبث اے رقیب بحث

ج (مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرف مخاطب ہو کر) جناب آپ اس قسم کی گفتگو کیوں کرتے ہیں (یہ شیعوں کی ساتویں فتح تھی)

مولوی ثناء اللہ صاحب کی زبان سے فرضی مولوی کا نام نکلنا تھا کہ **شعر**

تو نے گل کو سر پہ رکھا جب چمن میں توڑ کر
میں بھی حاضر ہوں کہا غنچے نے یہ منہ پھوڑ کر

مولوی سید غلام علی شاہ صاحب اور بڈھے خان جھٹ اٹھ کر سامنے ہو گئے اور یک زبان ہو کر کہنے لگے۔ کہ آپ کا جو مولوی علامہ دہر بنا ہو۔ **خصوصاً** مولوی احمد الدین وغیرہم۔ کہ جنہوں نے ہمارے ساتھ اول سے ہی شرائط قلم بند کی تھیں۔ مقابل میں آئے۔ اور پھر دیکھے کہ اسکے توہمات فاسدہ اور مذہب باطلہ کے کیسے پرخچے اڑائے جاتے ہیں۔ چلو۔ آپ بیٹھ جاؤ۔ اور اسی شرائط نامہ ابتدائی پر ہم آپ کے نامی مولویوں کے ساتھ بحث کرنیکو تیار ہیں۔

پس شاہ صاحب موصوف اور چوہدری بڈھے خان کی آمادگی پر گھبرا کر مولوی صاحب نے ایسا سکوت کیا کہ ڈیڑھ بجے دن تک پھر فرضی مولویوں کا نام تک نہ لیا۔ اور ماشاء اللہ نہ ہی ان ملاؤں میں سے کسی کو حیائے عثمانی و جرأت فاروقی نے جوش دلایا۔

جلسہ **منتشر** ہونے لگا۔ کہ مولوی سید احمد شاہ صاحب نے نہایت جوش میں آ کر کہا کہ حاضرین! فرضی مولوی تو شیعوں کے مناظروں کو کہہ رہے ہیں۔ لیکن اپنی خبر تک بھی نہیں

بھلا آپ لوگوں نے کبھی سنا ہے کہ دو پیسے لیکر کوئی شخص دادی کو حلال[1] کرسکتا ہے؟

مولوی ثناء اللہ صاحب - (نہایت برہم ہو کر) لوگو! باآواز بلند کہو - جھوٹے پر لعنت زور سے کہو - لعنت - لعنت!!!

پھر کیا تھا - یہ میوہ شیریں - جو سنیوں کو نہایت تلخ معلوم ہوا کرتا ہے مولوی صاحب کے فتوی سے ہر کس و ناکس کے ہاتھ لگ گیا جھوٹے پر لگی لعنت کی بوچھاڑ ہونے - سنی شیعہ سب متفق ہو کر لعنت - لعنت - بر لعنت پکارنے لگے -

تھانیدار صاحب - (فتنہ و فساد کے خوف سے) مولوی صاحب (ثناء اللہ صاحب کیطرف دیکھ کر) آپ نے سخت غضب کیا - پبلک کو جوش دلانے کا کیا مطلب؟ پس اب خاموش رہئے اور جلوس کو تھانہ کے اندر لے چلئے اس قسم کی کاروائی موجب فتنہ فساد ہے - (یہ شیعوں کی آٹھویں فتح تھی)

عنایت - جناب مولوی بہادر علی شاہ صاحب نے مولوی سید احمد شاہ صاحب کو آہستہ سے سمجھایا کہ عجیب موقع ہے - اس وقت صحیح مسلم کی حدیث آتنا خائنا غادرا کاذبا پیش کرو اور لعنت کا مصداق کاذبین کو ٹھیرا کر سرخروئی حاصل کرو - مگر رئیس مناظرہ نے بمصلحت وقت اسے منظور نہ کیا - اور کہا کہ اس حدیث کو بعد میں پیش کرینگے (**نوٹ** - اس مزہ دار حدیث کو اس وقت پیش نہ کرنا - شیر پنجاب پر شیعوں کی عین مروت تھی - ؎

او خال رخ یار تجھے ٹھیک بنا تا

جا چھوڑ دیا حافظ قرآن سمجھ کر

آخر کار - مولوی ثناء اللہ صاحب معہ دیگر سنی ملاؤں کے ایک دوسری جگہ جہاں خوب گھنی چھاؤں تھی جا بیٹھے اور تھانہ دار صاحب کے کہنے پر شیعہ بھی وہاں سے اٹھ کر اسی جگہ ان کے سامنے دوسرے تخت پر کتابیں جوڑنے لگے ایک بج گیا - مگر کچھ فیصلہ نہ ہوا - لوگ سخت گھبرائے -

---

فٹ نوٹ ۱ سراج الاخبار جہلم مطبوعہ ۲۳ رجب ۱۳۳۱ھ ۱۹۱۳ء کے پرچہ میں مولوی احمد الدین صاحب نامہ نگار نے مولوی سید احمد شاہ صاحب کے اس فقرہ کا یہ مطلب نکالا ہے "کہ شیعہ مناظر نے کہا کیا کوئی دو پیسے لیکر دادی کو قتل کرسکتا ہے" اور مولوی فقیر محمد صاحب ایڈیٹر اخبار ہذا ان مولوی احمد الدین صاحب کی نسبت کہتے ہیں "کہ مولوی احمد الدین صاحب کا مثل علم و فضل میں اور کوئی نہیں" ناظرین - یہ ہے قابلیت سنی مذہب کے علماء کی اس معمولی بات کو نہ سمجھے یعنی دادی کو حلال کرنا گویا بھیڑ بکریوں کیطرح حلال (ذبح کرنا) سمجھ لیا اور یہ نہ سمجھے کہ شیعہ مناظر نے حلال سے مراد نکاح حلال حرامی ہے یہ حال تو ان علاقوں کے سنی علماء کا ہے جہلاء کے فہم و ادراک کا آپ اسی سے اندازہ کر لیویں منہ ۱۲

مولوی ثناء اللہ صاحب کھڑے ہوئے اور لگے فرمانے ۔ کہ لو صاحب! میں رشید یہ کیا۔ بلکہ قرآن مجید سے مدعی کے دو وقت بتا دیتا ہوں ۔ بشرطیکہ دو سو روپیہ میدان میں رکھ دیا جائے اگر دو سو نہیں ۔ تو صرف ایک سو ہی سہی ۔ چلو پچاس ہی سہی ۔ خیر صاحب دس روپے رکھ دو ورنہ پانچ یا دو ۔ چلو آٹھ آنہ ۔ چار آنہ ۔ دو آنہ وغیرہ وغیرہ ہزلیات ۔ **شعر**

نشہ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا

سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا

سید قلندر حسین صاحب مدظلہ ربہ (تھانہ دار سے) جناب! یہ کیسی فضول گفتگو ہے۔ کیا کج بحثی ہے ۔ مخول بازی ۔ جگت بازی بھلا علمائے ایسا بھی کیا کرتے ہیں!

عنایت ۔ جناب میر صاحب موصوف کی اس جھڑکی سے شیر پنجاب کو ایسی کپکپی لگی ۔ کہ دم بخود ہو گئے ۔ **شعر**

رعب اس ترک کا غالب ہے ۔ عجب کشتوں پر

اب بھی رن بول رہا ہے کہ وہ جلاد آیا

تھانیدار صاحب ۔ چلو جانے دو ۔ یہاں بحث کیا خاک ہونی ہے ۔

مولوی سید احمد شاہ صاحب ۔ اب بتلائیے جناب کہ ہم ان دو آنیوں چوانیوں کا کیا جواب دیں!

مولوی سید احمد شاہ صاحب ایک نیک فطرت سلیم الطبع اور راستباز آدمی بھلا ان بازاری جگت بازیوں کو کیا جانیں اور مولوی ثناء اللہ صاحب سوائے بکھیڑے کے اور کچھ جانتے ہی نہیں ۔ جس پر جناب سید قلندر حسین صاحب سلمہ اللہ نے بمشورت سب انسپکٹر صاحب پولیس ان کی گفتگو کو مسدود کرا دیا

مولوی ثناء اللہ صاحب اس بات کو سوچ کر کہ حکام وقت اور روساء کا ہم کو حکماً ساکت کرا دینا بھی ایک شکست فاش ہے ۔ اور شاید اس کارروائی سے ہماری روباہ بازی ..... حاضرین پر اور بھی منکشف ہو جائیگی ۔ لہذا یہ طریق بدل دینا چاہیئے ۔ اُٹھ کر فرمانے لگے ۔

مولوی ثناء اللہ صاحب مطلب یہ ہے کہ چونکہ ہم اثبات خلافت کے مدعی ہیں اسلئے دوہرا وقت چاہتے ہیں اگر مساوی وقت پر اصرار ہے ۔ تو یہ بھی نفی خلافت کے مدعی ہو جائیں ۔

سید عنایت علی (خاکسار راقم) ہنس کر مناظرہ بھی خوب اور مناظر بھی!! ایک اثبات خلافت کے

مدعی اور دوسرے نفی خلافت کے مدعی۔ اب مدعا علیہ کہاں سے لاؤ گے! جب آپ لوگ اثبات خلافت کے مدعی بن چکے تو اس صورت میں شیعہ نفی خلافت کے مدعی کیسے ہو سکتے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ (مجھ کو دیکھ کر آپکے دل اور جگر میں شمشیر ولایت نمبرا کا زخم تازہ ہو کر کھٹکنے لگا) نہایت برہم ہو کر اجی کیسے کیسے آدمی ہمارے سامنے آموجود ہوئے ہیں جن کو اتنی بھی خبر اور تمیز نہیں کہ نفی کا بھی مدعی ہو سکتا ہے۔ کیا قرآن مجید تثلیث اور شرک کی نفی مدعی ہو کر نہیں کرتا

سید قلندر حسین صاحب (غصہ سے) بس خاموش رہو۔ انکا مطلب آپنے نہیں سمجھا۔ یہ کس قسم کی بدتہذیبی ہے۔ کہ ہر ایک کے ساتھ اسی طرح بات کرتے ہو۔ اور خواہ مخواہ وقت ٹالنے کی خاطر ذاتیات پر حملے کرتے ہو۔ ہم لوگ تمہاری کارروائی جو سراسر مکر و فریب سے بھری ہے۔ آج صبح سے دیکھ رہے ہیں اگر شیعوں کے مقابلہ سے عاجز ہو تو صاف کہ دو کہ ہم بحث نہیں کرتے۔

شاہصاحب قبلہ ممدوح کی اس زجر و تعب سے جو خون ہاشمی کا ایک ادنے نمونہ تھا مولوی ثناء اللہ صاحب عجب قسم کے دم بخود ہوئے بلکہ ایسے ہو گئے جیسے کوئی گاڑی سے پچھڑ جاتا ہے اور لگے فرمانے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ اجی میں اس واسطے یہ بات کرتا ہوں کہ میں زنگروٹ نہیں ہوں۔ زنگروٹ۔ بلکہ میرے پاس مولوی فاضل کا سرٹفکیٹ موجود ہے۔

عنائیت۔ مولویصاحب کی اس فصاحت اور علمی گفتگو (زنگروٹ) کا جواب ہمارے پاس بہت عمدہ تھا لیکن۔ **شعر**

بیٹھے بھرے ہوئے ہیں خُم مے کیطرح ہم
پر کیا کریں کہ مہر ہے منہ پر لگی ہوئی۔

ایک شیعہ ۔ ہمارے پاس یونیورسٹی کے تین سرٹیفکیٹ موجود ہیں (چیرز!!)

مولوی سید بہادر علی شاہصاحب۔ سوال گندم جواب چینا۔ یہاں سرٹیفکیٹ وغیرہ کا ذکر ہی کیا ہے!

مولوی غلام علی شاہصاحب ۔ سرٹفکیٹ تو ہمارے پاس بھی موجود ہے (چیرز!!!)

اس بدمزگی اور تشویش کی حالت میں ایک ضعیف العمر سید صاحب شیعہ آگے بڑھے۔ اور دست بستہ ہو کر بحال اضطراب یوں عرض کرنے لگے۔

شیعہ پیر مرد۔ شیعہ اور سنت جماعت مولویوں کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ اگر آپ لوگ باہم طبع آزمائی کرنا چاہتے ہیں تو پھر کسی وقت اپنے وطن میں بھی کر سکتے ہیں یہاں آپ لوگوں کی تشریف آوری کی جو وجہ تھی وہ آپ سب صاحبان پر روشن ہے۔ ہم مسکین سید بوجہ شیعہ مذہب ہونے کے ہزارہا سنیوں کے ہاتھوں ہلاک ہو رہے ہیں۔ نہ تو ہمارا مال محفوظ ہے نہ جان خدا جانے ہم پر کیا گذری اور آگے کیا گذرے گی! ہم پر سنت جماعت مسلمانوں نے کفر کا فتوے لگا کر حقہ پانی بند کر دیا ہے۔ برائے خدا ہمارے کفر و ایمان کی نسبت کچھ فیصلہ کر کے غریبوں کی جان کی خلاصی کرو۔ اور بس۔

مولوی سید احمد شاہ صاحب۔ بیشک۔ بیشک!! صبح کا یہی جھگڑا ہے۔ کیوں موضوع ابتدائی نامنظور کیا گیا۔ کیا نیک نیتی اسی کا نام ہے۔ ہاں نا۔ کہ اگر آج کچھ فیصلہ نہ ہوا اور ہم لوگ الٰہی طبع آزمائیوں میں الجھ کر واپس چلے گئے۔ تو سنت جماعت بھائیوں کو چنداں مضر نہیں ہے۔ کیونکہ زیادہ تر جان و مال تو غریب اور محدود چند شیعوں ہی کے تہلکہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن اتنا تو خیال ہو۔ کہ سنیوں نے بھی تو اکثر اس نقصان عظیم کی زحمت اٹھائی ہے۔ کم از کم فریقین کو کچھ تو فائدہ حاصل ہو۔

عنایت۔ بیشک! بیشک!! اگر علمائے فریقین کی موجودگی میں اصحاب ثلثہ کے کفر و ایمان اور شیعہ سنی کے اسلام حقیقی کا فیصلہ نہ ہوا۔ تو پھر کب ہوگا۔

بیمار عشق کا جو نہ تجھ سے ہوا علاج
کہ اے طبیب تو ہی کہ پھر تیرا کیا علاج

ایک قادر آبادی سنی۔ صاحب نہیں نہیں۔ ہمیں خرچ وغیرہ کی کچھ پروا نہیں آپ ہماری فکر نہ کریں۔

عنایت۔ شعر

کہتا رہا کچھ ان سے عدو دو گھڑی تلک
غماز نے پھر اور جڑی دو گھڑی کے بعد

سنی مذہب کی بنیاد ڈالنے والے کی فطرت پر تو غور کرو۔ کہ مولوی صاحب از راہ خیر خواہی پکار رہے ہیں۔ کہ کچھ فیصلہ کرو۔ لیکن مفسدین کی جماعت کیا چاہتی ہے۔ کہ فیصلہ مطلق نہ ہو اور ملاؤں کی تو پہلے سے یہی مرضی ہے۔ کہ مسلمین کی جماعت میں اتفاق نہ ہو اور ہم فساد

کرا کے تماشا دیکھا کریں۔ اللہ اکبر۔ مقام غور ہے کہ شیعہ تو منتیں کر رہے ہیں کہ فیصلہ ہو تا کہ ہم لوگ اس فساد سے مخلصی پائیں۔ مگر سنیوں کے سر پر جوں بھی نہیں سرکتی ؎

پسیجا ایک تیرا دل نہ ای شیریں کبھی اس پہ
جگر پانی ہوا فرہاد کی باتوں سے پتھر کا۔

غرض۔ مولوی ثناء اللہ صاحب سمجھے کہ التوائے مناظرہ میں بھی ناک کان کیا بلکہ دم بھی کٹ جائیگی۔ اور خواہ مخواہ مفرورین بدر و احد کیطرح انعام معلومہ بذریعہ الہی ڈاک فریقین کیطرف سے ملا کریگا۔ لہذا کچھ تو کریں۔

آخر مساوی وقت پر بحث شروع ہوئی۔ البتہ اتنا کیا۔ کہ اخیر کے دو دو وقت پانچ منٹ کے ہوں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ خدا نے فرمایا ہے۔ وامرھم شوریٰ بینھم جس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے کام مشورے سے ہونے چاہئیں۔ نیز آیہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الخ میں بھی امر کا یہی اشارہ ہے اور شیعہ مذہب کی معتبر و مسلمہ کتاب نہج البلاغہ میں صاف لکھا ہوا ہے۔ کہ حضرت علی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک خط میں لکھا۔ کہ اُن مہاجرین و انصار نے میری بیعت کی ہے۔ جنہوں نے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلیفہ بنایا تھا۔ جو شخص ان کی بیعت نہ کرتا تھا اُسے وہ لوگ وہیں پونہچاتے جہاں سے وہ آیا یا نکلا۔ پس اس آیہ شوریٰ اور اس خط کو جو مولا علی کا ہے۔ ملانے سے صاف نتیجہ نکل آیا۔ کہ خلافت خلفائے بالکل صحیح اور حق ہے۔

مولوی سید احمد شاہ صاحب السلام علیکم ایھا الحاضرین!! جناب مولانا صاحب! آپ پر لازم تھا۔ کہ خلافت کی پہلے تعریف کرتے اور پھر اسے اپنے خلفائے ثلاثہ پر چسپاں کرتے سنیئے آپکے علامہ ابن اثیر اپنی کتاب نہایہ میں لکھتے ہیں کہ جو کام رسول کا ہوتا ہے۔ اسی پر ہی خلیفہ رسول مامور ہوا کرتا ہے اور رسول علیہ السلام کی ڈیوٹی احکام الہی کا پہنچانا ہے۔ لہذا خلیفہ رسول کو بھی احکام الہی اور ان کی تبلیغ سے باخبر ہونا چاہیئے۔ چونکہ اصحاب ثلاثہ خود علم سے نابلد اور ناواقف تھے وہ خلیفہ کیسے ہوسکتے ہیں اور آیہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الخ میں رسول اور اولی الامر ایک عطف میں ہیں لہذا رسول کیطرح انکو بھی گناہ سے معصوم ہونا چاہیئے۔ چونکہ اصحاب ثلاثہ معصوم نہیں لہذا خلیفہ نہیں ہوسکتے۔ نیز تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ اصحاب

ثلاثہ اجماع سے خلیفہ ہوئے لیکن مولویصاحب اس عقیدہ میں منفرد ہیں کہ اصحاب ثلاثہ کی خلافت ماننا اللہ
قرآن شریف سے ثابت کرنا چاہتے ہیں حالانکہ اس آیت کو خلافت سے کچھ تعلق نہیں ہے اور نہج البلاغہ کا خط معاویہ کو
الزامی ہے۔ چونکہ معاویہ اور اسکے پیشواؤں یعنی ثلاثہ صاحبان کو حضرت علی علیہ السلام منافق جانتے
تھے۔ لہذا ایسا لکھا۔ کہ اگر تو مجھے خلیفہ بالنص منجانب اللہ و رسول نہیں جانتا۔ تو دیکھ
جسطرح تیرے گرو گنٹھالوں کی بیعت اجماع سے ہوئی تھی اس طرح سے بھی میری بیعت مکمل ہو چکی ہے۔ مجھے
اس صورت میں تو خلیفہ تصور کر۔ اس الزامی خط سے کہاں ثابت ہوا کہ جناب امیر نعوذ باللہ ثلاثہ کو
خلیفہ برحق اور مومن تصور کرتے تھے۔ اہل اسلام پر واضح ہو۔ کہ ابوبکر کی بیعت سے بہت سے
جلیل القدر صحابہ نے انحراف کیا تھا۔ چونکہ ٹائم ختم ہے۔ بشرط دریافت مولویصاحب سب کا نام معہ حوالہ
سنایا جاویگا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ ایلو! صاحب!! دو الفاظ مولویصاحب نے سخت دل آزار استعمال کئے
ہیں ایک تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منافق کہا۔ دوسرے اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو گرو گنٹھال
کہا (توبہ۔ توبہ الہی! گرو گنٹھال! اگر سیٹھ یا پروہت کہتے تو ٹھیک تھا۔ راقم) آئندہ کے لئے
خیال رکھیں۔ اس سے تمام مسلمانوں کا دل دکھ جاتا ہے۔ (ایک سب انسپکٹر پولیس کی مثال دے
کر) چونکہ شوریٰ حکم الہی تھا۔ لہذا اصحابہ نے مشورہ پر عمل کیا۔ اور اس آیت سے استدلال بالخلافت
کرنیکی نسبت جو مولویصاحب نے فرمایا ہے۔ کہ آپ اس عقیدہ میں منفرد ہیں غلط ہے۔ دیکھئے شاہ عبد العزیز
صاحب نے تحفہ میں اور ابن تیمیہ نے منہج السنامہ میں اور دیگر بعض علمائے نے اصحاب ثلاثہ
کی خلافت کی نسبت اسی آیہ سے استدلال کیا ہے۔ ثابت ہوا کہ میں منفرد نہیں ہوں اور بیشک خلیفہ
کا کام احکام خدا اور رسول کی تبلیغ ہے چونکہ خلیفہ رسول پر وحی الہی کا دروازہ مسدود ہے۔ لہذا
وہی احکام خدا جو نازل ہو چکے اور رسول نے پہنچا دیئے خلیفہ رسول امت کو سمجھاتا ہے۔ اس
میں ہمیں کلام نہیں۔ بیشک خلفائے ثلاثہ نے احکام رسول لوگوں پر واضح کرکے پہنچائے اور سمجھائے
نبی کی ہر طرح سے مدد کی ملک فتح کئے لوگ مسلمان کئے اسلام پھیلایا۔ یہ لوگ نبی کے ساتھ بیٹھنے والے
اور اندر بیٹھنے والے آج بھی جو لوگ ہندوستان وغیرہ میں مسلمان نظر آتے ہیں سب حضرت ابوبکر و عمر و
عثمان رضی اللہ عنہم کی جوتیوں کی طفیل ہیں بتلائیے علی نے کیا کیا جو انکو برحق سمجھا جاوے اور قرآن کی
موجودگی میں ہمیں نہایہ ابن اثیر وغیرہ سے کیا کام اور مطلب ہے؟

عنایت ۔ معاویہ وغیرہ کو منافق کہنے سے چڑھتے اور بحث کو ٹالنا چاہتے ہیں۔ اللہ اکبر

منصف انصاف کریں ؎

کیا اپنے درد دل کا شکوہ نہ کیجئے
الجھے ہے بات بات پہ زلف دو تا عبث

مولوی سید احمد شاہصاحب ۔ مولوی صاحب نے سکوت فرما کر ثابت کر دیا۔ کہ میرے اس جواب کو مان چکے ہیں۔ کہ معاویہ کو خط لکھنا جناب امیر علیہ السلام کا الزامی ہے۔ اور یہ بھی مانا ہے کہ بعد رسول خلیفہ کا کام امت رسول کو احکام الہیہ کی تبلیغ ہے لیکن اصحاب ثلاثہ تو خود احکام سے نا واقف تھے۔ سنئے صحیح مسلم کی حدیث جلد اول صفحہ ۱۶۱ کتاب الطہارۃ باب التیمم۔ جسکا مطلب یہ ہے۔ کہ ایک شخص نے حضرت عمر سے دریافت کیا کہ میں جنب کی حالت میں تھا اور نہیں ملا مجھے پانی۔ پس کہا اسے عمر فاروق نے۔ اگر نہیں ملا تجھے پانی۔ پس تو نہ پڑھ نماز۔ (گفتگو کاٹ کر ایک اچھی خاصی لمبی داڑھی الاسنی پکار اٹھا۔ کہ حدیث پڑھو پس مولوی سید احمد شاہصاحب نے حدیث پڑھ کر اسکا لفظی ترجمہ سنا دیا۔ راقم ۱۲) اور سنئے ابو داؤد جلد دوم صفحہ ۲۵۶ کتاب الحدود میں ہے۔ کہ ایک مجنونہ عورت عمر فاروق کے پاس بایں جرم لائی گئی کہ اس نے زناہ کیا تھا۔ جھٹ فاروق سنیان نے اسے رجم کا حکم دے دیا ابھی اس مجنونہ کو سنگسار کرنے کو لئے جا رہے تھے۔ کہ جناب علی علیہ السلام کو اطلاع ہوئی آپنے حکم دیا۔ کہ پھیر لاؤ اسکو۔ اور تنبیہ کی عمر کو کہ تین طرح کے آدمی واجب الاحتیاط ہیں دیوانہ جب تک دیوانگی سے صحت یاب نہ ہو۔ خفتہ جب تک بیدار نہ ہو۔ نا بالغ جب تک جوان نہ ہو الی اخرہ اور بھی ایسے سینکڑوں واقعات ہیں بوجہ عدم گنجایش وقت جملگی بیان نہیں ہوسکتے اور شجاعت جناب امیر علیہ السلام پر جو آپ خندہ زن ہیں۔ یہ ایک قدرت خدا ہے۔ سنئے۔ صحیح مسلم کتاب الفضایل باب فضل علی بن ابیطالب صفحہ ۲۷۹ میں اب تک حدیث موجود ہے۔ نبی علیہ السلام نے غزوہ خیبر کے روز فرمایا کہ میں صبح علم اس شخص کو دونگا جسکے ہاتھ پر ہم کو فتح نصیب ہوگی اور وہ دوست رکھتا ہے اللہ و رسول کو اور دوست رکھتے ہیں خدا اور رسول اسکو۔ پس وہ علم (شجاعت کا تمغہ) صبح کو جناب امیر علیہ السلام کے حوالے کیا گیا درانحالیکہ صحابہ ثلاثہ متمنے تھے۔ جس سے ثابت ہوا۔ کہ نہ تو وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتے تھے اور نہ ہی خدا و رسول کی ان سے محبت تھی اچھی شجاعت ثابت ہوئی بعدہ اگر ملک فتح کئے ہیں تو انکا جواب اپنے دوسرے وقت میں دونگا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ۔ یہ سب لمبے قصے ہیں۔ یہیں سے فیصلہ ہوسکتا ہے۔ کہ حضرت علی نے

اپنی بیٹی کا رشتہ حضرت عمر سے کر دیا۔ دیکھو شیعوں کی معتبر کتاب کلینی اگر وہ منافق تھے۔ تو حضرت علیؓ نے ایسا کیوں کیا اور یہ جو غلطیاں حضرت عمر کی ثابت کرتے ہو۔ تو بھلا ایک دو واقعات کی خبر نہ ہونے سے آدمی بے علم ہو جاتا ہے۔ ایسی غلطیاں تو بڑے بڑے ڈپٹی کمشنروں سے ہو جاتی ہیں۔ ہم نے صدہا ججوں کے فیصلے غلط دیکھے ہیں۔ تو کیا وہ قانون کے واقف نہیں ہوتے۔ خود نبی صلعم سے کئی غلطیاں ہوئیں۔ دیکھو رسول خدا صلعم کئی دفعہ نماز میں بھول جایا کرتے تھے نیز نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ ایک روز ایک شخص مدینہ میں قرآن مجید پڑھ رہا تھا مجھے اسکا قرآن سننے سے کئی آیتیں جو میں بھول گیا تھا یاد آ گئیں۔ ہاں خارجیوں کو حضرت علی نے زندہ آگ میں جلایا۔ حالانکہ سراسر قرآن حدیث کے خلاف ہے۔ بیشک حضرت علی میں آپ اگر ایک فضیلت ثابت کرو۔ تو ہم اصحاب ثلثہ میں تین ثابت کرینگے۔ پھر سنئے اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم نے ملک فتح کئے علی نے ایک گاؤں بھی نہ فتح کیا۔ اور آپ کے دیگر آئمہ (اماموں) نے تو کبھی فوج بھی نہ دیکھی تھی۔

عنایت۔ شعر

اللہ رے ایسے حسن پر یہ بے نیازیاں
بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں

سبحان اللہ! آپ کی تقریر کا یہ مطلب ہے۔ کہ اگر اصحاب ثلثہ نہوتے تو اسلام ہی نہ ہوتا۔ وائے بر ایمان سنیان۔ شعر

تیرے دم سے تھی میرے بیت حزن میں رونق
کیا برستی ہے اداسی در و دیوار سے آج

پھر لطف یہ کہ مولوی سید احمد شاہ صاحب کے وقت میں تو سنی ملا حوالہ حوالہ کا شور مچا دیں اور آپ باوجود دو ۲ گھنٹہ کی بھوک پیاس کے اور تین چار روز کے تھکے ماندے تھوڑی سی ٹائم میں حوالہ بھی بتا دیں اور عبارت مع ترجمہ بھی پڑھیں۔ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب ہاتھ میں نہج البلاغہ لے کر بار بار وہی معاویہ والا خط جو جناب امیر علیہ السلام نے الزامی لکھا ہوا تھا۔ پڑھیں اور جناب علی علیہ السلام کا خوارج کو جلانا جو نہی آپ نے کہا تو شیعہ لگے حوالہ طلب کرنے۔ جواب ندارد۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نعوذ باللہ نماز میں بھولنا۔ حوالہ ندارد اور چالاکی یہ کریں کہ دیہاتی جہلاء کیطرف دھیان ہو چٹکیاں بجا رہی ہیں مسخریاں اڑا رہی ہیں مثالیں سنا رہے ہیں لیکن شیعہ معترضین کیطرف خیال ہی نہیں از کید الشیطن کاف

ضعیفا۔

مولوی سید احمد شاہ صاحب۔ الحمدللہ کہ آپ نے اصحاب ثلثہ کو بچانے کیلئے ان کی غلطیوں کے ساتھ حسب عادت اپنے رسُول کو بھی نتھی کر دیا اور حوالہ ایک بھی نہ دیا۔ نیز حضرت عمر کا نکاح جناب امیر علیہ السلام کی دختر سے نہیں ہوا۔ اور نہ ہی آپ کافی کلینی میں لیبا دکھا سکتے ہیں اور یہ روایت ضعیف اور نا قابل اعتبار ہے بیشک خلفائے بنی عباس وغیرہم کے عہد حکومت میں تقیۃً بعض روایات ضعیفہ موضوعہ مظلوم شیعوں کی کتب میں درج کی گئی ہیں آپ ایک متفق روایت پر نگاہ کیجئے کہ ابوبکر و عمر دونوں نے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و الہ وسلم سے جناب فاطمہ کے نکاح کی نسبت خواستگاری کی۔ تو نبی علیہ السلام نے اس نکاح کو بایں عذر کہ ابھی فاطمہ بہت کم سن ہے نا روا ٹھیرا کر شیخین کی خواستگاری کو نامنظور کیا پھر کیسے ممکن ہو کہ اسی کم سن دختر رسول حضرت فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا کی بیٹی کا نکاح عمر سے حضرت علی کر دیتے۔ (اسپر سُنیوں نے بہت غل مچایا۔ کہ اس خواستگاری نکاح کا حوالہ حوالہ۔ سید احمد شاہ صاحب نے کتاب اصل ہاتھ میں لے کر اور حدیث معہ ترجمہ سنا کر فرمایا کہ دیکھو صحیح نسائی جلد دوم کتاب النکاح صفحہ ۵۰۳ راقم عفی عنہ) نیز اصحاب ثلثہ کے جہاد اور اشاعت اسلام پر (بقول سنیان) اگر نازاں ہو اور اس سے انکا مومن ہونا تصور کرو تو ملاحظہ ہو کتاب صحیح بخاری کتاب الجہاد صفحہ ۳۱۹۔ حدیث ایک شخص نے بہت ہی جان توڑ کر جہاد کیا لیکن نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ یہ شخص جہنمی ہے۔ قریب تھا۔ کہ بعض کو نبی کو نبوت میں شک پیدا ہو۔ (دیکھا کس کو نبوت میں شک ہوتا تھا! مولوی صاحب بتا سکتے ہیں۔ چیرز) آخر پھر عرض کیا گیا۔ کہ یارسول اللہ وہ تو بہت ہی جانفشانی سے جہاد کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں نہیں وہ جہنمی ہے۔ آخر کار رات کو ثابت کہ وہ زخموں کی تکلیف سے جان بر نہ ہونے کے سبب خودکشی کر گیا جس پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ان اللہ لیؤید ھذا الدین برجل فاجر یعنی خداوند تعالےٰ امداد کریگا اس دین کی فاسقوں اور فاجروں سے انتہیٰ پس ثابت ہوا۔ کہ اگر دین اسلام کی امداد شیخین سے ہی ہوئی۔ تو بھی بنا بر حدیث بخاری اصحاب ثلاثہ فاسق فاجر ہونگے۔ اب ٹائم ختم ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب (اب وقت صرف پانچ منٹ ہے) عام لوگوں کی طرف دیکھکر۔ لو بھائی۔ یہ تو ثابت ہوگیا۔ کہ مولا علی اور اصحاب آپس میں شیر و شکر تھے۔ اور ایک دوسرے کے رشتہ دار۔ اور مولا علی نے روم کو لشکر لے جاتے وقت فرمایا۔ کہ اے عمر اگر تم چلے جاؤ گے۔

تو ایسا ہے۔ جیسا تسبیح سے ایک دانہ کم ہوجاتا ہے اور علی کی بیٹی ہماری بہو ہوئی (گویا مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت عمر کے باپ ہوئے۔ **الوالفاروق**۔ الحمد للہ کہ حضرت عمر کے رشتہ طیبہ سے آپ بھی مل گئے۔ خاکسار راقم عفی عنہ!!) اگر آپ شیعوں کی کتابوں میں غلطیاں پڑ گئی ہیں تو ہمیں کیا! تمسک میں اگر ایک حرف غلط ہوجائے تو سارا تمسک ہی غیر معتبر ہوجاتا ہے۔

عنایت۔ آخر حضرت عمر کریں بھی کیا! نہ انہیں سنی چھوڑتے ہیں نہ شیعہ۔ بہرحال خدا خوش رکھے (انکے دشمنوں کو) کہ خلیفہ ممدوح شیعوں کی دل لگی کا باعث ہیں ؎

جی کس سے لگاتی شب فرقت میں الٰہی
بہلانے کو جی گر غم دلبر بھی نہ ہوتا

مولوی سید احمد شاہ صاحب۔ جن باتوں کا ہم جواب دے چکے ان لاجواب باتوں کا دہرانا۔ تو آپ کی محض حیلہ سازی ہے۔ صحیح مسلم کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ابوبکر و عمر کو جھوٹے خیانتی مکار اور دغا باز جانتے تھے پھر آپ شیر و شکر انہیں کیسے کہے جا رہے ہیں!

مولوی سید احمد شاہ صاحب ابھی وقت ختم کرنے نہیں پائے تھے۔ کہ سنی مولوی سب کے سب کپڑوں ہی باہر ہوگئے اور توبہ توبہ کے نعرے ملند ہونے لگے۔ استغفار استغفار۔ چلو اٹھ چلو۔ اٹھو اٹھو۔ ؎

ہاتھ دوڑاؤں نہ کیوں اپنے گریباں کی طرف
پاؤں بھی دوڑتے ہیں دشت کے داماں کی طرف

حتٰی کہ بہت سے سنی اٹھ کھڑے ہوئے اور بعض جوش میں آ کر ایمان فاروقی کا نقشہ دکھانے پر آمادہ ہوگئے۔ سب انسپکٹر صاحب پولیس نے اٹھ کر کہا۔ کہ بس بیٹھ جاؤ مت اٹھو۔ ابھی بحث ختم نہیں ہوئی۔ بیٹھو۔ بیٹھو!! آتش جہلا۔ تو خدا خدا کر کے فرو ہوئی لیکن مُلا مولوی لگے پکارنے۔ یہ لو صحیح مسلم ہمارے پاس موجود ہے۔ نکال کر دکھاؤ۔ دکھاؤ توبہ الٰہی توبہ۔

سید عنایت علی (راقم خاکسار) موقع پا کر۔ اجی شور مت کرو۔ ایک ہزار روپیہ دو۔ پھر دکھا دینگے۔ اچھا چلو پانسو۔ اچھا دو سو دے دو۔

مولوی غلام علی شاہ صاحب۔ نہیں نہیں۔ صرف ایک سو ہی دے دو۔

چوہدری مڈسے خاں - اجی غریب ملا ہیں جانے دو - صرف پچیس روپے دے دیویں آخر ایک پیسہ پر نوبت آئی -

خاکسار - ایک ادھیلہ کی ماچس لا دو - تو ہم دکھا دیوینگے (ثناء اللہ صاحب کے مذاق کا جواب مذاق میں ہی دیا گیا)

آخر جب سنی لوگ خوب ذلیل ہو چکے تو صحیح مسلم معہ شرح نووی جلد دوم صفحہ ۹۱ کھول کر انکے ہاتھ میں دی دی گئی اور مولوی سید احمد شاہ صاحب نے اول سے آخر تک حدیث معہ ترجمہ سنا ہی دی جسکے مطلب یہ نکلے کہ حضرت عمر حلفاً کہہ رہے ہیں کہ اے علی وعباس - تم لوگ بعد وفات رسول صلعم ابوبکر کو تو کاذب (جھوٹا - ہے صدیقیت ! چیرز) اثم (گنہگار - ہائے پاکیزگی !) - خائن (خیانت کرنیوالا - اللہ اکبر) غادر (فریبی - مولوی ثناء اللہ صاحب کے استاد چیرز) جانتے رہے - لیکن ابوبکر کی وفات کے بعد مجھہ کو بھی (عمر کو) ویسا ہی کاذب آثم - خائن غادر سمجھتے ہو -

پس اس حدیث کا نکلنا تھا - کہ مولوی صاحبان خصوصاً (مٹی کے) شیر پنجاب بت سے بن گئے ؎ کبھی کی پھر گئیں آنکھیں فرشتے بھی نظر آئے ٭ تمہارا منہ چھپانا دیکھئے کیا کیا دکھاتا ہے اور دل میں سمجھے کہ باوجود انکی محنت اور مکاید کے بھی میدان ہاتھ سے گیا - کیونکہ اب وقت ملنے کا نہیں - بصد عجز سب انسپکٹر صاحب سے منت کش ہوئے - کہ جسطرح ہو سکے پانچ منٹ مجھے دیئے جائیں اور بعدہ شیعہ بھی اتنا وقت لے لیں -

مولوی سید احمد شاہ صاحب ہاں جناب ! بڑی خوشی سے - اگر حکام کی اجازت ہو - تو شام تک وقت لیتے جاؤ -

"آخر ٹایم فریقین کو اور دیا گیا اور مولوی ثناء اللہ صاحب اٹھے"

مولوی ثناء اللہ صاحب (عوام الناس کیطرف منہ کر کے اور شیعوں کیطرف پشت کر کے جسکا نقشہ مولوی سید احمد شاہ صاحب نے خوب دکھایا تھا - جس سے لوگ لوٹ پوٹ ہو گئے)

سنو لوگو ! گھر میں برتن بھی ایکدوسرے سے ٹھکرا جاتے ہیں دو سگے بھائی کبھی کسی بات پر ناراض ہو جائیں تو وہ ایک دوسرے کو کہہ دیتے ہیں کہ بھائی تو جھوٹا ہے وہ کہتا ہے تو جھوٹا ہے - بھلا اس حدیث سے کیا نکلا ! حضرت علی نے جب حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو غلطی پر پایا تو انہیں ایسا کہہ دیا - لیکن جب انکو معلوم ہو گیا - کہ ہمارا خیال غلط ہے تو وہ گمان

جا تا رہا چنانچہ صحیح مسلم کی اس حدیث کا جواب اسی صحیح مسلم میں کئی جگہ ہے۔

عنایت ۔ شیر پنجاب کے اس جواب سے اتنا تو ثابت ہو گیا کہ یہ حدیث انما غائنا غادراً کاذباً مولوی صاحب نے پہلے نہ دیکھی تھی ورنہ اسکا کوئی جواب دیتے۔ آخر اسکا جواب اور ہو ہی کیا سکتا تھا! بجز اسکے کہ امام نووی کیطرح اسکے راویوں کو جھوٹا کہدیں بہر حال اس حدیث کا نکلنا تھا کہ مولویصاحب کی کشمیری رنگت حضرت عمر کے رنگ سے مبدل ہو گئی جو بقول عبداللہ بن عمر بوجہ استعمال زیتون بہت سیاہ رنگ کے ہو گئے تھے۔ شیر پنجاب نے جو اس حدیث کو ملاحظہ کیا۔ بہت حیران ہوئے۔ کہ الہی تو بہ! صحیح مسلم اور یہ حدیث! مگر وہ کیا جانیں کہ شیعہ انکی کتابوں سے کیا کچھ نکالتے ہیں ؎

سنا کلام جو رندوں کا شیخ چکرایا
وہاں تو بات کا چھینٹا ہی بے شراب تھا۔

اتنے میں ایک بڈھا سا جاہل سنی جو عمر اور قد میں حضرت عمر کے لگ بھگ تھا اٹھ کھڑا ہوا کریہ الصوت اور طویل قامت تو تھا ہی۔ بڑبڑا کر کہنے لگا۔

سنی پیر مرد ۔ جی ہاں۔ ہم بھی کئی دفعہ گھسن گھی (دھینگا مشتی) گاہل پھکڑ (گالی گلوچ) کرتے پھر ہکو مکو (شیر شکر) ہو جایا کرتے ہیں۔

مولوی سید احمد شاہ صاحب ۔ مولوی صاحب سخت افسوس کی بات ہے کہ اس میدان مناظرہ میں ایک آدمی بھی سمجھدار نظر نہیں آتا۔ جہلاء ہی جہلاء ہیں۔ میں آج سے آپ کو بڑے زور سے چیلنج دیتا ہوں کہ باوجود اسکے کہ آپ کو سنیوں میں ایک چوٹی کا عالم تصور کیا گیا ہے اور میں شیعوں کا ایک ادنی سا غلام ہوں آپ لاہور۔ گوجرانوالہ۔ وزیرآباد۔ گجرات امرتسر راولپنڈی وغیرہ مقامات میں سے جہاں چاہیں مجھ سے مناظرہ کرلیں میں ہر وقت تیار ہوں آپ کی علمیت مجھ پر بلکہ سب شیعوں پر روشن ہو گئی ہے۔ کم ازکم کسی شہر میں مناظرہ ہو تو آپ اس قسم کی لایعنی مکر و فریب بھری گفتگو تو نہ کرسکیں گے۔ (عنایت۔ ہاں! بیشک!!

مولوی سید احمد شاہ صاحب نے خوب کہا ہے۔ سچ ہے ؎

ہم سے کھل جاؤ بوقت مے پرستی ایک دن + ورنہ ہم چھیڑینگے رکھکر عذر مستی ایکدن۔

پھر آپنے وہی حدیث دوبارہ آخر تک پڑھی اور ترجمہ کیا۔ اور کہا۔ کہ یہاں کس جگہ لکھا ہے کہ پھر وہ شیر و شکر ہو گئے۔ جہلاء کی تو آپنے چٹکیوں اور نقلوں سے تسلی کردی۔ اہل علم

یا زمانہ حال کے سمجھدار لوگوں کی ان بودے جوابات سے تسکین ہوسکتی ہے! لا حول و لا قوۃ الا باللہ اور مسلم کا جواب مُسلم سے کس قاعدہ کی بنا پر درست ہوسکتا ہے! اگر ہم نہج البلاغۃ کا جواب علاوہ جواب سابقہ کے کسی اور مقام سے دیویں تو درست ہے! (پانچ منٹ ختم ہوئے۔)

عنایت۔ مولوی ثناء اللہ صاحب شیر پنجاب! ؎
بس اب دم دبا کر چلے جائیے ۔ ادہر اور ادہر کی ہوا کھائیے

مناظرہ ختم ہوا

سنیوں نے تو نماز ظہر میدان مناظرہ میں ادا کی اور سنیوں نے تمام جھگڑے معلوم نہیں کدہر گئے غالباً مسجد میں جمع ہوئے۔ لالہ بوٹا رام صاحب آریہ جو ایک منصف مزاج اور معقول شخص ہیں انہوں نے اپنی قلم سے یہ فیصلہ مرتب کیا۔

فیصلہ مناظرہ بہ قلم منصف غیر مذہب

مباحثہ درمیان اہل سنت جماعت و اہل شیعہ جماعت بمقام قادر آباد ضلع گجرات پنجاب واقع ۲۸ / اپریل ۱۹۱۴ء

مولوی سید احمد شاہ از راولپنڈی مباحثین اہل شیعہ جماعت نے شرائط مناظرہ کا جو موضوع برسر اجلاس پڑھ کر سنایا کہ ان شرائط پر مباحثہ ہوگا۔ کیونکہ اہل سنت نے پہلے یہ شرائط موضوع فرما دیں۔ الا مولوی ثناء اللہ صاحب سنت جماعت نے اس سابقہ موضوع کو بلا وجہ نامنظور کر دیا۔ جو نامناسب ہے اور نہ ہی اپنے مباحثہ میں کوئی قابل تسلی جواب دیا جس سے یہ پایا جاوے۔ کہ اہل سنت جماعت راستی پر ہے۔ ایسے عالم مولوی صاحب کو صاف الفاظ میں نتیجہ نکالنا چاہئے تھا۔ جو ایسا نہ ہوا۔

مگر اتنکہ ٹڈے خاں و مولوی سید غلام علی شاہ صاحب (شیعہ) نے جو مولوی احمد الدین (سنی) کو مخاطب کر کے کہا جو کہ شرائط ہمارے اور تمہارے لکھے ہوئے ہیں آپس میں مباحثہ تصفیہ کرلیں مگر انسے بھی گریز کیا۔

دستخط۔ بوٹا رام منشی۔ آریہ سماج قادر آباد

ناظرین! یہ ہے مناظرہ قادر آباد کی اصل حقیقت اور اصلیت جو حرف بحرف بیان کی گئی۔ کیونکہ ہیں

صبح سے ڈھائی بجے اختتام مناظرہ تک تمام کارروائی کو قلمبند کر تا گیا تھا اس سے آپ اچھی طرح اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی قادر آباد میں کیا گت بنی۔ نیز آپ کی قلمیت اور معقولیت بھی خوب ظاہر ہوئی۔ ے

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

وہ کون سی بات تھی۔ جسکا جواب یا جواب الجواب آپ کو نہ ملا اور وہ کون سا امر ہے جسکا جواب مولوی صاحب نے مدلل نہ سہی بے دلیل ہی دیا ہو۔ لیکن ے کند ہم جنس با ہم جنس پرواز آپکے ہم مذہب پیر بھائی مولوی حیدر اللہ خاں سنی جلال پوری نے کسی مصلحت سے جلال پور جٹاں ضلع گجرات پنجاب میں ایک جھوٹا اشتہار دیواروں پر چسپاں کر دیا اور اپنے صدیق کی سنت کا حق ادا کیا وہ اشتہار یہ ہے۔

اعلان مباحثہ سنی و شیعہ

قادر آباد میں خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کے متعلق شیعہ نے سخت ذق[1] اٹھائی ہے۔ اور سنا گیا ہے۔ کہ وہ اپنی عادت کے مطابق جلال پور میں خلاف واقعہ بیان کرتے ہیں لہذا بذریعہ ہذا اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اگر شیعہ کو ابھی کوئی ہوس باقی رہتی ہے۔ تو انکی اس ہوس باطل کے باطل ثابت کرنے کے لئے مولوی محمد حیدر اللہ خاں صاحب یہاں بھی موجود ہیں۔ جب وہ چاہیں تاریخ مباحثہ بانتظام پولیس مقرر کر کے اطلاع دیں اور اپنے خیل و رجل کو اپنے ہمراہ لادیں۔ المعلن خیر خواہ اسلام۔ عبدالقادر عفی عنہ یکم مئی ۱۹۱۴ء

صدیق اکبر کے مریدں نے اس اشتہار میں کذب صریح و دروغ بلیغ کا وہ ارتکاب کیا ہے۔ کہ خواہ مخواہ صحیح مسلم کی حدیث مشہورہ انما خاننا غادرا کا ذبا یاد آجاتی ہے۔ لیکن اسکے جواب میں جو دو اشتہار شیعوں کیطرف سے دیواروں پر چسپاں کئے گئے۔ انکا یہ مضمون یہ ہے۔

[1] ذق!!! علم دوست اور اہل ادراک فہم اصحاب غور فرمائیں کہ شیعوں کے مقابلے میں کس کس دماغ و علمیت کے لوگ آنے لگ گئے ہیں سچ ہے گلوں کو دیکھ کر بولے جو گلشن میں وہ آنکلے ہمارے واسطے پیدا ہوئے دل ہوتے جاتے ہیں ۱۲ منہ

اشتہار واجب الاظہار

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ط

قادر آباد میں ۲۸ اپریل ۱۹۱۴ء کے مباحثہ سنی و شیعہ میں سنیوں نے سخت ندامت اٹھائی اور سنا گیا ہے۔ کہ وہ اپنی عادت کے مطابق جلالپور میں خلاف واقعہ بیان کر رہے ہیں چنانچہ جمعہ گذشتہ کو انہوں نے بعد نماز بیان کیا اور پنجم مئی ۱۹۱۴ء کو عبد القادر نامی سنی نے بنا بر فساد تحریری اعلان بھی کر دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اعلان مولوی حمید اللہ خانصاحب کی مصلحت و مشورت سے دیا گیا۔ نیز علمیت کا ان کی یہ حال ہے کہ ذ و ن اور ق دک میں فرق نہیں جانتے۔ اب ناظرین بنظر انصاف غور فرماویں کہ جنکا املا تک بھی صحیح نہ ہو وہ اصول دین یا فروع دین کے مسائل سے کہاں تک علم رکھتے ہونگے اور امورات اختلافیہ میں کیا مباحثہ کرینگے! تاہم عبد القادر صاحب کے اعلان کے جواب میں اب ہر امر کے ثابت کرنے کو شیعہ یہاں بھی موجود ہیں۔ جب وہ چاہیں تاریخ و مقام مباحثہ با انتظام پولیس مقرر کر کے اطلاع دیویں اور شرائط مباحثہ طے کر کے اپنے خیل و رجل سمیت حاضر ہوں۔

جواب اعلان عبد القادر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ط

چند عرصہ سے مولوی احمد دین صاحب ساکن موضع پت شاہانی ضلع جہلم نے علاقہ پھالیہ میں اپنے وعظ و کلام سے سنی شیعہ کے باہمی اتفاق کو جو اس علاقہ میں پشتوں سے فریقین میں قائم تھا لباس تفرقہ پہنا کر شیعہ پر فتویٰ کفر کا دے دیا اور اپنے فتوی پر دلیل یہ گردانی۔ کہ شیعہ اصحاب ثلاثہ کو نہیں مانتے اس فتوے کے اثر سے شیعہ کا جان و مال تہلکہ میں پڑ گیا نوبت بانیجا رسید کہ شیعہ نے رفع فساد کے لئے سنیوں کو دعوت دی کہ فریقین کے علما جمع ہو کر جو فیصلہ کریں ہم سب مسلمان اسکے پابند ہو جاویں بنا بریں سادات موضع

گھوگانوالی کیطرف سے چوہدری بڈے خاں سادہ چکیہ اور حافظ احمد دین صاحب عرف کلہاڑا اور مولوی سید غلام علی شاہ صاحب جلال پوری آئے اور سنی فرقہ مولوی احمد دین صاحب مذکورہ بالا اور مولوی غلام رسول صاحب اور مولوی محمد فاضل صاحب کو لائے ۸۔اپریل ۱۹۱۴ء کو موضع بھیکو وال کی مسجد میں علمائے فریقین نے باہمی رضامندی سے مناظرہ کیلئے تاریخ اور شرائط مقرر کئے اور یہ ۳ مسئلہ ما بہ البحث مناظرہ کیلئے قرار پائے (۱) کیا اصحاب ثلثہ مومن صاحب ایمان تھے ثبوت بذمہ سنیان تردید بذمہ شیعہ (۲) کیا شیعہ بوجہ نہ ماننے اصحاب ثلثہ کے کافر ہیں؟ ثبوت بذمہ سنیان تردید بذمہ شیعہ (۳) کیا حضرت علی رسول خدا کے خلیفہ بلا فصل تھے ثبوت بذمہ شیعہ تردید بذمہ سنیاں۔ آخر الامر ۲۸ اپریل ۱۹۱۴ء کو قادر آباد میں بعد سرکاری انتظام کے فریقین اپنے اپنے علماء کو لیکر جلسہ مناظرہ میں حاضر ہوئے ابتدائے گفتگو میں ہی مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مولوی حیدر اللہ صاحب جلال پوری وغیرہ علمائے سنیہ نے شرائط نامہ مسلمہ فریقین مرقومہ ۸ اپریل ۱۹۱۴ء کی پابندی سے بلاوجہ انکار کر دیا اور اصحاب ثلثہ کے مومن ہونے اور شیعہ کے کافر ہونے پر کوئی دلیل یا سند نہ دے سکے اور کہا کہ اگر اصحاب ثلثہ کی خلافت پر بحث و مناظرہ کرو تو ہم تیار ہیں شیعہ نے یہ بھی قبول کیا۔ پس مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی طرف کے باقی علمائے حاضرین جلسہ کے مشورہ سے اصحاب ثلاثہ کی خلافت پر یہ دلیل دی کہ انکو جناب علی بہت اچھا جانتے تھے اور ان سے شیر و شکر تھے بنا بریں چاہیئے۔ کہ شیعان علی اصحاب ثلثہ کو آنحضرت صلعم کا خلیفہ مان لیں اسکا جواب مولوی سید احمد شاہ صاحب راولپنڈی والے نے یہ دیا کہ یہ کوئی دلیل اصحاب ثلثہ کی خلافت پر نہیں ہے اور جناب علی ہرگز ہرگز انکو اچھا نہیں جانتے تھے چنانچہ دیکھو صحیح مسلم معہ شرح نووی باب حکم الفی صفحہ ۹۱ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی۔ پس اس حوالہ پر ان کے اوصاف کو ملاحظہ کرتے ہی علمائے سنیاں لاجواب ہو کر سکوت فرما گئے۔ اب فرقہ سنیان نے جلال پور میں آکر اپنی عادت کے مطابق عبد القادر سنی کیطرف سے اعلان کر کے بنائے فساد ڈالی ہے۔ چونکہ شیعہ بہر حال فساد سے پرہیز کرتے ہیں بنا بریں عبد القادر صاحب کے اعلان کے جواب میں شیعہ اتنا عرض کرتے ہیں کہ اب بھی اگر کوئی ہوس باقی ہے تو مسائل مذکورہ پر اسکی ہوس باطل کو باطل ثابت کرنیکے لئے شیعہ یہاں بھی حاضر ہیں بشرطیکہ شرائط مناظرہ اور تاریخ و یوم و مقام مناظرہ مقرر ہو جاوے اور انتظام پولیس اعلان کنندہ کے ذمہ ہے

المجیب خیرخواہ اسلام محمد خان عفی عنہ ۳ مئی ۱۹۱۴ء

ایک دستی رقعہ جو جناب ڈاکٹر سید اکبر علی شاہ صاحب پنشنر گجرات کیطرف مولوی سید غلام علی شاہ صاحب ساکن جلال پور جٹان نے روانہ کیا درج ذیل ہے اس سے مولوی صاحب موصوف کی جہاد قومی پر آمادگی ٹپک رہی ہے۔

نقل خط

السلام علیکم۔ کل جس وقت میں جلال پور پہنچا تو تحریری اعلان منجانب عبد القادر مجھے رستم علی سے ہاتھ لگا۔ جو سراسر کذب و دروغ سے مملو ہے پس اسی وقت اسکا جواب ہم نے بھی عام گذرگاہوں اور نظرگاہوں پر چسپاں کرادیا اور آج ۳ مئی کو اشتہار واجب الاظہار دیا۔ اس سب کارروائی کی نقل اسوقت آپ کو بھیجتا ہوں اور جو آئندہ ہوگی بھیجتا رہونگا شاید مناظرہ بھی ہوجاوے۔ پس اس تمام تحریر کی اطلاع جناب السید عنایت علی شاہ صاحب وزیرآبادی کو دے دو۔ مجھے انکا پتہ نہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہیں؟ ورنہ میں خود بھیج دیتا۔ اور انہیں لکھ دو کہ اسے پریس میں شائع کرادیویں۔

آج جلال پور میں بڑا زور شور ہے دیکھیں انجام کیا ہوتا ہے۔ اعلان نمبر ۱ انکا ہے اور اعلان نمبر ۲ و ۳ ہمارے ہیں۔ بہر حال اگر سنی مناظرہ پر تیار ہوں۔ تو بہت اچھا ہے۔ تاکہ ثناء اللہ کیطرح انکو بھی ٹھنڈا کیا جاوے۔ غالباً ثناء اللہ اب سنیوں کے طلب کرنے پر بھی نہیں آئیگا والسلام علی محمد و الہ الکرام۔

مکرر آنکہ کھوگا نوالی والے شرائط نامہ کا میرا کاغذ محفوظ رہے وہ بہت کام آئیگا

سید غلام علی شاہ از جلال پور جٹاں ضلع گجرات پنجاب۔

باب دوم

جواب اہلحدیث

فاقہ مستی اسے کہتے ہیں کہ غارت ہوکر
پھر اسی رنگ میں ہیں پیروجوانِ دہلی

شیعوں کیطرف سے ابھی بحث قادر آباد کا مضمون طبع نہیں ہوا تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے گھر پہنچتے ہی مورخہ ۸ رمئی کے پرچہ اہل حدیث میں ایک مضمون بعنوان "شیعوں سے مباحثہ" کسی نامہ نگار کے نام پر لکھ مارا۔ اور حسب عادت خلاف واقعات کذب دروغ کا وہ طومار باندھا کہ جس سے صدیق اکبر بھی سرنگوں ہوکر رہ جائے۔ اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو جو اغلاط اور کذب پرچہ ہذا میں مشتہر کئے گئے ہیں مولوی صاحب کے علم کی حقیقت ظاہر کرنے سے پہلے ان کی بھی قلعی کھول دی جائے تا معلوم ہو کہ مولوی صاحب انجمن صادقین کے ممبر ہو کر کس قدر صدیقیت سے کام لیتے ہیں۔ (صدیق؟) نیز یہ بھی معلوم ہو کہ شمشیر ولائیت منبر (۱) کو تو بالکل بے ڈکار ہضم کر گئے۔ حالانکہ یہی اخبار اور مطبع موجود تھا۔ اور وہاں شاید اسی پر قلم اٹھانا پڑتا تھا جسکی آپ نے قسم کھائی ہوئی ہے۔ مگر قدرت خدا جھوٹ پر قلم کیسی جلدی رواں کرتے ہیں۔ پھر کرشمہ حیائے عثمانی۔ کہ ابھی تک اپنے کو شیر پنجاب لکھتے لکھواتے ہیں۔ ؎ غرور ٹھیک نہیں حسن عارضی کیلئے تو بہار آئی ہے اے گل روا روی کیلئے

مضمون اہل حدیث معہ جواب ملاحظہ ہو۔

قولہ ضلع گجرات پنجاب میں ایک قصبہ قادر آباد ہے۔ وہاں کے گردونواح میں سیدوں کے کچھ خاندان شیعہ ہیں۔ اور مرید اُن کے سنی بھی ہیں۔

اقول لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ کیا سفید جھوٹ ہے بفضلہ تعالیٰ تمہید ہی غلط باندھی ہے ؎ خشت اول چوں نہد معمار کج ؛ تا ثریا مے رود دیوار کج۔ تو نامہ نگار صاحب اوہ سید

قادرآباد کے گرد و نواح میں پیری مریدی کب کرتے ہیں؟ بیشک موضع گھوگانوالی میں جو قادرآباد سے قریباً ۲ میل یا کچھ زیادہ فاصلے پر واقع ہے ضرور شیعہ سادات رہتے ہیں۔ جن کا سُنّی مفسدین نے نعوذباللہ فتویٰ کفر لگا کر پانی تک بند کر دیا تھا۔ کیا مریدی کی یہی تعریف ہے؟ کہ اپنے پیروں کو کافر کہے (ان معنوں میں تو شیعہ بھی اصحاب ثلثہ کے مرید ہوئے) لاحول ولاقوۃ۔ کیا مسلمان اسی کو کہتے ہیں۔ جو اولاد فاطمہؑ بنت رسول علیہا الصلوٰۃ والسلام کو کافر کہے۔ موضع مذکور کے سید الگ جگہ بے تعلق اور زمیندار زراعت پیشہ ہیں۔ **شعر**

بھرم کھل جائے ظالم تیرے قامت کی درازی کا
اگر اس طرۂ پُر پیچ و خم کا پیچ و خم نکلے

قولہ پیروں نے مریدوں کو سکھانا شروع کیا کہ جب تک تم لوگ اصحاب ثلثہ حضرت ابوبکر عمر عثمان رضی اللہ عنہم (کے دشمنوں) کو بے ایمان نہ سمجھو گے مومن نہ ہو گے۔

اقول اس میں شک نہیں کہ اگر سُنّی سچ بولنے لگ جائیں۔ تو وہ حضرت ابوبکر و عمرؓ کے تابعدار نہیں ہو سکتے (صحیح مسلم کی حدیث کہیں جھوٹی ہو سکتی ہے؟) **شعر**

باندھی ہے سب نے زیر فلک جھوٹ پر کمر　　شاید بگڑ گیا ہے کہیں مارٹ نیل کا

نامہ نگار صاحب! احسن تسلیم آپ کے شیر پنجاب اگر ذرہ بھر سچ لکھ دیتے تو کیا صدیق اکبر آپ کو معاف نہ کر دیتے۔ آپ ایک سچ بول کر درگاہ صدیقی میں بے علمی جتلا دیتے اور کہتے "حضرت کبھی ایک آدھ واقع کا علم نہ ہونے سے کوئی شخص بھی بے علم نہیں کہلا سکتا"۔ آپنے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ اقدام شیعوں کا ثابت کریں۔ حالانکہ فتویٰ کفر پہلے ان شیعوں پر لگا۔ راہ شیعوں کے روکے گئے۔ آخر تنگ آکر انہوں نے جان کی خلاصی چاہی۔ کیا ہو سکتا ہے؟ کہ محدودے چند شیعہ ہزارہا سُنّی کو کہیں کہ ابوبکر عمر عثمان وغیرہم کو بے ایمان کہو۔ خود تو بھلا کسی نے ان کو بے ایمان سمجھایا کافر یا مرتد۔ اوروں کو اس امر کی ترغیب و تحریص سے کیا مطلب؟ حالانکہ سُنّی لوگ شیعہ کا نام ہی سنکر کباب حرام ہو جاتے ہیں اگر بفرض محال بقول کذب آپ کے سُنّی ان کے مرید ہی تھے تو بھی آج تک کسی شیعہ پیر کو مریدوں کے گھر میں جا کر جبر کرتے نہیں دیکھا کہ تم بھی شیعہ ہو جاؤ۔ درانحالیکہ شیعوں میں عموماً پیری مریدی کا رواج ہی نہیں الا شاذ۔ "والنادر کالمعدوم" اور بالجبر کسی کو دعوت اسلام مثل شیخین سراسر خلاف قرآن (کفر) نہیں تو اور کیا ہے؟ پڑھو لا اکراہ فی الدین الخ اور

ڈرو روز قیامت سے۔ **شعر**

انتا ستم نہ کیجے میری جان جان جان یکساں نہیں رہیگا تیرا مان مان مان

قولہ آہستہ آہستہ اس کا چرچا ہوا یہاں تک کہ سُنی گروہ اور علمائے تک پہنچکر موجب اشتعال ہوا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ فریقین نے مباحثہ کی تیاری کی۔

اقول اس زلف پہ پھبتی شبِ دیجور کی سوجھی اندھے کو اندھیرے میں بہت دُور کی سوجھی

بس اسی مقصد اور مطلب برآری کے لئے نامہ نگار نے جھوٹ کی بنیاد قایم کی تھی۔ کیونکہ "عام چرچا بھی ہوا" "موجب اشتعال بھی ہوا" جسکی وجہ یہ بنائی اور بتائی کہ شیعوں نے سُنیوں کو بالجبر کہا کہ تم ثلثہ کو بے ایمان سمجھو اور کہو۔ نیز آپ کے اس فقرہ "یہاں تک کہ سُنی گروہ اور علمائے تک پہنچکر" سے مترشح ہوتا ہے کہ اکثر یا بعض نے اشخاص معلومہ کو اوصاف مولدہ شیعہ سے متصف سمجھ کر اعلان کردیا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ آپ کسی ایک کا بھی نام نہیں بتا سکتے اور فقرہ "سُنی گروہ تک پہنچکر" سے ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ جن کو ثلاثہ کے بے ایمان (توبہ الٰہی!) کہنے پر مجبور کرتے تھے وہ سُنی نہیں تھے۔ (چار ہونگے؟) **شعر**

مشہور مثل ہے کہ نہیں جھوٹ کے پاؤں کاذب کبھی ٹھیرے نہیں صدیق کے آگے

قولہ مسئلہ زیر بحث یہ قرار پایا کہ اصحاب ثلثہ مومن تھے یا نہیں۔ ثبوت بذمہ اہل سنت تردید بذمہ شیعہ اور چند شرائط اور بھی بغیر تکمیل لکھے گئے۔

اقول لائے اس بت کو التجا کرکے + کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے + جناب عالی! یہاں کیوں سچ لکھدیا؟ کیا صدیق اکبر کا خوف نہ تھا؟ ہاں! ہاں! سمجھ لیا۔ آپ نے ایک صفت جو آپ کے شیخین کے موئث اعلیٰ سے ہے ہاتھ سے نہیں دی (خائنا مسلم) ایک مسئلہ تو لکھدیا اور باقی کے کیوں نہ لکھے؟ فرماتے ہیں چند شرائط اور بھی بغیر تکمیل لکھے گئے (نامہ نگاران المحدیث کی اردو دانی) بھلا یہ تو بتلائیے کہ مسئلہ اول پر تکمیل کی کونسی مہر لگی ہوئی تھی؟ جو باقی شرائط سے رہگئی۔ جنہیں آپ نے حذف کردیا۔ اور مکھی کی طرح نگل گئے۔ اگر شرائط نامہ ہی نامکمل اور مردار کاغذ پر تھا۔ تو شیر پنجاب (کچھ اور!!!) کیوں اسپر لپکے چاہئے تھا کہ پہلے شرائط مکمل کراتے پھر تشریف لاتے سچ بتاؤ کہ اصحاب ثلاثہ کا مومن ہونا آپ کے مولوی فاضل نے ثابت کیا نہیں ہرگز نہیں؟ **شعر**

پڑگئی تھی تیرے دل میں گرہ وا نہ ہوئی۔ سعی ہرچند مرے ناخن تدبیر نے کی

قولہ اس علاقہ میں بفضلہ تعالیٰ علمار بہت ہیں۔

اقول درست ہے کثرت علمار کا ثبوت تو یہی کافی ہے کہ ان علمار نے سادات شیعہ پر فتوے کفر لگا دیا۔ اور حسب عادت بنائے فساد قائم کی۔ **شعر**

کون دن ہے نہیں مول لڑائی لیتے

اک نہ اک شوخ سے ہر روز نگاہ لڑتی ہے

حاشا و کلا اگر اس علاقہ میں ایک ملا بھی اہل علم ہوتا تو وہ کم از کم شرح فقہ اکبر کی صرف یہی عبارت کہ جسکا مطلب یہ ہے "سب شیخین کفر نہیں۔ پڑھ لیتا۔ تو سب قصہ طے ہو جاتا ہاں کتمان حق کے شایق اور گرداب ضلالت میں ڈالنے کے مشاق مولوی اگر ہوں تو جائے کلام نہیں۔ جن کے پاس سوائے فتوئے کفر کے اور کوئی نعمت نہیں خدا کرے وہ اس نعمت سے محروم ہو کر خداوند کریم سے حقیقی انعام چاہیں آمین۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین آمین ط

قولہ مگر سب کی نگاہیں شیر پنجاب مولانا ابوالوفا پر پڑیں۔

اقول لیکن اب بھی شیر پنجاب کو بلا ئینگے؟ حاشا و کلا ثم تا اللہ۔ ہمارا اس پر اتفاق ہے کہ ایسے جہلاء (کل خوارج کلاب النار) کی نظریں۔ سوائے شیر پنجاب کے اور کسی پر موزون بھی نہیں۔ غریب مگر غیرت اور عزت والے شیعہ یا اور شرفا شیر پنجاب کے چھوٹے بھائیوں کو دور سے ہی دیکھکر بیٹھ جاتے ہیں وہ تو ما شاء اللہ شیر ٹھیرے۔

اگر وہ سُنی مُلا واقعی زمرہ علمار کے کسی ادنیٰ طبقہ سے بھی ہوں تو وہ خود سمجھکر یا کسی غیر مذہب دانا شخص سے دریافت کر کے آیندہ کبھی ایسے شیر کا نام نہ لیں جو بقول آپ کے معمولی اور غیر مشہور شیعوں سے دم دبا کر بھاگ جائے۔ اور سوائے مکرو فریب مثل روباہ (لومڑی) اور کچھ بھی علمی شجاعت نہ دکھا سکے۔ **شعر**

نہ جا ظاہر پہ زاہد کے کہ باطن کچھ نہیں اس کا   مثل مشہور ہے ہندی کہ منہ چکنا شکم خالی

نامہ نگار صاحب آپ نے ثالث کا فیصلہ پڑھ لیا ہو گا!!! **شعر**

قاصد آ آکے بنا جاتے ہیں جھوٹی باتیں   لا ئیں مہری کوئی اس سیم بدن کا کاغذ

قولہ آپ نے ازراہ کرم شرائط کا مسودہ دیکھکر ضروری اصلاح فرمائی۔

اقول بالکل صحیح ہے۔ مگر فتوے لگانیوالے آور اہد کافر کہلوا کر جان چھپانے والے اور مسودہ تیار

کرکے اپنی اپنی رضامندی سے موضوع قرار دینے والے آور۔ پھر ایسے شیر کو اس روباہ بازی کی کیا ضرورت پڑی؟ کہ گھر میں ہی بیٹھے اصلاح کیا کریں۔ کیا بڑے بڑے علمار (القول نامنگار صاحب) جنہوں نے وہ موضوع پبلک کی اور اپنی علمیت وعقل سے تیار کیا تھا۔ سب جاہل مطلق اور غیر معتبر ہو گئے تھے پھر ایسے مناظرہ سے ان لوگوں کو کیا فائدہ پہنچا جو مسائل مندرجہ موضوع سابقہ کے تصفیہ پر مصر تھے کیا کسی عقلمند کی عقل اس بات کو پسند کرتی ہے کہ محرم نکاح کا مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہے بنا بریں اس نے دو عالم جو اس مسئلہ پر متفق نہیں ہیں حق وباطل کی تمیز کرنے کے لئے مدعو کئے ہیں۔ لیکن ان عالموں میں سے ایک صاحب فرماتے ہیں کہ نکاح کے متعلق گفتگو فضول ہے۔ چلو مسئلہ اذان یا مسئلہ زکوٰۃ پر بحث کریں۔ سوال گندم جواب چینا اسی کو کہتے ہیں۔ سچ ہے **شعر**

تمہارے گیسوؤں کے ڈھنگ دنیا سے نرالے ہیں
پریشاں ہوں تو سنبل ہیں جو بل کھائیں تو کالے ہیں

تمام لوگ شیعہ وسُنّی برضا ورغبت خود اپنے اپنے علمار سے متفق ہو کر ایک موضوع ما بہ البحث لکھ چکے ہیں۔ مگر سنیوں کے عالم اجل بلکہ شیر پنجاب (جل جلالہ) امرتسر میں بیٹھے اصلاح فرما رہے ہیں حتیٰ کہ جلسہ مناظرہ میں بھی یہی اصرار کرتے ہیں کہ ہم ان مسائل کے سوا اور مسائل پر بحث کریں گے۔ اور خواہ مخواہ حیائے عثمانی وغیرت فاروقی کا نقشہ دکھا رہے ہیں۔ بعینہ وہی مثال ہے جو اوپر بیان ہوئی۔

ہاں! مطلب تو اس کا صاف ہے یعنی مولوی ثنار اللہ صاحب باطناً کہہ رہے ہیں کہ مسئلہ قرار دادہ فریقین مسلمہ نامہ نگار پر "اصحاب ثلاثہ مومن تھے یا نہیں؟" تو اے شیعو! ہم تم متفق ہیں کوئی اور مسئلہ ما بہ النزاع پیش کرو۔ چیرز! چیرز!! مولوی ثنا اللہ صاحب سُنّی ہیں یا شیعہ یا وہابی؟ **شعر**

نہ تو عاشقوں ہی میں جا ملی نہ وہ فاسقوں سے بنی رہی
تیری وہ مثل ہے اب اے رضی نہ الیٰ الذی نہ اُلیٰ الذی

قولہ فرمایا گو مجھے ان دنوں میں فرصت نہیں ہے۔ اس لئے میں ہر قسم کے جلسوں میں جانے سے انکار کرتا ہوں۔ مگر مباحثہ شیعہ کے لئے آؤں گا۔

اقول ۔سبحان اللہ! دشمنان خدا ورسول ومخالفین قرآن کے ساتھ بحث کی ضرورت محسوس نہیں

کرتے لیکن شیعوں کے ساتھ خصوصاً آل رسول پر چڑھائی کرنیکو ہر وقت کمربستہ ہیں۔
شعر

وہ سب سے کرتے ہیں ہنس ہنس کے پیار کی باتیں
بس ایک ہیں تو ہمیں ہیں جلی کٹی سے کے لئے

نامہ نگار صاحب!! یا تو آپ نے سنت صدیقی پر عمل کیا ہے یا ممکن ہے مولوی صاحب نے ہی اپنی حسن عقیدت بڑھانے کو ایسا کہہ دیا ہو۔ ورنہ پنجاب ہندوستان میں کون نہیں جانتا؛ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب شیعوں کا نام سنکر تھرا جاتے ہیں۔ ان کو مولانا مولوی فرمان علی صاحب قبلہ کی بحث آیہ انما ولیکم اللہ الخ متعلقہ خلافت یاد ہے۔ وہ خلافت راشدہ کے مضمون سے بخوبی واقف ہیں ان کو تازیانہ مظفر گڑھ معلوم ہے وہ مناظرہ ملتان کو ابھی ہنوز نہیں بھولے۔

آپ کے اس مقولہ کو اگر حامیان اتحاد و اتفاق کے پیش کیا جاوے تو وہ خود بخود اندازہ لگالیو ینگے کہ ملک میں جو فسادات عظیم بسبب تفرقہ سنی و شیعہ پیدا ہو رہے ہیں وہ انہی کی بدولت ہیں۔ یعنی وہ آج کل بوجہ عدم فرصتی ہر قسم جلسوں (آریہ عیسائی وغیرہم مذاہب کے مناظروں) سے تو قطعاً انکار کرتے ہیں۔ مگر شیعہ سنی کو لڑانے کے لئے جھٹ تیار ہو جاتے ہیں۔ وائے بر چنیں ایمان و اسلام سچ ہے۔ شعر

پگڑی تو نہیں ہے یہ فرانسیس کی ٹوپی　　یاں وقت سلام اترے ہے ابلیس کی ٹوپی

قولہ آپ شرائط کا تصفیہ کر رکھیں۔

اقول دیکھا صاحب! وہاں تو وہ شوخی کہ امرتسر میں اصلاح کر سکیں اور ادھر یہ روباہ بازی! کہ شرائط کا تصفیہ کر رکھیں۔ سُنّی بھی عجیب عجیب چالاکیاں کرتے ہیں۔

کبھی گرتا ہوں شیشے پر کبھی جھکتا ہوں ساغر پر
میری بیہوشیوں سے ہوش ساقی کے بکھرتے ہیں

واہ رے ہوشیاری! لعنت باری بر چنیں مکاری۔ بقول آپ کے اگر زیر بحث مسئلہ یہی تھا کہ اصحاب ثلاثہ مومن تھے یا نہیں؟ تو پھر اس قدر شش و پنج میں پڑ کر شیر پنجاب کو روباہ بازیوں کی ضرورت ہی کیا تھی؟ بے کھٹکے آتے اور ان کا ایمان ثابت کر دیتے۔ اللہ۔ اللہ خیر سلاّ۔ مگر ان کو معلوم تھا کہ ایمان وغیرہ تو ہے نہیں۔ ثابت کیا خاک کرینگے۔

maablib.org

شعر بخش دی اس بت سفاک کو ای یادر حشر ؛ خون خود مجھ میں نہ تھا خون کا دعوے کیسا؟
آپ نے اول سے ہی ٹھان لی تھی کہ کوئی چالاکی کرکے اس مسئلہ کو ملتوی کردو چنانچہ ایسا ہی کیا

قولہ ۔ تھانہ دار صاحب بذات خود ہی مباحثہ میں شریک رہے

اقول ۔ ناظرین! ایک سنی اور حامی مذہب تھانیدار کا بذات خود مباحثہ میں شریک ہونا اور پھر شیر پنجاب کا دم دبا کر بھاگنا۔ آپ اندازہ کرسکتے ہیں۔ کہ شیعوں کو قادرآباد میں کیسی نمایاں کامیابی ہوئی۔ **شعر**

ستم سے تو کہ دیکھو کہ سر تیغ تلے دھر دی ؛ یہ کام ہمارا ہی ہے ہر کارے و ہر مردی

قولہ ۔ فریق ثانی کیطرف سے مشاہیر علماء میں سے تو کوئی نہ آیا تھا چند غیر مشہور تھے جنکے سرگروہ سید احمد شاہ صاحب راولپنڈی قرار پائے

اقول ۔ ہم تو بے نام و نشان آپ کی الفت میں ہوئے ؛ آپ کا نام نکلنا تھا ستمگر نکلا
اگر بقول آپ کے غیر مشہور ہی تھے تو بھی شیعوں کو کیا نقصان ہے؟ ان غیر مشاہیر مناظرین نے ہی آپ کے مشہور عالم شیر پنجاب کی کیا گت بنائی؟
سنئے۔! ان غیر مشاہیر میں سے ایک تو مولانا مولوی سید بہادر علی شاہ صاحب دام عزہ جلالپوری تھے کہ جنکے تازیانہ سے اکثر مشاہیر علمای سنیہ زخمی ہو چکے ہیں حتی کہ ہندوستان کے قریباً قریباً ہر علاقہ میں آپ کی دھوم دھام ہے۔ ہاں البتہ غیر مشاہیر میں سے ایک خاکسار راقم (سید عنایت علیؑ) ضرور تھا۔ کہ ہندوستان میں عموماً اور پنجاب کے خصوصاً ہر علاقہ میں شائد ہی کوئی سمجھ دار آدمی ہوگا۔ جو مجھے نہ جانتا پہچانتا ہو۔ کیونکہ مجھ شیر خدا کے خادم کی ذوالفقار سے خوارج و نواصب اور سنیوں کے مشاہیر علمار کی گردنیں کٹ چکی ہیں ان کے ایمان باطل کی دیوار منہدم کردی ہے جھنگ مگھیانہ کے نواصب کو مدتوں اضطراب و تشویش کی حالت نے سونے نہیں دیا۔ **شعر**

وہ شیر نیستان شجاعت ہے ظفر تو ؛ زہرہ ہوا رستم کا تری دھاک سے پانی

شاید مولوی ثناء اللہ صاحب مجھے نہ جانتے ہوں کیونکہ شمشیر ولایت کے زخموں نے ان کے ہوش و حواس بجا نہیں رہنے دیئے۔ اب شمشیر کا حصہ دوم بھی ان کی نذر ہونے کو ہے۔ **شعر** جی چھپانا اس گھڑی قاتل سے ہے صیقل کیا نظیر ؛ آگئی شمشیر اس کی اب تو سر کے متصل

اور پھر شیعوں کے غیر مشہور مولوی سید احمد شاہ صاحب ہیں جو سرگروہ و رئیس مناظرہ مقرر ہوئے تھے کہ ضلع جہلم راولپنڈی و سرحدی اضلاع کے سُنّی مولویوں کا ناک میں دم کر رکھا ہے آپ کی تصانیف سے اکثر کتب مقبول عام ہو چکی ہیں۔ آپکو مولوی سید غلام علی شاہ صاحب خلف مولانا سید بہادر علی شاہ ممدوح سے تعارف نہیں ہے؟ جنہوں نے جلسہ عام میں آپکے مشاہیر علما فضلاء سے مخاطب ہو کر بصد شد و مد فرمایا تھا کہ ہم حاضر ہیں جس کی مرضی ہو سامنے آئے اور فیصلہ کرے۔ مگر حسب تحریر منصف آریہ سب سُنّی علماء نے گریز کیا۔ بلکہ ان کی حسرت دل میں ہی رہی کہ کوئی سُنّی آمادہ نہ ہوا **شعر**

وہ ٹھنڈے ٹھنڈے مین سے گھر کو چلے گئے ؎ لے اور آہ سرد دل پر ملال کھینچ

شاید آپنے عدم علم کو عدم شے تصور کیا ہوا ہے۔ جناب نامہ نگار صاحب! آپکے مشاہیر علماء جو جلسہ مناظرہ میں شریک تھے ان میں سے اگر مولوی محمد صدیق بار ہی والے سے میرا ہی پتہ دریافت کرتے۔ تو وہ آپ کو اچھی طرح سمجھا دیتے کہ بھائی جان! اس شخص نے وزیر آباد میں میری وہ گت بنائی تھی۔ کہ جناب ملک نرنجن داس صاحب آریہ و ماسٹر محمد جان صاحب سنی المذہب منصفان جلسہ مناظرہ نے صاف فیصلہ سنا دیا تھا۔ کہ مولوی صاحب آپنے ہجرت تو ثابت کی مگر سید عنایت علی شیعہ کے بالمقابل اصحاب ثلاثہ کا ایمان آپ سے ثابت نہیں ہوسکا۔

نامہ نگار صاحب! ہم نے جو کچھ لکھا آپکے جواب میں الزامی لکھا ورنہ ہم شیعہ شہرت دنیاوی پر خاک ڈالتے ہیں **شعر**

زبان کھولیں گے ہم پر بدزباں کیا بدشعاری سے
کہ ہم نے خاک بھر دی ان کے منہ میں خاکساری سے

ہم سنیوں کی طرح اس امر کے متمنی نہیں کہ جب عام شہرت ہو جائے تو دعویٰ نبوت کا کر بیٹھیں کسی نے کیا سچ کہا ہے۔ **شعر**

بدخصلتوں کو کرتا ہے بالانشیں فلک ؎ اونچی ہے آشیانہ زاغ و زغن کی شاخ

قولہ شرائط پیش ہوئیں جو بالکل صاف اور سہل تھیں۔

اقول مکر تھا فریب تھا۔ اور شیر پنجاب کی روباہ بازی۔ ورنہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی پیش کردہ شرائط پر بحث بے فائدہ اور عبث تھی۔ کیونکہ شیعہ سُنّی علماء برضا و رغبت عوام الناس حسب تجاویز خود شرائط مقرر کر چکے تھے۔ اپنے مذہب میں احتمال نہ مولوی ثناء اللہ صاحب

کو تھا نہ مولوی سید احمد شاہ صاحب کو البتہ پبلک کے رفع شکوک کیخاطر علمائے فریقین بلائے گئے تھے۔ آپ نے اصحاب ذی فہم و فراست کے لئے اپنے شیر پنجاب کی عقل و علم کی قلعی ایکدم کھول دی۔ شعر

یوں یک بیک نقاب کو رخ سے نہیں الٹ ✦ وحشت یہ ہے نہ جائے مرادم کہیں الٹ

قولہ مولوی صاحب نے بار بار فرمایا کہ یہ شرطیں ہماری طرف سے ہیں ہم ان پر حصر نہیں رکھتے فریق ثانی جو کچھ ان میں کمی بیشی چاہے کر سکتا ہے۔

اقول۔ لعنۃ اللہ علی القوم الکاذبین۔ اس مقام پر ہمیں پھر وہی حدیث مسلم یاد آگئی (آتماً خائناً غادراً کاذباً) معلوم ہوتا ہے کہ آپ اصل واقع سے خیانت کرنے پر مجبور ہو۔ کمی بیشی کا اختیار دینا فریق ثانی کو تو بجائے خود آپ کے شیر پنجاب نے تو تنبیوں کے دوبارہ قرار دادہ موضوع کو دو تین دفعہ نامنظور کر دیا تھا۔ خیر۔ اپنے نہیں بلکہ اصحاب ثلثہ کے ایمان کہنا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اصحاب ثلثہ کے ایمان ثابت کرنے سے گریز نہیں کیا تھا؟ ورنہ موضوع اول جو آپ بھی مان چکے ہیں کہ ایمان ثلثہ کے اثبات کی بنا پر تھا کیوں نامنظور کیا؟ پھر اسی ایمان ثلاثہ سے کہنا کہ موضوع ثانی سے شرط تبدیلی مذہب سے گریز کرنا ثناء اللہ صاحب کا شعور کی نمایاں فتح نہ تھی؟ پھر آپکا یہ کہنا" فریق ثانی جو کچھ ان میں کمی بیشی چاہے کر سکتا ہے" کہاں تک صحیح اور درست ہے؟ مکار و دروغ گو را حافظہ نباشد۔ شعر

کبھی صدمہ بگولے کا کبھی صرصر کی زحمت ہے ✦ ہماری خاک یاں اٹھی پھر آئی ابر رحمت ہے

قولہ ایک شرط یہ تھی کہ فریقین کوئی لفظ دل آزار نہ بولینگے۔ اسپر فریق شیعہ کے مناظر نے بڑی دیر کے بعد کہا کہ اس شرط کے ہوئے ہم اصحاب ثلثہ کے ایمان پر بحث نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ہم مسئلہ خلافت پر بحث کرینگے۔

اقول لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ کبھی تو خلاف عادت راستی سے بھی کام لو۔ کیا ایک سچ بولنے سے انسان سچا تصور ہو سکتا ہے؟ شعر

بتوں کو کچھ زبان اے دل نہیں آسان دینی ہے ✦ جو کہنا ہو تو سچ کہنا خدا کو جان دینی ہے

شیعہ مناظر صاحب تو بفضلہ تعالیٰ دیر کرنیوالے آدمی ہی نہیں آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو کئی دفعہ کہنا پڑتا تھا کہ جناب! میری بات ختم ہونے پر اپنا بیان شروع کرنا۔ (چونکہ شرائط کا ابھی تصفیہ نہیں ہوا تھا۔ لہٰذا کوئی فریق ابتدا میں ٹائم کا پابند نہیں تھا)

پھر آپکا یہ مقولہ "شیعہ مناظر نے بڑی دیر کے بعد کہا" کیسے درست ہوسکتا ہے؟ بحث خلافت کا ذکر تو اسوقت ہوا تھا جب مولوی ثناء اللہ صاحب ایمان ثلثہ کے ثابت کرنے سے عاجز آکر گریز کر گئے تھے۔ نیز آپکو معلوم نہیں کہ پورے دو گھنٹے یہی جھگڑا رہا تھا کہ ہم ایمان اصحاب ثلثہ ہی ثابت کروائینگے۔ بلکہ تمام سنی لوگوں کی بھی یہی مرضی تھی کہ بارِ خدایا کہیں یاروں کا ایمان ثابت ہو۔ بنابریں موضوع ابتدائی مولوی صاحب نے نامنظور کیا دکھلانا ممکن سے ممکن ہوسکتا ہے؟ **شعر**

ہوگیا طفلی ہی سے دل ترازوئیر عشق ✦ بھاگے ہیں مکتب سی ہم اوراقِ میزان چھوڑ کر

قولہ مولوی صاحب نے فرمایا تاوان تو ہمارے موکلوں کو منظور ہے مگر تبدیل مذہب پر ایک شک ہے۔ وہ یہ کہ ہم اہلسنت تو بپابندئے شرط اپنے آپ کو شیعہ کہدینگے تو واقعی شیعہ ہوگئے مگر فریق شیعہ کے مذہب میں چونکہ تقیہ کا حکم ہے۔ جسکا مطلب یہ ہے۔ کہ حسب ضرورت ظاہر باطن کے خلاف ہو تو جایز ہے۔ بلکہ موجب ثواب ہے۔ اسلئے اگر فریق ثانی اپنے آپ کو بپابندی فیصلہ سنی کہدیگا تو باور نہیں کرسکینگے کہ واقعی یہ سنی ہوگیا۔ لہذا ہم نہیں منظور کرتے۔

اقول شعر سانولی دیکھ کے صورت کسی متوالی کی۔ گو مسلمان ہوں پر بول اٹھتا ہوں جے کالی کی

مولویصاحب شیر پنجاب کے اس مقولہ سے کون سمجھدار تھا جو اتنا بھی نہ سمجھ سکتا کہ وہ اس بحث کو ٹال کر اور تقیہ کا ذکر چھیڑ کر اپنی خلاصی کرانا چاہتے تھے۔ ورنہ مسئلہ تقیہ کی کہیں شرط تو نہیں لکھی تھی۔ مگر آپکو معلوم ہوگا۔ کہ مولوی سید احمد شاہ صاحب نے اس کا مختصر جواب بھی اسی ضمن میں دندان شکن دے دیا تھا۔ مفصل جواب آگے اسی شمشیر ولایت کے باب سوم میں آئیگا۔ ملاحظہ فرماویں۔ یو لیکھو کہ بہرحال مولوی صاحب نے بحالت مغلوبیت شرط تبدیل مذہب سے گریز کیا ورنہ تقیہ کے تو یہ معنی ہی نہ تھے جس کی قلعی مفصل طور پر ہم آگے چل کر کھولیں گے۔ بھلا اگر مولوی صاحب کر دیتے کہ ہم شیعہ ہوگئے تو ان میں وہ کونسا وصف ہے جو ہم کو باور کرانے پر مجبور کرتا کیونکہ ان المنافقون لکاذبون تو قرآن مجید میں آچکا ہے۔ مولوی صاحب کے اس انکار کو کہیں بیان کرکے دیکھ لو ہر ایک ذی عقل و زیرک شخص یہی کہیگا کہ مولوی صاحب مغلوب ہوگئے۔ کیا یہ درست نہیں ہے؟ **مصرعہ** ہم بغل ہونے کی ہے اب تو سراپا آرزو ✦ ضعف سے قد جھک کے آغوشِ تمنا ہوگیا۔

قولہ اس کے بعد ذرہ ذرہ سی باتوں پر اڑتے رہے۔

اقول لعنۃ اللہ علے الکاذبین۔ آیہ قرآنی اور حدیث معلومہ مسلم کی کیا عجب مطابقت ہے! اول

کہنا چاہئے تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ذرہ ذرہ سی باتوں پر اڑتے رہے۔

قولہ مولوی صاحب نے کمال متانت اور سنجیدگی سے فرمایا۔ اچھا۔ ایک ہزار جمع کراؤ میں کتاب رشیدیہ سے تم کو ثابت کر دونگا۔ کہ مدعی کی تقریر زیادہ ہونی چاہئے۔

اقول پھر آیہ معلومہ کی تلاوت کرو۔ آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ثناء اللہ صاحب نے کتاب رشیدیہ کا نام لیا تھا۔ حالانکہ ان کے پاس رشیدیہ تھی ہی نہیں اور نہ ہی اسکا نام انہوں نے لیا۔ وہ تو صرف زبانی غیر معقول اور فتنہ انگیز باتیں کرتے تھے جسپر منصفوں نے بلکہ تھانیدار صاحب نے بھی کئی دفعہ انگوٹھا۔ بعدہ مولوی سید احمد شاہ صاحب نے رشیدیہ اپنے پاس سے انہیں دی۔ اور شیر پنجاب نے اپنے دعوے کی دلیل رشیدیہ سے نہ دکھلائی بلکہ ایک دوسری جگہ پنسل کا سرخ نشان دیکر عوام کو دھوکا دینا چاہا۔ **شعر**

نہا دھو کے بڑی روٹی میں اس ضد سے اٹھائینگی
خدا کا قہر ہے طوفان لو بندی پہ باندھا ہے

قولہ (مولوی صاحب کو شاید لودہیانہ کے مباحثہ نے انعام کی چاٹ لگا دی ہے)

اقول ایک ہزار روپیہ لینے کی چاٹ لودہیانہ کے مباحثہ سے نہیں لگی۔ بلکہ یہ تمنا آپکو اس روز سے شعلہ زن ہو رہی ہے۔ جب سے پرچہ شمشیر ولایت نمبر ا صفحہ ۳ میں سے حضرت ابوبکرؓ کا نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نو سو روپیہ ہتور لینا پڑھا ہے۔ آپ متمنی ہیں کہ میں ابوبکر صاحب کا نام لیوا ہو کر اولاد رسول سے یک صد روپیہ زیادہ کیوں . . . . نہ اڑالوں۔ لیکن آپ نہیں جانتے کہ انبیاء کے کام حکمت سے خالی نہیں ہوتے نبی صلعم کو تو معزولی تبلیغ سورہ براۃ کیطرح آپ کے ابوبکر صاحب کا منہ سفید کرنا منظور تھا ہمیں کونسی مصیبت پڑی ہے؟ جو آپکو ایک ہزار یا نو سو روپیہ دے دیویں۔ ہاں اسوقت تو ایک ابوبکر تھے اب ہم ویسے لکھو کھا یاروں کے چہروں کی خاطر کس آسمان نیلگوں کی سیر کریں؟ نیز ہمارے جد امجد علیہم السلام نے تو تمہارے جد پاک (رضون) سے ایک اونٹنی جو خواہ دو ہزار روپے کی تھی۔ لے لی۔ ہم کو کیا ملیگا **شعر**

دل کا کیا مول بھلا زلف چلیپا ٹھیرے + کچھ تیری گانٹھ گرہ میں ہو تو سودا ٹھیرے

قولہ شیعہ مناظر نے اسکے جواب میں نہ تو آیت قرآنی کو ہاتھ لگایا نہ نہج البلاغۃ کا کچھ جواب دیا نہ کچھ کیا نہ کچھ۔

اقول لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ کیا مولوی سید احمد شاہ صاحب نے جناب امیر علیہ السلام

کے خط کا جو شیر پنجاب (راؤن) نے پیش کیا تھا۔ دندان شکن جواب نہیں دیا تہا۔ آپ نے ہر امر میں صدیق اکبر کے قدم بقدم چلنے کی قسم کھائی ہوئی ہے آیہ قرآنی کی نسبت یہی جواب کافی نہ تھا کہ اس آیہ کا خلافت سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ اچھا یہ تو بتلائیے کہ شیر پنجاب نے اس آیہ کی تفسیر میں کونسا شیعوں کا مسلمہ پیش کیا تھا۔ بجز اس کے منہج السلام ابن تیمیہ کا نام لیا پھر بتائیے کہ ایسی کتاب کا نام بجز ٹھیکیداران نبوت یزید کوئی مسلمان اپنی زبان پر لا سکتا ہے؟ ہم اس کتاب کے باب سوم میں آیہ شوریٰ کی نسبت شیر پنجاب کی ایسی تسلی کرینگے کہ پھر کبھی کسی جگہ آیہ مذکورہ کا بحث خلافت میں نام تک نہ لینگے۔ انشاء اللہ المستعان شعر

ہو گئی قطع اسیری میں امید پرواز اڑ گئے ہوش جو پر کاٹنے صیاد آیا

قولہ ۔ہاں یہ بات عجب کہی کہ بنی امیہ کے زمانے میں ہماری کتابوں کے اندر بہت کچھ ملا گیا ہے۔ اسلئے ان باتوں کو ہم نہیں مان سکتے۔

اقول ۔ اگر مولوی سید احمد شاہ صاحب کا جواب جیسا کہ انہوں نے دیا تھا نقل کرتے تو صاحبان انصاف و ایمان خصوصاً متکلمین ذوی الافہام کو میزان لگانے کا موقع مل جاتا مولوی صاحب ممدوح نے نہائیت قابل قدر بات کہی تھی لیکن نامہ نگار صاحب آپ ہر امر میں تصرف اور خیانت کر کے آثماً خائناً غادراً کاذباً کی یاد کو تازہ کرتے ہیں۔ ہم اوپر مفصل حال بحث کا بالکل صحیح صحیح لکھ آئے ہیں وہاں ملاحظہ ہو کہ آپ نے کیا جواب دیا تہا۔

قولہ پھر کہا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عمر حضرت علی کو کہتے ہیں کہ تم حضرت ابوبکر اور مجھ کو غادر اور خائن جانتے تھے۔ حالانکہ خدا کو معلوم ہے کہ ہم ایسے نہ تھے اس سے ثابت کیا کہ حضرت علی عمر سے صاف دل نہ تھے۔

اقول تحریر کی خیانت تو درکنار آپ تو ماشاء اللہ شیعہ مناظر کے تقریری بیان میں بھی وہ خیانت کرتے ہیں کہ شاید حدیث مسلم میں آپ بھی حصہ دار ہوں۔ جھوٹے پر وہی آیہ معلومہ کی تلاوت۔ کیا مولوی صاحب نے یونہی کہا تھا۔ شعر

لے کے انگڑائی اٹھا کون پریوش دلبر شرم سے ڈال لیا کس نے یہ آنچل منہ پر

سنئے آپ کے شیر پنجاب (ماشاء اللہ) نے کہا تھا کہ جناب مولا علی اصحاب ثلثہ سے یوں شیر و شکر تھے جیسے تسبیح کا دانہ جس پر مولوی سید احمد شاہ صاحب نے صحیح مسلم کی حدیث پیش کی تھی جس میں حضرت عمر حلفاً بیان کرتے ہیں۔ کہ اے علی و عباس۔ تم لوگوں نے بعد وفات رسول مسلم

ابوبکر صاحب کو جبکہ وہ خلیفہ بنائے گئے۔ آثم خائن غادر کاذب یعنی گنہگار جھوٹا خیانتی دغاباز جانا اور انکی موت کے بعد جب میں ان کا یعنی ابوبکر صاحب کا جانشین ہوا تو تم لوگوں نے مجھے بھی ویسا ہی آثم خائن غادر کاذب تصور کیا۔ پس اس حدیث سے صاف ثابت ہوتاہے۔ کہ جناب امیر و دیگر نبی ہاشم تمہارے شیخین یعنی ابوبکر و عمر کو کاذب غادر خائن آثم جانتے تھے۔ نامہ نگار صاحب! آپ نے شیعوں کے اس اعتراض کو باتوں باتوں میں ہلکا کیوں کردیا۔ اگر آپ میں ایمان کا مادہ ذرہ بھی موجود ہے تو سچ بتلائیں۔ کہ اس کا جواب آپکے شیر نے بجز گیدڑ بھبکیوں کے کیا دیا جبکہ ان کے بڑے بڑے شتر مرغ علمائے متکلمین سے نہ ہوسکا

شعر لیگئے قبروں میں عاشق کیسی کیسی حسرتیں + کس طرح اے خفتگانِ خاک آجاتی ہے نیند

کتاب ہذا میں اس یاوہ گوئی کی تردید بھی بخوبی کی جاویگی۔ جو آپ کے مولوی صاحب نے جہلار کی تسلی و اطمینان کی خاطر کی تھی۔ جو نہ ہوسکی۔ بہرحال شیعوں کو فتح اس حدیث کے پیش کرنے سے نمایاں حاصل ہوئی جسے سنکر بعض سنّی تودم بخود ہو گئے کہ ہیں؟ یہ کیا! کہاں تو وہ بقول سنیان صدیق اور مقدس اور ایمان دار اور کہاں خیانتی دغاباز جھوٹے اور مکار!!! اور بعض سنّی تو سقیفہ بنی ساعدہ کے اکھاڑے کی طرح حوالہ حوالہ کا شور مچانے لگ گئے

قولہ مولوی صاحب نے فرمایا تمہاری کتابوں میں اگر کھوٹ مل گیا ہے تو یہ کتابیں قابل سند نہیں جب کسی کاغذ میں ایک لفظ بھی مشکوک پایا جاوے تو سارا مسک نامعتبر ہو جاتا ہے ص۸ کالم ۲ مطبوعہ ۸ مئی ۱۹۱۴ء

اقول مولوی صاحب ثناء اللہ نے بعض دوسری باتوں کی طرح یہ بھی غلطی کی جو اس فقرہ کو درج اخبار کردیا کیونکہ شیعوں اور حنفیوں کو ایک حوالہ مل گیا اب کسی حدیث کی نسبت انہوں نے ضعیف۔ حسن موضوع کا نام لیا تو فوراً یہی حوالہ پیش کردیا جائیگا افسوس! کہ وہ یہ نہ سمجھے کہ جہلاء کے بہکانے کو تو دا ان خلاف قاعدہ و اصول مناظرہ مکائد پر کمربستگی دکھا چکے ہیں۔ اب انہی نامعقول باتوں کو درج اخبار کرنے کی کیا ضرورت ہے! کیا اگر مخاطب کہے کہ یہ حدیث یا روایت اگرچہ ہماری کتاب میں موجود ہے لیکن موضوع یا ضعیف ہے۔ اور پھر وہ اسکے ضعیف و سقیم و موضوع ہونیکی دلیل عقلی نقلی حسب قاعدہ متکلمین و محدثین اپنے مخاطب کے مسلمات سے ثابت کردے تو اسکا جواب یہی ہونا چاہیئے کہ "جب کسی کاغذ میں ایک لفظ بھی مشکوک پایا جاوے تو سارا مسک نامعتبر ہو جاتا ہے۔ **شعر**

ہم پیار کریں تم کو اور تم غیروں کو چاہو + اللہ تیرے گھر میں عدالت نہیں ہوتی!

خیر۔ اب ہم مولوی صاحب کا کسی کتاب یا روایت کی نسبت ضعف و سقم اور معتبر یا غیر کا عذر کبھی نہیں سنیں گے۔ بلکہ آپکا ہی فقرہ پیش کر دیا کریں گے شعر

سینہ اس کا ہے دل اسکا ہے جگر اسکا ہے ✽ تیر بیداد جو صرف کرے گھر اس کا ہے

قولہ غرض مولوی صاحب نے اپنا مدعا ایسی صاف تقریر میں بیان فرمایا کہ باوجودیکہ حاضرین سب پنجاب کے دیہاتی تھے تقریر بھی پنجابی زبان میں ہوتی تھی۔ مگر مولوی صاحب کی تقریر سب کی سمجھ میں آتی تھی۔

اقول شعر چمکا تی میں تیغ نظر دیکھئے کیا ہو ✽ ہم بھی ہیں یہاں سینہ سپر دیکھئے کیا ہو۔

کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ آپ کے شیر کا منشا محض عوام الناس کو بہکانے کا تھا ورنہ ایسے مولوی صاحب کو جو بار بار اپنے فاضل اجل ہونے اور یونیورسٹی کا سرٹیفکیٹ دکھلانے پر نازاں ہو کر جلسہ عام میں فخر کرتے تھے۔ کیسے زیبا تھا کہ ایک شیعہ مناظر کے مقابلہ میں بھدی پنجابی بول کر اپنی علمیت کو دھبا لگاتے۔ حالانکہ مولوی سید احمد شاہ صاحب فصیح اور سلیس اردو بولتے تھے۔ مناسب تھا کہ متکلم ہو کر مخاطب کے ساتھ اردو بولتے اور ہر دو حکمین خصوصاً تھانیدار صاحب جو کم از کم اچھا اردو بولنے اور سمجھنے والے تھے (گو عربی فارسی جاننے والا کوئی نہ تھا) خود میزان کر کے فیصلہ سنا دیتے جو مناظرہ کا دستور ہے۔ مگر ان کو حدیث مسلم کی تصدیق منظور تھی۔

قولہ شیعہ مناظر نے تنگ آ کر یا رعب میں دب کر بے ساختہ ایک دفعہ یہ بھی کہدیا کہ ہماری طرف کے بڑے بڑے علماء اس جگہ نہیں ہیں اور مولوی صاحب ثناء اللہ تو سنیوں کے چوٹی کے عالم ہیں اس پر مولوی صاحب نے فرمایا اچھا تم اگر لونڈے ہو تو کسی بڑے عالم کو لے آنا۔

اقول بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ نامہ نگار صاحب! آپکا مضمون تو ختم ہو گیا اب تو خیانت نہ کرتے۔ کیا ایک سچ بولنے سے انسان صدیق بن جاتا ہے۔ شعر

سچ بولنا محال ہے جھوٹوں کے عہد میں ✽ سولی چڑھائیں گے جو کہو گا خدا لگی

سنئے جناب! شیعہ مناظر نے شیر پنجاب کی بار بار مکارانہ کارروائیوں اور تجاہل عارفانہ کو دیکھ کر بہت جوش سے بے ساختہ کہدیا کہ دیکھو میں شیعوں کے علماء میں سے نہیں ہوں اور نہ وہ اس وقت موجود ہیں۔ بلکہ میں شیعہ علماء کا خادم بلکہ خادموں کا غلام ہوں اور مولوی ثناء اللہ صاحب سنیوں کے چوٹی کے عالم ہیں۔ گر میں بالا علان نہایت جرأت اور حوصلہ سے اس جلسہ عام میں چیلنج دیتا ہوں۔ کہ لاہور امرتسر گوجرانوالہ وزیر آباد گجرات راولپنڈی جہاں چاہیں

تاریخ مقرر کرکے مجھ سے ہی مناظرہ کریں۔ اور قدرت خدا کا کرشمہ دیکھیں وہاں کم ازکم کچھ آدمی تو سمجھ دار اور اہل علم وعقل موجود ہونگے۔ اور وہاں آپکو ان دہو کا بازیوں کا موقع تو نہ ملیگا۔ یہ سنتے ہی شیر پنجاب نے فرمایا کہ لو صاحب اگر آپ لونڈے میں تو پھر میں آپ سے بحث ہی نہیں کرتا۔ بس اسی وقت تھانیدار صاحب سُنّی نے مولوی صاحب ثناء اللہ کو کہدیا کہ نہیں نہیں!! ان کا یہ مطلب نہیں کہ آپ بحث سے انکار کریں۔ بلکہ انکا اور منشا ہے پھر سید احمد شاہ صاحب نے فرمایا۔ آپ لونڈے وغیرہ کا لفظ استعمال نہ کریں۔ آپ جیسے مدعی علم وفضل کو زیبا نہیں کہ بازاری گفتگو اور لٹک بازی کرے نامہ نگار صاحب! آپ کے شیر کا تو مطلب ہی یہی تھا کہ کوئی نکتہ شیعہ مناظر کی زبان سے نکلے اور میں بحث بند کرکے چلتا بنوں۔ مگر جوانان صفدر ایسے کھٹا کر دوارسے کے شیر کو کب چھوڑتے تھے کہ جن کا مولا ابت شکن تھا۔

قولہ الحمدللہ کہ سنیوں کے سینوں میں جو شیعوں نے آگ بھڑکا رکھی تھی وہ ٹھنڈی ہوگئی۔

اقول الحمدللہ کہ سنی لوگوں کے سینے کیا بلکہ ایک ہی مناظرہ کرکے وہ خود ٹھنڈے ہوگئے لیکن نامہ نگار صاحب! بتقلید مولوی ثناء اللہ صاحب پھر دہو کا دہی کی بات کرتے ہو وہاں کے محدود چند مظلوم شیعوں میں اتنی جرأت کہاں؟ جو آپ نے لکھ دیا شیعوں نے "آگ بھڑکا رکھی تھی" اگر اب ہی اخیر مضمون پر سچ لکھ دیتے۔ تو آپکو کس کا ڈر تھا؟

گلِ دیگر شگفت

جواب ایڈیٹر

اڑائے خوب گلچھرے نکل مجنوں نے زنداں سے
کہ ہر سُو گلفشانی ہے سزارِ سنگِ طفلاں سے

ناظرین! مولوی ثناء اللہ صاحب اہلحدیث کے نامہ نگار کی صدیقیت تو دیکھ چکے۔ اب خود مولانا صاحب کی صداقت کو ملاحظہ کیجیے۔ کیونکہ آپ بمقابلہ نامہ نگار صدیق اکبر میں اپنا نوٹ یوں لکھتے ہیں۔

قولہ اس میں شک نہیں کہ ملتان اور مظفر گڑھ کے شیعوں سے قادر آبادی شیعوں نے حوصلہ تو کیا کہ سامنے آگئے۔

اقول بعد تلاوت آیۂ معلومہ دست بستہ گذارش ہے کہ آپ برائے خدا جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔ ماشاء اللہ آپکو اتنا اندیشہ بھی نہیں کہ اخبار کا پرچہ ملتان و مظفر گڑھ بھی جاویگا۔ شیعہ تو خیر اہل انصاف سُنی اسے دیکھکر کیا کہینگے۔ ہمیں مزید سراسیمگی اور تشویش تو یہ ہے کہ آپ کو ایمان کی قسم کیسے دلویں؟ جب کہ آپ اُن لوگوں کا ایمان ثابت کرنے سے عاری ہیں۔ جنکے ایمان کے ساتھ آپکا ایمان وابستہ ہے جب اصل ہی نہیں تو فرع خاک ہوگی **شعر**

جلا ہے جسم جہاں دل بھی جل گیا ہوگا + کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے؟

زمانہ جانتا ہے کہ ملتان میں آپ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ہمراہ تشریف لے گئے تھے۔ اور وہاں بھی بعینہ قادیآباد کی طرح شرط اول سے انکار کر گئے۔ جو یہ تھی کہ اصحاب ثلاثہ کا ایمان ثابت کرو۔ مولوی صاحب ابوالوفا ہو کر ہر جگہ عہد شکنی کرتے ہو گویا یہ سیرت آپ کی فطرت اور گھٹی میں ملی ہوئی ہے۔ **شعر**

کوئی اس عہد فراموش سے کہدے جاکر + آج وعدہ تیرے عاشق کا برابر آیا

معلوم نہیں ہوتا کہ آپ باوجود جاننے اس امر کے کہ ہمارے ثلاثہ صاحبان ایمان سے بالکل مبرا اور پاک تھے پھر وہی خرگوش کی ایک ٹانگ کیوں لئے بیٹھے ہو۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ **شعر**

ہین کجی میں مردم کج طبع بھی کتے کی دُم + راست ان کو کیجئے سو بار ہوں سو بار کج

ملتان کے مباحثہ میں شیعہ تو درکنار اصحاب ثلثہ کے شیدائی سُنی المذہب جو قدیم سے عاشقان عمر بزعم خود | فلیے تھے سروں پر ہاتھ رکھ رکھ کر دوہائی دیتے پھرے کہ ہائے ایمان ثلثہ! وائے ایمان ثلثہ!!! لیکن آپکے پاؤں کہاں تھے؟ جھٹ پلیٹ فارم پر پہنچے اور بزکوہی ہوئے۔ ہاں شیعہ الگ آپ کے پیچھے بصدا سے بلند پکارتے تھے کہ ایمان ثلثہ ثابت کر چلے۔ ہاں آپ نے ملتان میں ایک بات اچھی معقول کہی وہ یہ "کہ بھائیو خواہ کچھ ہی ہو میں اصحاب ثلثہ کی شان میں کچھ نہیں کہ سکتا اور بس"۔

مولوی صاحب! مباحثہ ملتان کی روئیداد جو کتاب **دہل بمسکندری** میں طبع ہو کر شایع ہو چکی۔ اسکو تو آپ نبیذ فاروقی کی طرح ایسا ہضم کر گئے کہ سوڈا واٹر کی ضرورت بھی محسوس نہ کی۔ جس سے آپکا مطلب یہ تھا کہ ہمارے فرار کا راز کھلنے نہ پائے۔ جو آج آپ نے خود فخریہ بیان کر کے قلعی کھلوائی۔ واہ استاد ٹھگی!! **شعر**

شان خداوہ شیروں سے انہیں ملاتے ہیں + نقشے تھن ہیں جن کے غزالوں کے سامنے

جناب عالی! ملتان کے نام سے تو آپ گھبراتے بھی ہیں۔ لیکن واہ رے حمیت و غیرت کہ اسی ملتان کا نام پھر سنداً زبان پر لاتے ہیں آپکے فرار کے بعد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنے وعظ میں بفضلہ تعالیٰ شیعوں کے رعب میں آکر حدیث قرطاس کو بیان کرتے ہوئے گمراہی امت کا موجب وجود حضرت عمرؓ کو قرار دیدیا۔ جس سے آج تک روح خلیفہ ثانی ان سے ناراض بلکہ دست بگریباں ہے۔ مولوی صاحب اگر آپ مباحثہ ملتان میں سچے اور حق بجانب ہوتے تو کم از کم دبدبہ سکندری کی تو تردید کرتے مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا۔ شعر

رعب اس تُرک کا غالب ہے عجب کشتوں پر + اب بھی رن بول رہا ہے کہ وہ جلاد آیا

بس یہی حال مناظرہ مظفر گڑھ کا سمجھئے۔ معلوم نہیں آپ شیعوں کے مقابل کب ہوئے کیا تحریری اور کیا تقریری بجز مولانا السید فرمان علی صاحب قبلہ۔ اور وہاں سے وہ ذلت اٹھائی جو آپکو خوب یاد ہے۔ مولوی صاحب کبھی کبھی سچ بولنے سے صدیق اکبر ناراض نہیں ہوتے اور نہ ہی آپ حدیث مسلم سے باہر جا سکتے ہیں۔

قولہ گو اس حوصلہ کا نتیجہ اس سے زیادہ نہ نکلا۔

اقول درست ہے آپکی تجویز تو اول ہی سے مطلب برآری کی نہ تھی۔ لیکن کوئی کام ایسا نہیں جس سے آخر کار کچھ نہ کچھ نتیجہ برآمد نہ ہو۔ دور نہ جائیے۔ قادر آبادی کی بحث میں دیکھ لو کہ آپکے اصحاب ثلثہ جاہل مطلق بے علم اور آثم خائن غادر کاذب ثابت ہو گئے وہ بھی بالاعلان جنکی آپ سے ہرگز ہرگز تردید نہ ہو سکی ورنہ پھر اپنے اخبار کا مضمون مسلمہ ملاحظہ فرمائیے خدا جانے اس سے بڑھ کر اور کیا نتیجہ ہو سکتا ہے؟ واہ آپکا قادر آبادی سفر!! خوب شعر

تم نہانے کیا گئے اس کو ملایا خاک میں + ریگ ماہی فرطِ بے تابی سے دریا ہو گیا

قولہ اس علاقہ کے شیعہ پھر مباحثہ چاہینگے۔ تاکہ پہلی ندامت کو مبدل کرنیکی کوشش کریں۔

اقول کیا عمدہ غداری اور چالاکی ہے۔ شعر

کف افسوس ملواتی ہے تیری پاک دامانی + پہنا کر شاہد عصمت کو جوڑا پارسائی کا

شیعوں کو کونسی ضرورت مباحثہ اور فساد کی پڑی ہے۔ حضرت عمرؓ کے ایمان سے کہنا کہ اب کی دفعہ مناظرہ کی ابتدا سنیوں سے ہوئی یا شیعوں سے؟ نیز یہ بھی ایک قدرت خدا ہے۔ کہ جنکے پیشوا انہیں کے مسلمات سے آثم خائن غادر کاذب ثابت ہو جائیں۔ وہ تو نادم نہ ہوں

اور ثابت کرنیوالے نادم!!!!

لطیفہ کسی مسجد میں کوئی مسافر سویا پڑا تھا ملانے موقع پاکر اسکی پگڑی اٹھا کر بغل میں دبالی۔ مسافر جو چونکنا ہوگیا۔ اسنے مسجد کے اُس ملا کو پکڑ لیا اور کہا کہ مولوی صاحب جی۔ میری پگڑی آپکے پاس ہے۔ مجھے دے دو۔ ملانے حضرت عمر کی قسم کھا کر کہا کہ بھائی میرے پاس نہیں۔ توبہ کر۔ اور خدا سے اپنی مغفرت کی دعا کر کیا میں مسافروں کی پگڑیاں چرانے والا ہوں لاحول ولا۔ آخر اُسنے ملا صاحب کا بازو پکڑ کر بغل سے پگڑی نکال لی۔ مولوی صاحب نے کھسیانے ہوکر کہا اے بھائی! شرمندہ کیوں ہوتا ہے؟ اپنا مال سنبھال!!

وہی مثل مولوی ثناء اللہ صاحب کی ہوئی۔ **شعر**

شرم سے اب کو کسی جانب پلک اٹھتی نہیں۔ ؎ چٹکیاں لینگے کلیجے میں اسی نشتر سے آپ

جناب عالی! اس دفعہ تو اصحاب ثلثہ آئمہ خائن غادر کاذب ثابت ہوئے ہیں انشاء اللہ تعالے اگر پھر سنیوں نے مناظرہ چاہا تو حضرت عمر کا شجرہ پاک (پاک؟) اور انکا کھرے سے ہوکر پیشاب کرنا ثابت کیا جائیگا۔ (خوب!)

قولہ اس وقت ہمارے سُنی بھائی نا نہ کریں۔ بلکہ فوراً منظور کر کے قرب وجوار کے ایک دو عالم جنکو اس فن میں واقفیت ہو بلا کر مباحثہ کرالیں۔ دور دراز والوں کو بلانے کی حاجت نہیں ہمارے خیال میں مولوی غلام رسول صاحب ساکن موضع انہی اور مولوی حیدر اللہ خان صاحب ساکن قصبہ جلالپور جٹاں ضلع گجرات اس کام کو کافی ہیں۔

اقول اجی! دروغ اور لاف دونو باہم بھائی بہن ہیں۔ آپ ان سے بغل گیری چھوڑئے۔ آپ میں تو اتنا حوصلہ ہی کب ہو سکتا تھا۔ کہ شیعوں کے مقابلہ پر آئیں۔ بات صرف یہ تھی کہ سنیوں نے آپکو یہ دم دیا کہ شیعوں کے علمائے تو آئے نہیں اور نہ آئینگے آپ پچاس روپیہ روزپر چلئے اور ہماری اور ہمارے اصحاب ثلثہ کی عزت رکھئے۔ اور بات ہی کیا تھی؟ **شعر**

راہ پر حضرت زاہد کو لگا ہی لائے ؎ سچ تو یہ ہے کہ مے آشام بُرے ہوتے ہیں

یہ تو آپکو معلوم ہے کہ اثنائے مناظرہ میں جبکہ آپ حسب عادت روباہ بازیوں میں مشغول تھے۔ ناچار ہو کر مولوی سید غلام علی شاہ صاحب نے دست بر سینہ ہوکر کہدیا تھا کہ ہم انہی مولویوں سے مجمع عام میں مناظرہ کر کے تصفیہ کر لیتے ہیں۔ کیونکہ موضوع سابقہ ہمارا باہمی طے شدہ ہے۔ لیکن وہ ایسے دم بخود ہوئے کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ لیکن آپ ہیں کہ پھر انہیں کو شاراکم

ٹھیرا کر شیعوں کے حوالے کرنا چاہتے ہیں جو کچھ انہوں نے اسوقت کیا تھا وہی پھر کمینگے
لیکن آپنے یہ عجب کہا کہ
"دور دراز والوں کو بلانے کی حاجت نہیں" جس سے آپکا مطلب یہ ہے کہ اب شیعوں کے منہ نہ لگیں۔ اور مفت میں خلاصی کرائیں۔ لیکن یاد رکھنا **شعر**

حاملانِ عرشِ اعلیٰ کے یہاں اڑتے ہیں ہوش ٭ عرشِ اعلیٰ سے کہیں بالا ہے شانِ کوئے دوست

ایڈیٹر المجتہد کیطرح جب تک آپ خود بدنمایان فرار کرکے اب کی طرح عجز کا اقرار زبانی نہ کریں۔ اور مسئلہ خلافت کے پہلے فرار کیطرح بزکو ہی نہ بولیں۔ شیعہ آپ کو چھوڑینگے نہیں۔

شعر جلنے کی مت ستاؤ مضطر کنک ہے دل مرا ٭ باور نہو تو دیکھ لو سینے پہ دھر کے ہاتھ

البتہ مولوی حیدر اللہ خاں صاحب جلال پوری کا نام آپ نے خوب مناسب وقت میں لیا سوال کو بھی۔ اعلان مناظرہ مولوی سید غلام علی شاہ صاحب جلالپوری نے دیدیا ہے۔ دیکھیے وہ کب دعوت قبول کرکے اپنے خلفاء کے راز ہائے نہانی آشکارا کراتے ہیں ہم نے باب اول واقعہ بحث میں اعلان جلالپوری شیعوں کے نقل کردیئے ہیں۔ پھر سے ملاحظہ ہوں۔ مولوی صاحب یہ شعر درست ہے۔؟ **شعر**

بچکر رہِ میخانہ سے اے شیخ نکلنا ٭ ہر رند ہے واں جُبّہ و دستار کا عاشق

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ المستعان کہ اسکے فضل و کرم و استمداد سے سُنّی نامہ نگار کے اس مضمون جسے ایڈیٹر صاحب اہلحدیث نے اخبار بخاری سمجھکر اپنے اخبار میں شائع کردیا تھا تنقید بخاری کے مضمون کیطرح کماحقہ مگر مختصراً قلعی کھول دی گئی ہے۔ نیز مولوی صاحب کے اس نوٹ کا جواب بھی لکھدیا گیا ہے۔ جو آپنے بعد از مضمون بحث لکھا تھا۔

اب ہم اس دوسرے باب کو یہیں ختم کرکے تیسرا باب شروع کرتے ہیں جس میں مولویصاحب ممدوح کی غلطیوں اور روباہ بازیوں کو شمشیر ولایت نمبر (۱) کی طرح طشت ازبام کرکے ان کا دندان شکن جواب دینگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

نوٹ:۔ چونکہ نمبر (۱) میں تین غلطیوں کا اظہار کردیا گیا ہے۔ لہذا باب سوم سے چوتھی غلطی کا سلسلۂ مضمون شروع ہوگا۔

باب سوم

شمشیرِ کربلائے حصہ دوم

مولوی صاحب کی چوتھی غلطی

مسئلہ تقیہ

خدا جانے کریگا چاک کس کس کے گریباں کو
اداسے اُس کا چلنے میں اٹھا لینا یہہ داماں کو

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ نے قادرآباد کے شروع مناظرہ میں تقیہ پر بہت ہنسی اڑائی تھی کہ مومنین کو دبی زبان سے کیا کچھ کہتے رہے۔ نیز فرمایا" فریق شیعہ میں چونکہ تقیہ کا حکم ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ حسب ضرورت ظاہر باطن کے خلاف ہو تو جائز ہے۔ بلکہ موجب ثواب ہے"۔ پھر فرمایا "کلینی میں لکھا ہے دین کے دس حصوں میں سے ۹ حصہ تقیہ میں ہیں" انتہی کلامہ

الجواب مولویصاحب! کلینی تو شیعوں کی کوئی کتاب ہی نہیں۔ البتہ اصول کافی فروع کافی تصنیف و تالیف مُلّا محمد بن یعقوب کلینی رح سے ہے سو خیر۔ یہ آپ کی ایک معمولی غلطیوں میں سے غلطی ہے۔

تقیہ پر اعتراض کرنا آپکا دو امروں پر دال ہے۔ اوّل یہ کہ آپ قرآن و حدیث و دیگر کتب سیر سے قطعاً نابلد و ناواقف ہیں۔ دوم یہ کہ باوجود جاننے اس امر کے کہ تقیہ قرآن و حدیث و معمول انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جائز بلکہ فرض ہے پھر امتِ رسول صلعم کو دیدہ و دانستہ گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔

ہم اس وقت آپ کو قرآن وحدیث وغیرہ سے تقیہ کا جواز وحکم دکھا دیتے ہیں۔ جس پر آپ تو شاید ایمان نہ لاوینگے کم از کم صاحبان ایمان وانصاف تو ضرور قبول وتسلیم میں دریغ نہ کرینگے۔ نیز آپکی علمیت اور ایمانداری کی بھی عمدہ قلعی کھل جاویگی۔

مولوی صاحب آپ تقیہ کی تعریف تو کر ہی چکے ہو" حسب ضرورت ظاہر باطن کے خلاف ہو" لہذا تعریف تقیہ میں طول دینے کی چنداں ضرورت نہیں سنئے۔ خداوند ذوالجلال والاکرام اپنی کلام پاک میں یوں ارشاد فرماتا ہے۔ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ط سورہ نحل پارہ ۱۴ آیت ۱۰۶ ترجمہ جو شخص کفر کرے ساتھ اللہ کے بعد ایمان لانے کے بلکہ خوب سینہ کھول کر کفر کرے تو اُن پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے بڑا سخت عذاب ہے۔ سوا اُس شخص کے جو (کلمہ کفر) پر مجبور کیا جائے اور اسکا دل ایمان کی طرف سے مطمئن ہو۔ (تو اسپر گناہ نہیں)

تفسیر اس آیہ مبارکہ کی کیا سنی اور کیا شیعہ متفق ہو کر لکھتے ہیں۔ کہ جب کفار مکہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے والدین یاسر و سمیہ کو قتل کر دیا اور اسکے بعد حضرت عمار کو مارنا پیٹنا شروع کیا حتیٰ کہ قریب المرگ ہو گئے۔ آخر کار مجبور ہو کر آپ نے (عمارؓ نے) وہی کلمات کفر جو کفار کہلوانا چاہتے تھے کہ دیئے۔ لوگوں نے آنحضرت صلعم کیخدمت میں عرض کیا کہ عمارؓ کافر ہو گئے۔ اور حضرت عمار بھی روتے ہوئے خدمت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں پہنچے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ عمار کے گوشت اور پوست میں ایمان پیوستہ ہو گیا ہے اور آپ نے خود اپنے ہاتھ سے حضرت عمار کے آنسو پونچھے اور فرمایا تم مطمئن رہو۔ اگر وہ کفار تم سے مجبوراً کر کے وہی کلمات کہلوائیں تو کہہ دو۔ پس اسی بارے میں یہ آیہ نازل ہوا۔ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ الخ[۱]

کیوں مولوی صاحب؟ آپ کی تسلی ہو گئی ہے یا نہیں؟ ہرگز نہیں!! کیونکہ جب حرمت شراب میں ایک آیہ نازل ہوا تو آپ کے خلیفہ ثانی ذاِلّٰھم بیّن لنا فی الخمر بیاناً شافیاً کا شور مچایا۔ جب

---

[۱] اس کی تصدیق ہماری کتاب ذوالفقار صفدری کے باب عمر میں ملاحظہ ہو۔ مولوی صاحب! سچ تو یہ ہے۔

شعر بڑا مزا ہو جو یادش بخیر آجائیں ✦ بچا کے رکھی ہے تھوڑی سی شیخ جی کے لئے۔

مکرر حکم پہنچا تو بھی وہی بین لنا بیا نا شافیا کا راگ گاتے رہے۔ جب پر تیسرا حکم نازل ہوا پھر کیسے
ہوسکتا ہے کہ آپ ایک ہی آیت قرآنی کو دیکھکر ایمان لے آویں۔ لیجئے۔ سنئے! قرآن شریف
میں ہی ہے۔ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ
ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَإِلَى اللَّهِ
الْمَصِيرُ ط پارہ ۳ سورہ آل عمران ع ۳ آیت ۲۸ ترجمہ مومن لوگ مومنین کو چھوڑ کر کفار کو اپنا
سرپرست نہ بنائیں جو ایسا کریگا اسے خدا سے کچھ سروکار نہیں مگر کسی طرح ان کے شر سے
بچنا چاہو (تو خیر) اور خدا تم کو اپنے ہی سے ڈراتا ہے اور خدا ہی کی طرف لوٹ کر آنا ہے تفسیر
اس آیہ مبارکہ کی آپ کے امام ہمام فخر الدین رازی یوں بیان فرماتے ہیں۔ "التقیہ جائزۃ
لصون النفس وہل یجوز لصون المال یحتمل ان یکون الحکم فیہا بالجواز لقولہ حرمۃ مال المسلم کحرمۃ
دمہ لقولہ من قتل دون مالہ فہو شہید ولان الحاجۃ الی المال شدیدۃ والماء ان بیع بالثمن سقط
فرض الوضوء وجاز الاقتصاء علی التیمم دفعا لذالک القدر من نقصان المال فکیف لا یجوز ههنا" الخ
یعنی تقیہ واسطے حفاظت جان کے جائز ہے اور محتمل ہے کہ حفاظت مال کے لئے بھی جائز ہو
اسلئے کہ حدیث میں وارد ہے کہ مسلمان کے مال کی حرمت اسکے خون کی حرمت کی مانند ہے
اور اسلئے کہ وارد ہے کہ جو اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہو وہ شہید ہے اور اسلئے کہ مال
کی حفاظت شدید ہوتی ہے۔ اور اگر پانی بھی قیمت سے ملتا ہو تو وضو ساقط ہو جاتا ہے صرف
تیمم پر اکتفا ہو جاتی ہے۔ تاکہ اتنا نقصان مال کا نہ ہو پس تقیہ یہاں کیوں جائز نہ ہوگا۔ انتہی۔
اور سنئے! سنیوں کے جلیل القدر فاضل امام نووی نے شرح اربعین میں مسئلہ تقیہ
کی نسبت سب ہتیار ڈال دیئے ہیں اور تقیہ کا اعتراف و اقرار کرلینے کے بغیر چارہ نہیں دیکھ
لکھتے ہیں! "اما التقیہ فلا مبالاۃ باثباتہا وجوازہا وانما یکرہ عامۃ الناس لفظہا لکونہا من مستنداۃ
الشیعۃ والا فالعالم مجبول علی استعمالہا وبعضہم یسمیہا مدارۃ وبعضہم مصانعۃ وبعضہم عقلا معیشا ودل
علیہا دلیل الشرع الخ یعنی تقیہ کے اثبات اور اسکے جائز ہونے میں کوئی باک نہیں بات صرف
یہ ہے عام لوگ تقیہ کے لفظ سے نفرت کرتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ لفظ شیعوں کے مستند
سے ہے ورنہ کل دنیا کی فطرت میں تقیہ کا استعمال ہے۔ گویا دنیا پیدائشی طریقہ پر مجبور
ہے کہ تقیہ کا استعمال کرے بعض نے اسکا نام مدارات رکھ لیا بعض نے مصانعہ بعض نے
عقل معیشی۔ اور تقیہ کے اثبات و جواز پر دلیل شرعی دلالت کرتی ہے۔ انتہی۔

اور سنئے! قرآن مجید کی اس آیت وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ پارہ ۱۹ سورہ شعراع ۳ کی تفسیر پر توجہ دیں۔ آپکے قاضی صاحب اپنی تفسیر بیضاوی میں لکھتے ہیں۔ وکان موسی یعایشھم بالتقیۃ یعنی حضرت موسی علیہ السلام فرعونیوں میں تقیہ سے بسر کرتے تھے۔ نیز کتاب مواہب لدنیہ میں ہے۔ مازال النبی مستخفیاً حتی نزل فاصدع بما تؤمروا قالوا وکان ذالک بعد ثلاث سنین من النبوۃ وہی التی اخفی رسول اللہ امرہ الی آخرہ یعنی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتدا میں اپنی نبوت کو مخفی رکھتے تھے حتیٰ کہ آیہ شریفہ فاصدع بما تؤمروا الخ نازل ہوئی اور یہ حال آنحضرت صلعم کا بعد بعثت نبوت تین سال رہا یہانتک کہ اظہار کا حکم ہوا۔ یعنی آیۂ دعوت نازل ہوئی۔

ایسا ہی علی بن برہان الدین سُنی نے اپنی کتاب انسان العیون میں اور فضل ابن روزبہان نے کتاب ابطال الباطل میں اور شیخ حسین دیار بکری نے اپنی کتاب تاریخ خمیس میں لکھا ہے کہ رسول خدا صلعم مشرکین کی ایذا سے ڈر کر زید بن ارقم کے گھر چھپ کر نماز پڑھا کرتے تھے اور اسلام کو چھپائے رکھتے تھے چار سال تک بعد از بعثت یہی حال رہا۔ ہاں! دورست جانئے۔ معارج النبوۃ ہی کھول کر دیکھ لیجئے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با خدیجہ رضی اللہ عنہا نماز میگذارد (علی مرتضی) از حضرت صلعم پرسید کہ ایں چیست گفت دین خدا تعالیٰ است کہ از برائے خود برگزیدہ ام و ترا بآں دعوت مے نمائم کہ حق تعالیٰ را یکے گوئی و بدانی کہ تنہا است و شریک ندارد و ترا بہ ترک لات و عزیٰ مے خوانم علی مرتضی گفت من ایں دین را از ہیچکس نشنیدہ ام و ہیچ کارے بے مشورت پدر خود ابوطالب نمے کنم اگر رخصت باشد باوے مشورت میکنم حضرت رسالت صلعم فرمود کہ اے علی مقرر چنانست کہ اگر اسلام نیاری "! ایں راز را باکسے درمیان ننہی" (صفحہ ۵۵)

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے ابتدا میں جب علی مرتضیٰ کو دعوت اسلام کی تو جناب امیر علیہ السلام نے اپنے باپ ابوطالب رض سے مشورہ کرنیکو کہا جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ اگر تو اسلام نہ لائے تو یاد رکھنا۔ اس راز کو کبھی فاش نہ کرنا

اور سنئے! اسی معارج النبوۃ میں زید بن حارثہ کی نسبت لکھکر فرماتے ہیں "وچوں وحی برآں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نازل شد ایمان آورد و سوم اہل اسلام او بود و درا

در ابتدا فرزند محمد صلعم میگفتند چوں آیہ کریمہ ادعوا لا باہم نازل شد بہ زید بن حارثہ مشہور گفت وایں ہر سہ ایمان خود را پنہاں مے داشتند" و ہر گاہ وقت نماز آمدی پیغمبر خدا صلعم علیؑ را برگرفتہ و در بیروں مکہ بوا دے کہ مردم نہ دیدند نماز گذاردندے مطلب یہ ہے کہ زید بن حارثہ و رسول خدا صلعم و جناب علی علیہ السلام تینوں اپنے ایمان کو لوگوں سے مخفی رکھتے تھے۔ اور جب نماز کا وقت ہوتا تو آنحضرت صلعم علی مرتضیٰ کو ہمراہ لیکر مکہ سے باہر کسی ایسے بیابان میں چلے جاتے جہاں ان کو لوگ نہ دیکھیں پھر نماز گذار پھر فرماتے ہیں،" علی رضی اللہ عنہ محافظتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نمودے و بر اطراف و جوانب نگاہ کردے کہ بر آں سرور صلعم کسے کیدے ننماید" یعنی جناب امیر علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حفاظت کرتے اور ادر گرد دھیان رکھتے کہ کوئی مکار کافر ہمارے پیغمبر صلعم کو ایذا نہ دے (کوئی دیکھ نہ لے)

آپ اس وقت کہہ دینگے کہ اس وقت نبی علیہ السلام پر بوجہ خوف کفار تقیہ جائز تھا۔ تو ہم کہینگے کہ شیعہ بھی تو تقیہ کو کفار و اعدائے دین حقہ کے خوف سے جائز جانتے ہیں۔ جسکی نسبت آپ بھی تقیہ کی تعریف بیان فرما چکے ہیں کہ" حسب ضرورت ظاہر باطن کے خلاف ہو۔

شعر

خدا سے حشر میں پوچھو نگار و بروان کے ✤ یہ منصفی کے لئے تھے کہ سرکشی کے لئے

مولوی صاحب! آپ آیات قرآنی و احادیث نبوی و تعامل انبیاء پر بھی تو ایمان نہ لاوینگے۔ اور یہی کہتے جائینگے کہ حسب ضرورت و خوف تقیہ کرنیوالا کافر ہے۔ مگر نہیں! ہم آپکو ایک اور آیہ قرآنی یاد دلاتے ہیں ملاحظہ ہو قرآن مجید سورہ مومن۔ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ الایہ ترجمہ۔ اور فرعون کے لوگوں میں سے ایک مرد ایمان دار تھا اور اپنے ایمان کو چھپاتا تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بوقت ضرورت ایمان چھپانیوالے کو خداوند کریم تو **مومن** فرمائیے اور آپ سُنّی لوگ اسے منافق بلکہ کافر تک کہیں معلوم نہیں کہ اس مسئلہ میں آپ سچے ہیں یا خدا؟ بہرحال خداوند کریم تو سچا ہے کہ فرمایا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا (سورہ نساء) یعنی اور خدا سے بڑھ کر اور سچا کون ہوگا۔ نیز فرمایا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا اور خدا سے بڑھکر اپنی بات میں سچا کون ہوگا؟

لیکن آپ لوگ خدا کو جھوٹا سمجھکر کہ وہ تقیہ کرنے والے کو مومن کیوں کہتا ہے مفتری بنتے

ہیں۔ پڑھو قرآن مجید۔ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ط یعنی پھر اسکے بعد جو خدا پہ جھوٹ طوفان جوڑے تو سمجھ لو کہ یہی لوگ ظالم ہیں۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ط بہرکیف ہم خدا کو ہی سچا صادق الوعید تصور کرینگے اور اسکے اس سچ پر بھی ضرور ایمان لاوینگے کہ جس نے بوقت ضرورت تقیہ کیا وہ مومن ہے اور آپکو (گستاخی معاف!) کاذب سمجھکر آیہ مرقومۃ الصدر کی تلاوت کریں گے۔ کہ جو تقیہ کو کفر نفاق سے منسوب کرتے ہو۔ اب تو شائد آپکی تسلی ہوگئی ہوگی گو زبان سے اقرار نہ کریں۔ پس آپکا یہی نفاق ہے۔ کہ بلا وجہ اخفائے حق کرتے ہیں۔ اور اسکا اظہار کرنا نہیں چاہتے۔ سچ فرمایا خدا نے۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ط یعنی تحقیق منافق کاذب ہوتے ہیں۔ خیر ہم آپ کو ایک دوسرے طریقہ سے بھی سمجھائے دیتے ہیں۔

سنئے! جس جگہ تقیہ نہ کرنے سے جان جانے کا خوف ہو وہاں تقیہ جائز ہوگا یا نہیں؟ اگر اظہار مذہب سے اسے اپنی ہلاکت کا خوف ہے۔ تو اسیر ارتکاب اظہار سے خودکشی کا حکم وارد نہ ہوگا۔ دیکھو قرآن مجید۔ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ط (سورۂ نسا) یعنی نہ قتل کرو اپنی جانوں کو کیونکہ خدا تم پر ضرور مہربان ہے۔ اور فرمایا۔ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (بقرہ) یعنی اپنے تئیں اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں مت ڈالو + مولوی صاحب آپ لوگوں کے دماغ کو کیا ہو گیا ہے۔ جو قرآن مجید کی آیات مفصلات کو بھی نہیں سمجھتے اور اگر سمجھ لیتے ہیں تو ان پر ایمان نہیں لاتے۔

لو صاحب! آپ شیخ سعدی شیرازی کے ایک فقرہ عاقبت اندیشی کو تو سمجھئے۔ کہ گلستان میں لکھتے ہیں۔ "دروغ مصلحت آمیز بہ ز راستئی فتنہ انگیز" یعنی مصلحت آمیز جھوٹ فتنہ انگیز راستی سے بہتر ہے۔ اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ سُنی لوگ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے باز نہیں آئینگے۔ کیونکہ یہ عادت ان کی بمخالفت خدا و رسول و ائمہ عظام علیہم السلام فطرت پاکیزہ میں شامل ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ انبیا نے بوقت ضرورت تقیہ کیا خود آنحضرت غالب علی کل غالب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تقیہ کیا۔ غار ثور میں تین رات چھپے رہے۔ شعب ابوطالب میں چھپے رہے۔ ہجرت کی۔ اصحاب و اہلبیت علیہم اسلام کو ابتدا میں تاکید کرتے رہے کہ اس اسلام کے راز کو کہیں ظاہر مت کرنا (تاوقتیکہ اسلام کو غلبہ ہو) حتیٰ کہ خود ابوبکرؓ صاحب نے بقول سنیان جو بھی رتبہ یار غار ہونیکا

پایا۔ وہ چھپنے اور تقیہ کرنے سے۔ (غار میں چھپنے سے) لیکن صد حیف!! کہ سُنی ہیں۔ اور قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ (حلق سے نہیں اترتا) کتب احادیث دیکھتے ہیں۔ (عمل نہیں) تفاسیر و تواریخ کا ملاحظہ و مطالعہ کرتے ہیں (ناول سمجھ کر) پر نہیں مانتے۔ قرآن کی تکذیب ہو۔ خدا اور رسول پر افترا آئے۔ انبیاء پر تہمت کذب عاید ہو۔ پروا نہیں۔ شیعوں کے دلائل حقہ کو نہیں مانینگے۔ اسکے ثبوت میں ہم صرف ایک حدیث کا مطلب آپکو سناتے ہیں۔ جو سنیوں کی کتب متعددہ میں ہے۔ دیکھو مشکوۃ شریف باب مابدء الخلق اور صحیح ترمذی ابواب التفسیر سورہ انبیاء صفحہ ۱۶۳۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی تمام عمر میں تین دفعہ جھوٹ بولا تھا۔" لاحول ولا قوۃ۔ کہئے صاحب اس سے بڑھ کر جرأت اور کیا ہوسکتی ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ و ھٰذا بھتان عظیم۔ قرآن شریف میں تو جناب ابراہیم علیہ الصلواۃ والسلام کی نسبت حق تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَاذْکُرْ فِي الْکِتٰبِ اِبْرٰهِیْمَ اِنَّهٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ط یعنی اے رسول (صلعم) ذکر کرو قرآن سے ابراہیم (علیہ السلام) کا کہ وہ بڑے سچے نبی تھے۔ لیکن سُنی ان کو ایک بار نہیں بلکہ تین بار جھوٹا لکھتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ھٰذہ الھفوات۔ اب ہم قرآن پر ایمان رکھیں یا سنیوں کے اس ایمان پر؟ (سنیوں میں صدیق جھوٹے کو کہتے ہیں!! اسکی توضیح کسی اور حصہ میں کی جاویگی)

فی الحقیقت مطلب تو یہ تھا کہ باوقات ضرورت جناب ابراہیم علیہ السلام نے **تقیہ** کیا تھا لیکن سنیوں نے اس تقیہ کے لفظ کی ضد میں آکران کو کاذب بنا دیا (نعوذ باللہ) حالانکہ جناب ابراہیم علیہ السلام وہ نبی ہیں جنکی ملت کا دعوےٰ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی ہے۔ دیکھو قرآن مجید کی اس آیہ وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ ط (صافات) یعنی اسی (نوح) ہی کے طریق پر چلنے والے (شیعہ) حضرت ابراہیم بھی تھے۔ کی **تفسیر** (وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ) مِنْ شِیْعَتِهٖ نوح وَیقال محمد علیه السلام (لَاِبْرٰهِیْمَ) یقول اِبْرٰهِیْم کان علی دین نوح ومنهاجه و محمد علیه السلام کان علی دین ابراهیم ومنهاجه الخ تفسیر عباسی برحاشیہ تفسیر در المنشور جلد ۴ صفحہ ۳۹ مطبوعہ مصر۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام تو ملت نوح پر تھے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم منہاج و طریق ابراہیمی پر۔ قُلْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ط

اب معلوم نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر یہ تہمت باندھ کر اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلام

کی نسبت کیا رائے لگاوینگے۔ شعر

خشت اول چوں نہد معمار کج ✦ تا ثریا مے رود دیوار کج

قولہ تعالیٰ۔ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ط هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ (الحج) مولانا صاحب یہ سزا آپ لوگوں کو اسلئے ملی ہے۔ کہ وعدہ الٰہی یونہی تھا۔ دیکھو سورہ نحل۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ط إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ط مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ط وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ط ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ط إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ط شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ ط اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ط وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ط وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ط ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ط وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ط ترجمہ اور جھوٹ موٹ جو کچھ تمہاری زبان پر آئے (بے سمجھے بوجھے) نہ کہہ بیٹھا کرو۔ کہ یہ حلال ہے۔ اور یہ حرام تاکہ اسکی بدولت (کہنیں) خدا پر جھوٹ باندھنے لگو۔ اسمیں شک نہیں کہ جو لوگ خدا پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہ ہونگے (دنیا میں) فایدہ تو ذرا سا ہے۔ اور (آخرت میں) دردناک عذاب ہے۔ اور یہودیوں پر ہم نے وہ چیزیں حرام کردی تھیں جو تم سے پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اور ہم نے تو (اسکی وجہ سے) ان پر کچھ ظلم نہیں کیا۔ مگر وہ لوگ اپنے اوپر (خود ستم توڑتے رہے۔ پھر اس میں شک نہیں کہ جو لوگ نادانستہ گناہ کر بیٹھے اسکے بعد پھر صدق دل سے توبہ کی اور اپنے کو درست کر لیا۔ تو (اے رسول) بیشک تمہارا پروردگار اسکے بعد بڑا بخشنے والا ہے۔ اسمیں تو شک ہی نہیں کہ ابراہیم (لوگونکے) پیشوا خدا کے فرماں بردار بندے اور باطل سے کترا کر چلنے والے تھے اور مشرکین سے (ہرگز) نہ تھے۔ اسکی نعمتوں کے شکر گذار۔ ان کو خدا نے منتخب کر لیا تھا۔ اور (اپنی) سیدھی راہ پر چلنے کی انہیں ہدایت کی تھی۔ اور ہم نے انہیں دنیا میں بھی (ہر طرح کی) بہتری عطا کی تھی۔ اور وہ آخرت میں بھی یقیناً نیکو کاروں سے ہونگے۔ (اے رسول) پھر ہم نے تمہارے

پاس وحی بھیجی کہ ابراہیم کے طریقہ کی پیروی کرو۔ جو باطل سے کنارہ کرکے چلتے تھے۔ اور مشرکین سے (ہرگز) نہ تھے انتہی ترجمۃ الآیات۔

ناظرین! ان وعید الٰہی کی طرف بنظر تامل غور فرمائیں۔ اور پھر سنیوں کے افترا و بہتان پر توجہ کریں تو صاف کھل جاویگا۔ کہ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ اور اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ

اب جب تک اہل سنت اپنی ان کتابوں کے ساتھ جن میں جناب ابراہیم علیہ السلام کو نعوذ باللہ ایک دو تین دفعہ جھوٹا لکھا ہے سلوک عثمانی نہ کریں۔ اور اس مخالفت قرآنی و انحراف احادیث نبوی سے تائب نہ ہوں اور ہٹ دھرمی و ضد کو نہ چھوڑیں تب تک آیات مرقومۃ الصدر کی زبردست زجر و عتاب و تعذیر الٰہی سے نہیں بچ سکیں گے

ہم نے سب کچھ تو بتا دیا۔ لیکن تقیہ کے جواب کو ایک عجیب نکتہ عقلی پر ختم کرتے ہیں۔ مولوی صاحب! ذرا کان لگا کر سننا۔ خدا و رسول کے احکام پر ایمان لانے والوں کے لئے اگرچہ یہی کافی ہے۔ مگر جو لوگ تجربہ و مشاہدہ کے مشتاق ہیں۔ انہیں بھی اس واقعہ حیرت انگیز سے جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

ذو الفقار صفدری مع سیف مرتضوی حاشیہ صفحہ ۲۵۲۔ تقیہ نہ کرنیکی سزا۔

"سیر المعین الدین موسوم بہ معارج النبوۃ رکن سوم صفحہ ۵۲ و ۵۳ چون صحابہ رضی اللہ عنہم بسی و نہ نفر رسیدند ابوبکر گفت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم چرا اسلام را پنہاں داریم؟ و اشکارا نکنیم؟ حضرت صلعم فرمود کہ ہنوز قوت تمام نداریم ابوبکر بسیار مبالغت نمود با حضرت رسالت صلعم از خانہ بیروں رفتند و در حرم بنشستند و ابوبکر بایستاد و خطبہ بلیغ برخواند و آں اول خطبہ بود کہ در اسلام خواندند و دراں خطبہ دعوت اسلام نمود۔" و مشرکاں را بغایت ناخوش آمد و بغلظت تمام بایذائے اہل اسلام برخاستند و ابوبکر رضی اللہ عنہ را از درمیان گرفتند۔ و عتبہ بن ربیعہ علیہ اللعنۃ نعلین برگرفت و چنداں برروئے ابوبکر زد کہ بینی او از رخسارہ ممتاز نمیگشت تا بنو تمیم رفتند و ابوبکر را از دست ایشان خلاص کردند و در جامہ پیچیدہ بخانہ و بردند الی آخرہ **مطلب** یہ ہے کہ جب ۳۹ آدمی اسلام لا چکے تھے۔ ابوبکر صاحب نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا۔ یارسول اللہ! ہم اسلام کو پوشیدہ کیوں رکھیں؟ (تقیہ کیوں کریں؟) ظاہر کیوں نہ کریں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی ہم پوری قوت (مقابلہ کفار کی) نہیں رکھتے

(لہذا ابھی تقیہ کرنا چاہیئے) لیکن ابوبکر صاحب نے (کہ وہ سنیوں کیطرح تقیہ کے سخت مخالف تھے) بہت اصرار کیا (آخر سُنّی مذہب کے پیشوا ہو کر نبیؐ کی کب مانتے سنتے تھے؟) تا اینکہ نبی صلعم کو بھی ساتھ لیکر دولت سراء سے برآمد ہوئے۔ اور حرم میں جا بیٹھے۔ آخرکار ابوبکر صاحب کھڑے ہوئے۔ اور خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ اب ذرا جگر کو تھام لینا) اور وہ پہلا خطبہ تھا۔ جو (نبی کے حکم کے خلاف حضرت ابوبکر نے) اسلام میں پڑھا۔ آپکا خطبہ پڑھنا تھا کہ چونکہ کفار مشرکین کو سخت ناگوار گذرا بصد غیظ و غضب اسلام پر حملہ آور ہوئے۔ اور حضرت ابوبکر کو (مکھن سے بال کیطرح) درمیان سے پکڑ کر کھینچ لیا۔ (کہ آپکو ممبر بنائیں۔ ایلکشن ہونے لگا ہے غور کرنا!!!) عتبہ بن ربیعہ نے کہ اس کے منہ میں خاک پڑے جھٹ جوتیاں اوتار لیں۔ اور جناب ابوبکر کے منہ پر اس قدر زور سے ماریں (ہائی غضب قہر!) کہ ان کے (ابوبکر کے) ناک اور رخساروں میں تمیز نہ ہو سکتی تھی (یعنی ناک کدھر ہے۔ اور رخسارے کدھر؟ بن کیا گئے ہونگے؟ نقشہ جمانے کا موقع ہے!!) آخرالامر بنی تیم کے قبیلے کے لوگ گئے۔ اور خلیفہ صاحب کی خلاصی کرائی اور کپڑے میں لپیٹ لپاٹ کر بیچارے کو گھر لیگئے۔ (ظالم کو بڑھاپے پر بھی ترس نہ آیا ہوگا؟)

ہاں اس واقعہ عبرت ناک کو مرزا صاحب فصیح لکھنوی اپنی مثنوی میں یوں رقم فرماتے ہیں:-

لکھا ہے یوں کہ احمد قبل ہجرت
بہت کرتے تھے مخفی امر دعوت

مگر بوبکر یوں کہتا تھا اکثر
کرو اظہار دعوت یا پیمبر

بہت اس امر میں کرتا تھا اصرار
مگر ختم الرسل کرتے تھے انکار

یہ فرماتے تھے کم ہیں یار و یاور
کروں ظاہر ابھی یہ امر کیونکر

غرض کی اس نے پیہم یہ تمنا
کہ اب کیجے خروج ای شاہ بطحی

ہوے راضی رسول پاک ظاہر
نواحی میں ہوئی مسجد کے ظاہر

ابوبکر آنکر مسجد میں اس دم
لگا اک خطبہ پڑھنے شاد و خرم

کیا کفار نے حملہ جو یکبار
تو بس بوبکر پر پڑنے لگی مار

کیا ابن ربیعہ نے بڑا جور
نکالیں جوتیاں پاؤں سے فی الفور

تڑا تڑ زور زور ایسی لگائیں
کہ اسکی ناک اور آنکھیں سجائیں

لگا بو بکر کے مُنہ پر لگانے
ہوا مُنہہ سوجکر اپلا سا ایک بار
اکھڑ آئے تھے میخ اور نعل سارے
ہوا اتھا سُوجکر منہہ ایسا دُم شم
پڑی چاروں طرف سے سر پہ ڈھول
نہ تھی چہرہ پہ بینی مبارک
نہ داڑھی تھی نہ مونچھیں تھیں نہ خط تھا
کہاں تک کہئے پھبتی اور لطیفہ

وہ بیچارہ لگا پاپوشیں کھانے
برابر آگئے بینی سے رخسار
نظر آتے تھے منہہ پر چاند تارے
کہ آنکھیں دونوں بالکل ہو گئیں گم
بگڑ کر ہو گیا عمامہ بے ڈول
کہ الٹی کفش پر بیٹھا تھا مینڈک
خمیرا سا وہ منہ سوجھا فقط تھا
غرض ہیجا کی صورت تھے خلیفہ

اہل سنت کی کتاب ریاض النضرۃ میں جناب عائشہ کی زبانی یہ واقعہ بہت مفصل لکھا ہے جسکا شروع اسطرح پر ہے عن عائشۃ قالت لما اجتمع اصحاب رسول اللہ وکانوا تسعۃ وثلثین رجلا الخ اور آخیر اسطرح پر ہے۔ حتی ما یعرف انفہ من وجھہ۔

سو اہل سنت کا تقیہ پر اعتراض کرنا اسی روز سے ہے جبروز سے حضرت ابو بکر نے خطبہ پڑھکر اور نبی علیہ السلام کا کہنا نہ مان کر انحراف قرآن و پیغمبر علیہ السلام کی سزا پائی تھی پس اگر وہی عتبہ ابن ربیعہ والی خدمت جناب ابو بکر کے مریدوں کی بھی کیجاوے تو بھی نہیں ماننے کے۔ اگرچہ خلیفہ اول تو کچھ مدت تک مسئلہ تقیہ سے بخوبی واقف ہو گئے ہوں گے۔ حتیٰ کہ اپنی اصلی صورت پر آگئے ہوں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ثابت شدہ امور (الف) تقیہ کا حکم قرآن مجید میں موجود ہے (ب) تقیہ حدیث رسول صلعم سے ثابت ہے (ج) تقیہ انبیاے ماسبق نے کیا۔ (د) تقیہ خود پیغمبر عربی علیہ الصلوۃ والسلام نے کیا۔ (ھ) تقیہ اصحاب رسول نے کیا (و) تقیہ کو جلیل القدر علمائے اہل سنت نے جائز مان لیا ہے (ز) اہل سنت کی متعدد کتب معتبرہ سے تقیہ ثابت ہے (ح) تقیہ کی مخالفت کرنے والا منکر و مخالف قرآن و حدیث ہے۔ (ط) تقیہ کا ہونا انسان میں فطرتی ہے (ی) تقیہ پر اعتراض کرنیوالے کو عتبہ بن ربیعہ کے حوالے کیا جاویگا (ک) تقیہ کرنے والے کو قرآن مجید نے مومن کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ (ل) تقیہ کا معترض کاذب اور ملعون ہے۔ (م) تقیہ کے لفظ پر سُنی لوگ محض ضد سے چڑھتے ہیں۔

پس اگر شیعوں کی کتاب فروع کافی میں (جسکا نام بھی مولوی ثناء اللہ صاحب کو یاد نہیں کلینی کلینی بار بار کہتے ہیں-) لکھا ہے تو بالکل درست اور مطابق قرآن ہے کیونکہ جو امر جائز ہے۔ وہ ۹/۱۰ نہیں بلکہ کلھم اسلام میں ہو تو بھی اعتراض نہیں۔ اسکا معترض شریعت اسلام پر اعتراض کرتا ہے۔

اب اگر مولوی ثناء اللہ صاحب میں حیائے عثمانی کی ایک بوند بھی ہو گی۔ تو ہمارے اس جواب کا جواب الجواب ضرور لکھینگے۔ یا تمام عمر تقیہ پر اعتراض نہ کریگے۔ پڑھو قرآن مجید۔ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ط

نظم

کسی مومن سے انکار تقیہ ہو نہیں سکتا
مسلمان فرقۂ آلِ امیہ ہو نہیں سکتا
نبی ہو۔ اور جھوٹا ہو۔ یہ ہیہا ہو نہیں سکتا
اُسے حاصل کبھی اوج ثریا ہو نہیں سکتا
کہو اے سنیو! گر جھوٹ ابراہیم نے بولا
وَلَاتلقوا بایدیکم۔ پڑھو غور و تامل سے
برائے حفظ جان و مال از دربار رحمانے
تقیہ سے ہیں صدہا منحرف ابوبکر کے پیرو
تقیہ توڑنے سے ناک مُنہ رخسار گر ٹوٹیں
ہو ناحق درپئے تکذیب فرقان الٰہی کی
نو اِل حصہ تقیہ میں نبی ؐ کا دین اقدس ہے
عنایت سے زمانہ میں کوئی اہل تمیز ایسا

جو منکر ہے تقیہ کا وہ شیعہ ہو نہیں سکتا
سو شیعہ کوئی حق الشریعہ ہو نہیں سکتا
کہا اس کا کبھی صدق علیا ہو نہیں سکتا
صحیح مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا ہو نہیں سکتا
بجا پھر کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ہو نہیں سکتا
کسی عاقل سے فتنہ کا تہیہ ہو نہیں سکتا
کوئی بڑھکر تقیہ سے عطیہ ہو نہیں سکتا
ہیہا ہمسے پر ابن ربیعہ ہو نہیں سکتا
تو پھر شیعوں سے مرہم کا قضیہ ہو نہیں سکتا
وہ ہرگز تابع خیر البریہ ہو نہیں سکتا
کہ بن اسکے حفاظت کا ذریعہ ہو نہیں سکتا
کہ جس سے وقت مصلحت تقیہ ہو نہیں سکتا

مولوی صاحب کی پانچویں غلطی

نکاح جدّہ کا مسئلہ

لگے مُنہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب ✦ زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا

مولوی ثناء اللہ صاحب کی روباہ بازیوں سے تنگ آکر جبکہ وہ کسی بات پر قائم نہ رہتے تھے۔ مولوی سید احمد شاہ صاحب نے نہائت پرجوش لہجہ میں کھڑے ہو کر فرمایا "اے لوگو ایمان سے کہنا کہ کبھی کسی نے دو پیسے لیکر دادی کے ساتھ نکاح جائز ہونیکا بھی فتوے دیا ہے؟" لاحول ولاقوۃ جسے سنکر مولوی ثناء اللہ صاحب چاروں جامے آگ ہو گئے اور باواز بلند کہنے لگے۔ اسے لوگو کہو "جھوٹے پر لعنت۔ جھوٹے پر لعنت" پھر فرمایا "دادی کی حلت کا فتوے دینے والا حرام زادہ ہے"۔ وہ بدذات ہے۔ لعین ہے۔ کافر ہے۔ پھر کہو لوگو۔ جھوٹے پر لعنت۔ جھوٹے پر لعنت الیٰ اخرہ الهفوات۔

الجواب ؎ دہن خویش بدشنام میالا صائب + کیں زرِ قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

مولوی صاحب! بات اصل میں یہ ہے کہ آپ لوگ اپنے اسلاف صالحین (کان ابا کر سابا) کا نمونہ فی الفور بن جاتے ہیں۔ اور جھوٹ اور خیانت تو آپ کی بنا بر حدیث معلومہ مندرجہ صحیح مسلم کے ہے سچ سچ کہنا۔ کہ آپ نے دادی کا نکاح جائز نہیں کیا تھا اور پیسے بھی دو نہیں لئے تھے؟ کیا ہم نے تم پر منبر ا ہیں یہ اعتراض وارد نہیں کیا تھا؟ اور آپنے کچھ جواب دیا؟ ہرگز نہیں۔ اچھا لیجئے ہم پھر تمہارے اخبار کی وہی عبارت جس میں آپ نے دادی سے نکاح کرنا حلال لکھا ہے۔ اور شمشیر ولائیت کے صفحہ ۹۸ پر نقل ہو چکی۔ پھر جلی حروف سے لکھتے ہیں۔

ملاحظہ ہو اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ ہجری المقدس نمبر ۴۵ و ۴۶

س ۲۵۱ ایک شخص نے اپنے جد کی زوجہ سے نکاح کیا اور عورت منکوحہ سے ہم بستر ہو کر مجامعت کیا اور بعد چند روز کے زن منکوحہ کو حمل رہا اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوا۔ اب علمائے شریعت اس بارہ میں کیا حکم صادر فرماتے ہیں نکاح ہوا یا نہ؟ لڑکا کس کی جانب قرار دیا جاویگا؟ اسکے شوہر پر نان و نفقہ واجب ہوگا یا نہ؟

ج نمبر ۲۵۱ ۔ بحکم لاتنکحوا ما نکح آباؤکم الخ حقیقی والد کی منکوحہ سوتیلی والدہ سے نکاح کرنا تو منع ہے مگر جدّ (دادا) کی منکوحہ کی حرمت منصوص نہیں۔ اس لئے غالباً نکاح مذکور صحیح ہوگا۔ اور بچہ بھی صحیح النسب۔

۲پائی داخل فنڈ

کیوں صاحب! کوئی مسلمان اس وقت ایسا ہے؟ جو عتبہ بن ربیعہ کو بلائے یا خود ہی انصاف کرکے بتلائے کہ مولوی صاحب کے اخبار بحوالہ مذکور کی عبارت پڑھ کر کسی کافر کو بھی شک رہ جاتا ہے؟ کہ مولوی صاحب نے صرف دو پیسے لیکر دادی کا نکاح جائز کر دیا (غضب!!)

ناظرین! مولوی صاحب کے اس فتوے مروتۃ الصدر پر سرسری نگاہ کرکے خود ہی اندازہ لگالیویں۔ کہ بدذات۔ لعین۔ کافر۔ اور پھر ماشاء اللہ حرامزادہ کون ہے؟

معلوم نہیں۔ کہ مولوی صاحب باوجود فاضل اجل و عالم اکمل ہونے کا دعوے کرنے کے پھر اس بد تہذیبی اور بیہودہ گوئی کا ارتکاب کیوں کرتے ہیں؟ خصوصاً اس لفظ (حرام زادہ) سے آپکو اتنی الفت کیوں ہے؟ حتیٰ کہ نفس خود جہاں کے چھوڑتے ہیں۔ اس سے آگے بھی ایک دفعہ آپ نے اسے اپنی طرف ایسا رجوع کیا تھا کہ کامیاب بھی ہوئے۔ بات یوں تھی۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی رسالت نبوت و مسیحیت نے جو اہل سنت کے اکثر افراد کے لیڈر اور ریفارمر تھے مولوی ثناء اللہ صاحب کی کٹ حجتیوں سے تنگ آکر مباہلہ کا اعلان کر دیا کہ ہم اور تم (غلام احمد صاحب و مولوی ثناء اللہ) میں سے جو شخص کاذب یعنی جھوٹا ہوگا۔ وہ پہلے مرجاویگا۔ جسکے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار اہل حدیث میں باستدلال قرآنی لکھ دیا۔ کہ "حرام زادہ کی رسّی دراز ہوتی ہے"۔ جسکے مطلب یہ تھے کہ جو نہ مرے اور لمبی عمر والا ہو وہ حرامزادہ ہوگا۔ چنانچہ مرزا صاحب پہلے فوت ہوگئے۔ لیکن جو شخص ان دونوں میں حرامزادہ تھا وہ جیتا رہا اور اسکی رسّی (عمر) اتنی دراز ہوئی کہ آج تک زندہ ہے!! **شعر**

پہنچا ہے شب کمند لگاکر کہاں رقیب + سچ ہے حرامزادے کی رسّی دراز ہے۔

بہرحال آپ کو اس لفظ سے بہت الفت ہے شاید آپ نے کہیں معارف ابن قتیبہ مطبوعہ مصر کا صفحہ ۹۵ ملاحظہ و مطالعہ کیا ہے جہاں ضحاک کی تعریف لکھی ہے۔ یا کہیں کتاب تنزیہ الانساب عن شیوخ الاصحاب میں سے کچھ پڑھ چکے ہیں۔ جہاں حضرت

عمر بن الخطاب کو مفضول اور عمرو عاص کو افضل قرار دیتے ہوئے خلیفہ دوم کا شجرہ مقدسہ بھی لکھا ہے۔

آمدیم برسرِ مطلب۔ مولوی صاحب! آپکے پاس تو یونیورسٹی کا سرٹیفکیٹ موجود ہے۔ جسے قادر آباد کے تمام زمینداروں نمبرداروں اور چوکیداروں بلکہ چرواہوں تک نے دیکھ کر اسکی تصدیق بھی کر دی ہوگی پھر آباء کے لفظ کو محض حقیقی باپ پر مستنبط کرنا کس قاعدہ عربی سے پڑھا تھا۔ قادر آباد کی یونیورسٹی سے یا شہر معاویہ خیل کے دینی کالج سے؟ سچ ہے۔ لولا الحمقاء لبطلت الدنیا یعنی اگر احمق نہ ہوتے تو دنیا برباد ہو جاتی۔ کاش! اب بھی مسلمان لوگ ان باشندگان وہاب نگر کے باطنی عقیدہ سے واقف ہو جائیں۔

جناب مولوی فاضل صاحب! افسوس۔ قرآن شریف آپنے بہت دفعہ دیکھا ہوگا۔ مگر پڑھا نہیں۔ اور اگر پڑھا ہے تو حلق سے نیچے نہیں اترا کیونکہ خوارج کی علامات میں سے یہ بھی ایک علامت ہے (دیکھو صحیح مسلم) ورنہ معلوم ہو جاتا۔ کہ خداوند تعالیٰ نے قریباً چونسٹھ ۶۴ دفعہ قرآن مجید میں آباء کا لفظ فرمایا ہے جو باپ پر بھی اور دادا بلکہ اجداد تک استعمال ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو سورہ یوسف۔ واتبعت ملۃ آبائی ابراھیم واسحٰق ویعقوب الخ یہاں یعقوبؑ حضرت یوسفؑ کے باپ ہیں اور اسحٰق دادا اور ابراہیمؑ پردادا۔ لتنذر قوما ما انذر اباؤھم فھم غفلون (یٰس) قالوا بل وجدنا اباءنا کذلک یفعلون (شعرا) قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ اباءنا (مائدہ) قالوا وجدنا علیہا اباءنا (لقمان) ان آیات میں آباء سے باپ دادا پردادا سب مراد ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپنے آباء کی سنت زندہ کرنی تھی۔ اسی واسطے علمائے شیعہ نے آپ کو ٹھیکیدار یزید کا خطاب دیا تھا۔ کیونکہ آپ کا ایمان تو اب ظاہر ہوا لیکن یزید کی نسبت ملاحظہ ہو۔ تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی عربی صفحہ ۱۴۲ اسان رجلا ینکح امھات الاولاد والبنات والاخوات ویشرب الخمر ویدع الصلوٰۃ اور تاریخ الخلفا اردو صفحہ ۲۱۳ مطبوعہ لاہور میں اسکا ترجمہ یوں لکھا ہے کہ چنانچہ ابن غسیل نے فرمایا کہ ہم نے اس وقت تک یزید کی خلافت سے انکار نہیں کیا جب تک کہ ہمیں یقین نہ ہو گیا کہ آسمان سے پتھر برس پڑینگے۔ غضب ہے۔ لوگ

ماؤں بہنوں بیٹیوں سے نکاح کریں علانیہ شراب پئیں اور نماز چھوڑ بیٹھیں" اور صواعق محرقہ ترجمہ فارسی کے صفحہ ۳۵۸ و ۳۵۹ پر ہے۔ "واز واقدی از طرق عبداللہ بن حنظلہ بن الغسیل روایت کرد کہ گفت۔ واللہ ما بریزید خروج نہ کردیم مگر آنکہ ترسیدیم کہ از آسمان بر ما سنگ باران شود بواسطہ شامتِ اوچرا کہ او در نکاح جمع بین الامہات والاولاد والنبات و جمع بین الاخوات مے نمود و شراب خوار بود و تارک الصلوٰۃ" اور حاشیہ صفحہ ۳۵۸ پر ہے" یزید در نکاح جمع بین الامہات بالنساء و جمع بین الاخوات مے نمود" مطلب یہ کہ یزید نے ماؤں بہنوں اور دادیوں سے نکاح جائز کر دیا تھا۔ پس مولوی صاحب اسی مذہب یزید کو در پردہ رواج دینا چاہتے ہیں لیکن اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا ط خداوند کریم اسلام کا خود محافظ ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ مولوی صاحب کی ان قسموں پر نہ جاویں۔ شعر

میں آزما چکا ہوں نہ کھانا کوئی فریب + اس بیوفا کا قول و قسم دم سے کم نہیں

آپ امت رسول کو گمراہ کرتے ہیں۔ واللہ شہید علی ما اقول۔ کما قولہ عزوجل فی کتابہ۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ط فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ط وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ط وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ لا هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ لا مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝ (سورہ ن)

ترجمہ بیشک تمہارا پروردگار ان سے خوب واقف ہے جو اس کی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے۔ تو تم جھٹلانیوالوں کا کہنا نہ ماننا وہ لوگ یہہ چاہتے ہیں کہ اگر تم نرمی اختیار کرو تو وہ بھی نرم ہو جائیں اور تم ایسے نابکار کے کہنے میں نہ آنا جو بہت قسمیں کھاتا۔ ذلیل اوقات عیب جو اعلیٰ درجہ کا چغل خور مال کا بہت بخیل حد سے بڑھنے والا گنہگار، تندمزاج اور اسکے علاوہ بدذات (حرام زادہ) بھی ہے۔ انتہیٰ ترجمہ الایات۔

نوٹ: یہ سب اوصاف ولید بن مغیرہ کے ہیں جسکے باپ کا پتہ نہ تھا قریش میں پرورش پاکر جب اٹھارہ برس کا ہو چکا تو مغیرہ نے اسے اپنا بیٹا بنا لیا۔

آخر الکلام - مولوی صاحب سخت افسوس کی بات ہے کہ فتوے دادی کے حلال ہونیکا اور پیسے صرف دو۔ حیف شعر

مکن عمر ضائع بہ تحصیل مال ❊ کہ ہم نرخ گوہر نہ باشد سفال

پڑھو قرآن شریف۔ اَعْلَمُوْا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَّزِیْنَۃٌ وَّتَفَاخُرٌ بَیْنَکُمْ وَتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ کَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَھِیْجُ فَتَرَاہُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَکُوْنُ حُطَامًا ط (الحدید)

ترجمہ جان رکھو کہ دنیا کی زندگانی کھیل اور تماشا اور ظاہری طمطراق اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا اور ایک دوسرے سے بڑھکر مال اور اولاد کا خواستگار ہونا (بس یہی کچھ ہے) دنیا کی زندگی کی مثال مینہ کی سی مثال ہے کہ (زمین پر برستا ہے اور اس سے کھیتی لہلہانے لگتی ہے اور) کاشتکار کھیتی کو دیکھکر خوشیاں کرنے لگتے ہیں۔ پھر (ایک بارگی) خشک ہو جاتی ہے۔ تو اس وقت تو اسے دیکھتا ہے کہ پیلی پڑ گئی ہے پھر روندن میں آجاتی ہے الخ

مولوی صاحب! آپ کو اس فتوے کا نام سنکر بہت مچلنا اور گالیوں سے منہ بھرنا مناسب نہ تھا بلکہ اسکے اخفا کی کوشش چاہیئے تھی۔ اسکے اظہار سے آپکی بلکہ آپکے مذہب کی سخت بدنامی ہے۔ یہ درست نہیں کہ دوستانہ مشورہ سے برہم ہوں اور پھر اسی مسئلہ پر زور دیویں۔ ہم نے تو برچہ شمشیر ولائت نمبرا میں آپکو خلاف واقعات بیانات سے روکا تھا۔ مگر

شعر

کیا روکا ہم نے گریہ کو اپنے کہ لگ گئی ❊ پھر وہ ہی انسوؤں کی جھڑی دو گھڑی کے بعد

نظم

نہ کیوں یاران صحبت میں ہو شور و شین شادی کا
وہابی گر نہ ہو عامل تو ہیں ایمان میں ناکامل
یہی اسلام تھا سفیان کے بیٹے اور پوتے کا
نہ خبر صاحب دِل کامل کوئی مانے قیامت کو
تمیز اسود و ابیض زمانہ سے ہوئی عنقا
اِدہر بیدا و گر بے داد کی گر داد دیتے ہیں
تعجب ایتعجب! ثم العجب!! التعجیل مفتی پر
نہ کیوں تحمل و سخا دو تو ہوں نالاں دست نالاں بھی

کہ اُن کے شیر نے جائز کیا ہے عقد دادی کا
کہ یہ فتوے ہے اُن کے پیر کا مرشد کا ہادی کا
ہوا ہے مسئلہ کیا حل خطائے اجتہادی کا
سفینہ ہے حیاتِ چند روزہ نامرادی کا
گلہ کیا کیا کریں یارو فلک کی بدنہادی کا
اُدہر پوتا کرے شادی بنا ہے کام دادی کا
دکھایا جلوہ آخر جو طبیعِ ارتدادی کا
کہ اک کالی ادھنی پر بیاہ ہو جائے دادی کا

حدود اللہ کے کا سر کو جانو سر بسر کا فر	کبھی کامل نہیں ایماں ہوا ایسے فسادی کا
اسیرِ دامِ دنیا کو غرض کیا فکرِ منزل کی	نہ قبر و حشر کا خطرہ نہ ڈر شُنسانِ وادی کا
قدس کو رحبِ دنیاوی سے کرتا ہے نجس خسا	نہ کافر مستحق ہے خُلد کی روشن سوادی کا
عنایت منزلِ مقصود کا توشہ مہیا کر	فَلَا تَجْزَعْ مِنَ الْمَوْتِ اِذَا حَلَّ بِوَادِيكَا

مولوی صاحب کی چھٹی غلطی

در بحث خلافت

ناقہ چلا ہے نجد میں لیلیٰ کا بے مہار ٭ مجنوں کی بن پڑے گی اگر ساربان نہ ہو

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اصحاب ثلثہ کے اثبات ایمان سے گریز کر کے انکی خلافت ثابت کرتے ہوئے فرمایا "کہ قرآن مجید میں ہے وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ یعنی مسلمانوں کا ہر ایک کام مشورے سے ہونا چاہیئے" پس اس سے ثابت ہوا کہ اصحاب ثلثہ خلیفہ برحق تھے (جل جلالہ) یعنی اُن کی خلافت چونکہ بعض لوگوں کے مشورہ سے قائم ہوئی لہذا وہی صحیح ہے" **انتہیٰ کلامہ**

الجواب کہئے صاحب! یہ اصحاب ثلثہ کی خلافت ثابت ہو رہی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے! **شعر**

سچ ہے دنیا کو اگر دھوکے کی ٹٹی کہئے ٭ اے ظفر کھلتے کسی پر نہیں یاں کے دھوکے

مولوی صاحب! آپ اس امر سے تو بخوبی آگاہ ہیں کہ شیعہ اصحاب ثلثہ کے ایمان سے منکر ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپنے اسی واسطے آیت بھی پوری نہیں پڑھی کہ ایسا ہوا تو شیعہ فوراً منہ پکڑ لیں گے۔ سنئے آیہ ماقبل اس طرح پر ہے۔ فَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۚ (شوریٰ) ترجمہ اے لوگو! تم کو جو کچھ دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا ساز و سامان ہے اور جو کچھ خدا کے ہاں ہے۔ وہ

کہیں بہتر اور پائیدار ہے (مگر یہ) خاص ان ہی لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لائے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور جو لوگ بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچے رہتے ہیں اور جب غصہ آجاتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں۔ اور جو اپنے پروردگار کا حکم مانتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ ان کے کل کام آپس کے مشورہ سے ہوتے ہیں اور جو کچھ ان کو ہم نے دیا ہے اس سے (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں۔ انتہیٰ۔

اب صاحبان عقل و انصاف مولوی صاحب کے اس برہان قاطعہ پرمبنی کو ضبط کرکے ذرا سا تامل فرماویں کہ اس آیت سے خلافت خلفائے ثلثہ کو کیا تعلق ہے؟ "چونکہ چاول سفید ہوتے ہیں لہذا زمین گول ہے"!

ہاں! اسی آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ ان کی خلافت صحیح ہوئی اور نہ ایمان مطلق۔ کیونکہ اس مشورہ میں نہ حضرت علی علیہ السلام شامل ہوئے۔ نہ ابوذرؓ نہ مقدادؓ نہ سلمانؓ نہ عمار بن یاسرؓ نہ عباسؓ نہ سعد ابن عبادہؓ نہ زبیر ابن العوامؓ نہ خالد بن سعیدؓ نہ حسنؑ نہ حسینؑ نہ دیگر جوانان بنی ہاشم۔ سلام اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اور نہ ہی یہ بزرگان دین و اصحاب سید المرسلین علیہم السلام ابوبکر و عمر وغیرہم کی بیعت میں شریک ہوئے۔ حتیٰ کہ جناب سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بیعت نہ کی۔ ورنہ مولوی صاحب ثابت کر دیں۔ پس اگر بقول مولوی ثناء اللہ صاحب یہ مشورہ خلافت کے متعلق ہے۔ تو بھی پایۂ تکمیل کو نہ پہنچا۔ اب آپکو تسلیم کرنا پڑیگا کہ یا اس مشورہ کو درست مان کر خلافت ثلاثہ کو صحیح تصور کریں اور جو لوگ اس خلافت سے منحرف ہوئے ان کو ان سے خارج کر کے قرآن و حدیث و دیگر کتب سُنّیہ سے دست بردار ہوں۔ یا متخلفین بیعت یا خلافت شیخین کو حسب فرمودہ رسول مومن اور بزرگ جان کر ایمان و خلافت ثلثہ پر تین حرف بھیجیں۔

اب سنئے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کا مشورہ خلافت خلفائے ثلثہ کے متعلق تاریخ مروج الذہب لعلامہ مسعودی برحاشیہ تاریخ کامل جلد ۵ صفحہ ۱۶۶ وَ قام المقداد فقال ما رایت مثل ما اوذی بہ اھل ھذا البیت بعد نبیھم فقال عبد الرحمٰن بن عوف وما انت وذالک یا مقداد فقال واللہ انی لاحبھم بحب رسول اللہ و ان الحق معھم یا عبد الرحمٰن اعجب من قریش وانت تطو لھم علی الناس اھل ھذا البیت قد اجتمعوا علی نزع سلطان رسول اللہ بعدہ من ایدیھم اما وایم اللہ

یاعبدالرحمٰن لواجد علی قریش انصار قاتلتھم کنتالی یاھم مع رسول اللہ الخ
ترجمہ حضرت مقداد نے کھڑے ہوکر کہا جیسی ایذا اہلبیت کو بعد رسول اللہ پہنچائی گئی کوئی اور ایسا ایذا میں مبتلا نہیں ہوا۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا اے مقداد تجھ کو ان باتوں میں کیا دخل ہے؟ مقداد نے کہا۔ واللہ ہم ان کو بسبب محبت رسول اللہ صلعم دوست رکھتے ہیں۔ یہہ لوگ حق کے ساتھ ہیں اور حق انہیں میں ہے۔ اے عبدالرحمٰن تعجب ہے قریش سے کہ تو اوروں کو غلبہ دے رہا ہے خاندان رسالت پر۔ اور تم لوگوں نے اتفاق کرلیا ہے کہ سلطنت رسول اللہ کو بعد آنحضرت کے اہل بیت سے نکال لو۔ اے عبدالرحمٰن اگر مجھ کو انصار و مددگار ملتے تو میں قریش سے ویسا ہی جہاد کرتا جیسا کہ رسول اللہ کی ہمراہی میں اُنسے جہاد کرتا تھا (کفار سے)

آپ اس وقت کہدینگے کہ اختلاف کرنا مشورہ و اجماع خلافت ثلاثہ سے مقداد کا معمولی امر ہے۔ تو ہم کہینگے کہ یہ حدیث مشکوۃ شریف کی ملاحظہ ہو باب جمع المناقب صفحہ ۵۷۲
عن بریدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تبارک وتعالی امونی بحب اربعۃ واخبرنی انہ یحبھم قیل یارسول اللہ سمھم لنا قال علی منھم یقول ذالک ثلثا وابوذر والمقداد وسلمان امرنی بحبھم واخبرنی انہ یحبھم رواہ الترمذی۔ یہ تو شان مقداد ہے جو بذریعہ وحی نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خبردی گئی کہ ان سے تم بھی محبت کرو اور ان کی محبت کا لوگوں کو بھی حکم دو۔ لیکن یہی مقداد ہیں کہ خلفائے ثلثہ کی خلافت کو باطل سمجھ رہے ہیں۔ بلکہ ان سے جہاد پر آمادہ ہیں جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے لیکن بیعت نہیں کرتے۔

حضرت **سعد بن عبادہ** کی نسبت سنیئے۔ ثم بعث الیہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان اقبل فبایع فقد بایع الناس وبایع قومک فقال اما واللہ حتی ارمیکم بکل سھم فی کنانتی من نبل واخضب منکم سنانی ورمحی واضربکم بسیفی ماملکتہ یدی واقاتلکم بمن معی من اھلی وعشیرتی ولا واللہ لو ان الجن اجتمعت لکم مع الانس ما بایعتکم حتی اعرض علی ربی واعلم حسابی فلما اوتی ذالک ابوبکر من قولہ قال عمر لاتدعہ حتی یبایعک فقال قیس ابن سعد لم یبایع حتی یقتل ولدہ معہ واھلبیتہ وعشیرتہ ولن تقتلوھم حتی تقتل الخزرج

ولن تقتل الخزرج حتی یقتل الاوس فلا تفسد وا علی انفسھم امراً قد استقام لکم فاترکوہ فلیس ترکہ بضارکم وانما ھو رجل واحد فترکوہ اقبلوا مشورۃ بشیر بن سعد واستنصحوہ لما بدالھم منہ کان سعد لا یصلی بصلاتہم ولا یجتمع بجمعتھم ولا یقبض با فاضتھم ولو یجد علیھم اعوانا لصال لا بھم ولو یبا بعہ احد اعلی قتالھم لقاتلھم فلم یزل کذالک حتی توفی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ وولی عمر بن الخطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فخرج الی الشام فمات بہا ولم یبایع لاحد رحمۃ اللہ ...... الی اخرہ

(کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ دینوری صفحہ ۱۷) ترجمہ پھر کہلا بھیجا ابوبکر نے (سعد بن عبادہ) کو کہ آکر بیعت کرو کیونکہ لوگوں نے بیعت کر لی ہے سعد نے جواب میں کہلا بھیجا کہ قسم خدا کی جب تک میں ان سب تیروں کو تم پر نہ چلالوں جو کہ میرے ترکش میں ہیں۔ اور تمہارے خون سے اپنے نیزہ اور تیر نہ رنگین کر لوں اور جب تک تلوار سے تم کو نہ ماروں جہاں تک کہ میرے ہاتھ میں قوت ہو۔ تب تک تم سے بیعت نہیں کرونگا۔ بس تم سے قتال کروں گا اپنے اہل و عشیرہ کے ساتھ۔ قسم خدا کی اگر جن و انس بھی تمہارے لئے جمع ہوں جب بھی ہم بیعت نہ کرینگے یہاں تک کہ خدا پر عرض کئے جائیں اور اپنا حساب معلوم کریں جب یہہ پیغام ابوبکر کو پہنچا۔ تو عمر نے کہا جب تک بیعت نہ کرے نہ چھوڑنا چاہئے قیس بن سعد نے کہا کہ سعد نے بیعت سے انکار کیا اور اس پر مصر ہے۔ کہ جب تک قتل نہ ہوگا بیعت نہ کریگا اور نہیں قتل ہو سکیگا یہ۔ جب تک اسکی اولاد اور اہل عشیرہ اسکے قتل نہ ہوں اور نہ قتل ہو سکینگے وہ جب تک تمام خزرج قتل نہ ہوں اور جب تک آوس بھی مقتول نہ ہوں پس اپنے اس امر کو فاسد نہ کرو جو درست ہو چکا ہے چھوڑ دو اسے۔ کہ اسکا ترک بھی کوئی مضر نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ایک شخص تنہا ہے (عمر کا جوش ٹھنڈا کرنیکو قیس نے ایسا کہا۔ ورنہ وہ تنہا نہیں تھا۔ بلکہ قبیلہ اوس اور خزرج سب اسکے ساتھ ابوبکر کی خلافت کے مکذب تھے۔ راقم ۱۲) پس چھوڑ دیا لوگوں نے اور قبول کر لیا مشورہ قیس کو (یہ مشورہ بھی تو "امرھم شوری بلینھم" ہی میں ہے۔ راقم) اور اسکی نصیحت کو مان لیا۔ اسکے بعد نہ سعد ان کے ساتھ نماز پڑھتے اور نہ ان کی جماعت میں شریک ہوتے۔ نہ ان کے ساتھ حج کرتے اور اگر اعوان و انصار ان کو ملتے تو ضرور ان (شیخین) پر حملہ کرتے

اور قتال کرتے (حضرت مقدادؓ کیطرح) وہ اسی حالت پر باقی رہے یہاں تک کہ وفات پائی ابوبکر نے اور خلیفہ ہوئے عمر پس چلے گئے شام کیطرف اور وہیں وفات پائی اور کسی کی بیعت نہ کی انتھی بقدر الحاجۃ۔

شاید مولوی ثناء اللہ صاحب یہاں بھی کہدیں کہ چلو۔ اگر سعد بن عبادہ نے بھی بیعت نہیں کی تو کیا ہوا؟ ایک معمولی شخص تھا۔ بلکہ شیعوں کی مخالفت میں آکر اس اصحاب رسول کے ایمان سے بھی انکار کردیویں۔ لیکن ہم کہینگے کہ آپکی معتبر کتاب استیعاب فی معرفۃ الاصحاب للعلامہ ابن عبد البر مکی کی جلد ۵ صفحہ ۵۱۶ میں ہے۔ سعد بن عبادہ بن ولیم بن حارثہ بن ابی حلیمہ کان نقیبا شھد العقبہ و بدرا فی قول بعضھم فقال شھد بدرا مع النبی صفقال ویقال لم یشھد بدرا وکان عقیبان نقیبا سید اجوادا قال ابو عمر کان سیدا فی الانصار ومقدما وجیھا له ریاسۃ وسیادۃ یعرف قومہ لہ بہا وفی سعد بن عبادہ وسعد بن معاذ جاء الخبر الماثور ان قریشا سمعوا صائحا یصیح لیلا علی ابی قبیس فان یسلم السعدان یصبح محمد: بمکۃ لا یخشی خلاف مخالف قال فظنت قریش انہما سعد بن زید مناۃ بن تمیم وسعد ھذیم من قضاعۃ فلما کان اللیلۃ الثانیۃ سمعوا صوتا علی ابی قبیس ایا سعد سعد الاوس کن انت ناصرا: ویا سعد سعد الخزرجین الغطارف: اجیبا الی داعی الھدی وتمنیا: علی اللہ فی الفردوس منیۃ عارف: فان ثواب اللہ للطالب الھدی: جنان من الفردوس ذات رفارف: قال فقال ھذا ان واللہ سعد بن معاذ وسعد بن عبادہ قال ابو عمر والیہما ارسل رسول اللہ یوم الخندق یشاورھما فیما اراد ان یعطیہ یومئذ عیینہ بن حصین من ثمر المدینہ وذالک انہ اراد ان یعطیہ یومئذ ثلث ثمار المدینۃ لینصرف بمن معہ من غطفان ویخذل الاحزاب فابی عیینہ الا ان یاخذ نصف الثمر فارسل رسول اللہ الی سعد بن معاذ وسعد بن عبادہ دون سائر الانصار لانہما کانا سیدی قومھما کان سعد بن معاذ سید الاوس وسعد بن عبادہ سید الخزرج فشاورھما فی ذالک وتخلف سعد بن عبادہ عن بیعۃ ابی بکر (رضی اللہ تعالی عنہ) وخرج من مدینۃ ولم ینصرف الیہا ان مات بحوران من ارض الشام سنتین ونصف معنیا من خلافۃ عمر الی اخر

ترجمہ یعنی سعد بن عبادہ نقیب تھے (یہ خاص عہدہ ہے جو بارہ رسول کو لاتھا) شریک عقبہ تھے (جو قبل از ہجرت انصار نے حضرت کی بیعت کی تھی مکہ معظمہ میں) اور جنگ بدر میں بھی شریک تھے۔ اور بعض کا بیان ہے کہ نہیں شریک تھے۔ دونوں عقبہ میں شریک تھے نقیب تھے۔ سید تھے۔ جواد تھے۔ کہا ابو عمر نے کہ یہ انصار کے سردار تھے۔ مقدم وجیہہ۔ صاحب ریاست وسیادت کہ تمامی انصار میں مشہور تھے۔ خبر ماثور میں آیا ہے۔ کہ قریش نے ہاتف سے یہ شعر سنا تھا۔ (ترجمہ شعر) اگر اسلام لائیں دونو سعد تو محمد (صلعم) کو مکہ میں پھر خوف نہیں رہیگا۔ (یہیں سے پہلے تقیہ تھا؟) قریش نے یہ سنکر گمان کیا کہ مراد اس سے سعد بن مناۃ ہے۔ اور سعد ہذیم جو بنی قضاعہ سے تھا۔ لہذا جب دوسری رات ہوئی تو ہاتف کی یہ صدا آئی (ترجمہ اشعار) اے سعد رئیس قبیلہ کے تم مددگار ہو۔ اور اے سعد رئیس قبیلہ خزرج کے (یہی سعد بن عبادہ میں جنکا ذکر ہو رہا ہے) تم دونو اجابت کرو داعی الہدی کی یہ سنکر قریش نے کہا کہ مراد اس سے سعد بن معاذ ہیں۔ اور سعد بن عبادہ۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے جنگ خندق میں انہی دونوں سعد سے مشورہ لیا تھا۔ (ابو بکر و عمر اس وقت کہاں تھے؟ مومنین ہی کے لئے تو امرہم شوریٰ بینہم ہے نہ منافقین کے لئے) جبکہ عیینہ بن حصین سے حضرت نے صلح کرنی چاہی کہ ثلث ثمر مدینہ لیکر اپنے قبیلہ بنی غطفان کو واپس لے جائے۔ اس نے کہا نہیں ہم نصف لینگے تو حضرت نے انہی دونوں سعد سے مشورہ لیا نہ دوسرے لوگوں انصار سے کیونکہ سعد بن عبادہ سردار قبیلہ خزرج تھے۔ اور سعد بن معاذ رئیس قبیلہ اوس۔ سعد بن عبادہ نے انکار کیا۔ بیعت ابو بکر سے اور اور نہ بیعت کی ان کی یہ اپنے غسل خانہ میں مردہ پائے گئے اور تمام جسم ان کا سبز ہو گیا تھا۔ ان کی موت کسی کو معلوم نہ ہوئی جب ہاتف کا یہ شعر سنا۔ کہ ہم نے (خدا نے) اسے (موت کے) تیر سے مارا سعد بن عبادہ کو (یعنی کسی نے ان کو نہیں مارا بلکہ اپنی موت سے مرا) تب جاکر لوگوں کو معلوم ہوا۔ انتہیٰ ترجمہ بقدر الحاجۃ

نیز کتاب اسماء الرجال ترجمۃ الاکمال مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۵ پر ہے۔ سعد بن عبادہ۔ وہ سعد بیٹا عبادہ کا ہے۔ اسکی کنیت ابو ثابت ہے۔ انصاری ہے۔ ساعدی خزرجی تھا۔ نقیب بارہ نقیبوں میں سے اور تھا سردار انصار میں ان میں با آبرو واسطے اسکی قوم کے۔ اسکی روایت کی ہے کہ اس سے چند نفر نے اور فوت ہوا۔ حوران میں شام کی زمین سے بعد اڑھائی برس خلافت عمر کے ۱۵ھ ہجری میں اور بعضوں نے کہا ہے کہ فوت ہوا

صدیق کی خلافت میں سلہ ہجری میں اور نہیں اختلاف ہے کہ وہ پایا گیا اپنے غسل خانہ میں اور البتہ سبز ہو گیا تھا جسم اسکا" حاشیہ پر" یہی ہے جسکو اختیار کیا تھا۔ انصار نے واسطے خلافت کے بعد رسول اللہ صلعم اور کہا گیا کہ ایک امیر ہم سے ہو اور ایک تم سے یہانتک کہ خلافت قرار پائی واسطے صدیق اکبر کے اور نہ بیعت کی ابوبکر کی سعد نے اور نکلا مدینہ سے شام اور نہ پھر آیا مدینہ میں مرنے تک (عبدالحق)

یہ ہے شان سعد بن عبادہ کی کہ جسکی تعریف میں آئمہ و محدثین اہلسنت یوں رطب اللسان ہیں اب سنئے۔ جناب امیر حضرت علی علیہ السلام کی نسبت صواعق محرقہ ترجمہ فارسی صفحہ ۱۷ مطبوعہ لاہور میں ہے "بعد از آں علی و زبیر گفتند رضی اللہ عنہما۔ غضب نہ کردہ ایم مگر برائے آنکہ موخر داشتند ما را از مشورت" یعنی علی علیہ السلام و زبیر نے کہا کہ ہم کو مشورے میں پیچھے چھوڑا یعنی ہمارے بغیر مشورہ کیوں کیا گیا (ابن حجر نے جو اس سے آگے اپنی صدیقیت کا ثبوت دیا ہے اسکی یہاں بحث نہیں بلکہ بحث یہاں مشورے سے ہے)

اور سنئے۔ سوانح عمری ابوبکر صدیق اردو مطبوعہ لاہور صفحہ ۲ "چنانچہ جس وقت فاطمہ زہرا کے مکان میں حضرت علی کرم اللہ وجہ اور ان کے احباب بیٹھے صلاح و مشورہ کر رہے تھے اور تجاویز بنا رہے تھے تو معمر اور معزز مسلمان خلافت کا تصفیہ کرنیکے واسطے جمع ہوئے جس کی خبر حضرت علی کرم اللہ وجہ اور ان کے احباب کو ہرگز نہ ہوئی۔"

پھر صفحہ ۴ پر ہے "جب حضرت عمر فاروق نے اس واقعہ کی خبر حضرت علی کرم اللہ وجہ کو کی تو ان کو سخت حیرانی بلکہ رنج بھی ہوا کہ ان کی صلاح کے بغیر یہ کارروائی کی گئی ہے۔"

اور سنئے۔ سوانح عمری حضرت علی کرم اللہ وجہ مطبوعہ لاہور صفحہ ۴۴ "اسکے بعد حضرت علی نے نماز جنازہ ادا کر کے اور خود قبر کھود کے آنحضرت کو دفن کر دیا (اللہ اکبر!! اے اہل اسلام غور تو کرو۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر بھی کوئی کھودنے والا نہ تھا۔ چہ جائیکہ جنازہ میں شریک ہوتے!!) جب آنحضرت کی وفات کے بعد بنی سقیفہ میں حضرت ابوبکر خلیفہ بنائے گئے اور مسلمانوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کرنی شروع کی۔ اور کر چکے تو حضرت علی بڑے متعجب ہوئے کہ اس قدر جلد کسطرح بیعت ہو گئی؟ مجھے دریافت نہ کیا۔ اس پر آپ گھر میں بیٹھ رہے۔" پھر کہتے ہیں "زبیر ابن العوام نے جو کہ آپ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔

کچھ آدمیوں کو جمع کرکے اس بات کو بڑھانے کا ارادہ کیا بھی۔ مگر اسکی خبر جلد ہی حضرت عمر کو پہنچ گئی۔ اوران کو ڈانٹنے سے لوگ اس خیال سے درگذرے"۔ کہئے مولوی صاحب یہ مشورہ (شورے) ہے یاسینہ زوری؟ جناب اسی کا نام "امرھم شوری بینھم" ہے (جل جلالہ وعم نوالہ)

پھر لکھتے ہیں "حضرت علیؑ نے چھ مہینے تک بیعت نہیں کی جب حضرت فاطمہؑ کا انتقال ہوگیا تب آپنے بیعت کی۔ (زہرائنگ۔ آپ نے انتقال فاطمہؑ کا تو کیا ذکر؟ تمام عمر بیعت نہیں کی) محمد ابن سیرین بن عکرمہ سے مروی ہے کہ جب لوگ حضرت ابوبکرؓ نے اس بات کو سنکر جناب امیر کے پاس کسی شخص کو بھیجکر دریافت کیا۔ الخ

کیوں جناب؟ حضرت علی علیہ السلام شورے میں موجود تھے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں اور سنئے کتاب ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صفحہ ۲۹ پر ہے۔ انہ حین بویع لابی بکر بعد رسول اللہ ﷺ کان علی والزبیر یدخلون علی فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ فیشاورونھا ویرتجون فی امرھم فلما بلغ ذالک عمر بن الخطاب خرج حتی دخل علی فاطمہ فقال یابنت رسول اللہ واللہ ما من الخلق احد احب الینا من ابیک ومامن احد احب الینا بعد ابیک منک وایم اللہ ما ذالک بمانعی ان اجتمع ھولاء النفر عندک ان امرتھم ان یحرق علیھم البیت الخ۔ ترجمہ یعنی جب ابوبکر کی بیعت کی گئی بعد رسول اللہ تو حضرت علیؑ وزبیر آتے تھے۔ فاطمہؑ بنت رسول اللہ کے پاس اوران سے مشورہ کرتے اور پھر چلے جاتے جب یہ خبر عمر کو پہنچی تو وہ آئے گھر میں فاطمہؑ کے اورکہا اے بنت رسول اللہ قسم بخدا۔ کوئی شخص میرے نزدیک نہ رسول اللہ سے زیادہ محبوب ہے نہ بعد ان کے تم سے مگر خدا کی قسم۔ یہ محبت مجھے اس سے مانع نہیں ہے۔ کہ اگر یہ لوگ تمہارے پاس آوینگے تو میں حکم دونگا کہ جلا دیا جاوے ان پر گھر الخ

اورکتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ جلد اول صفحہ ۱۲ میں ہے۔ فاتی عمر ابابکر فقال لہ الا تاخذ ھذا المتخلف عنک بالبیعۃ فقال ابوبکر لقنفذ وھو مولی لہ اذھب فادع لی علیا قال فذھب الی علی فقال لہ ما حاجتک فقال یدعوک خلیفۃ رسول اللہ فقال علی لسریع ما کذبتم علی رسول اللہ ﷺ فرجع فابلغ الرسالۃ قال فبکی ابوبکر طویل فقال عمر الثانیۃ ان لا

تهل هذا المتخلف عنك بالبیعة فقال ابوبکر لقنفذ عدالیہ فقل له امیرالمومنین یدعوک لتبایع فجاء قنفذ فاذی ما امر به فرفع علی صوته فقال سبحان الله لقد ادعی مالیس له فرجع قنفذ فابلغ الرسالة فبکی ابوبکر طویلا ثم قام عمر فمشی معه جماعة حتی اتوا باب فاطمة فدقوا الباب فلما سمعت اصواتهم نادت ماذا لقینا بعدک یا ابن ابی قحافة فلما سمع القوم صوتها وبکاءها انصرفوا باکین وکادت قلوبهم متصدع واکبادهم تتفطر وبقی عمر ومعه قوم فاخرجوا علیا فمضوا به الی ابی بکر الخ

ترجمہ۔ عمر ابوبکر کے پاس آئے اور کہا کیوں نہیں پکڑتے ہو اس متخلف کو (بیعت سے اختلاف کرنے والے علی کو) جو تمہاری بیعت سے علیحدہ ہو اہے ابوبکر نے اپنے غلام قنفذ نامی کو کہا۔ کہ جا کر علیؑ کو بلاؤ۔ قنفذ حضرت علی کے پاس گیا۔ حضرت نے پوچھا۔ کیا مطلب ہے تمہارا؟ قنفذ نے کہا خلیفہ رسول آپ کو بلاتے ہیں حضرت علیؑ نے فرمایا ہر آئینہ تم نے بہت جلد افترا کیا۔ رسول اللہ صلعم پر۔ قنفذ واپس آیا اور جو کچھ حضرت علی نے کہا تھا بیان کیا ابوبکر پر۔ پس روئے ابوبکر دیر تک۔ عمر نے کہا۔ دوبارہ مہلت نہیں دینی چاہئے۔ (مودۃ القربیٰ اسی کا نام ہے؟) ابوبکر نے پھر قنفذ سے کہا جا کر علیؑ سے کہو امیرالمومنین تم کو بلاتے ہیں آکر بیعت کرو۔ پس حضرت علیؑ نے اسکے جواب میں کہا کہ ایسا دعوے کیا (ابوبکر نے) جسکا وہ کسیطرح اہل نہیں۔ (خلافت کی صحت اہل بیت کی زبانی اللہ اکبر!!) قنفذ نے آکر بیان کیا تو پھر ابوبکر روئے دیر تک (لطف یہ کہ روتے جاتے ہیں مگر چھوڑتے نہیں) اسکے بعد کھڑے ہوئے عمر (محب اہلبیت) اور چلی ان کے ساتھ ایک جماعت یہاں تک کہ آئے دروازہ پر مکان سیدہ (فاطمہؑ) صلوٰۃ اللہ علیہا کے۔ جب جناب سیدہ نے ان کی آواز سنی تو فریاد کی بلند آواز سے (غضب ہی!!!) کہ کیا ہوا ہے۔ پسر ابو قحافہ (ابوبکر) کو۔ جب لوگوں نے حضرت فاطمہؑ کی فریاد کی آواز اور ان کا رونا سنا۔ تو سب روتے ہوئے وہاں سے چلے آئے۔ (بعد وفات رسول اللہؐ آپ کی بیٹی کو پڑ سا اور دلاسا دے رہے ہیں) اور قریب تھا کہ قلب لوگوں کے شگافتہ ہوں اور جگر ان کے پارہ پارہ ہوں (استغفر اللہ ربی و ہذا قوم الظالمین) اور کھڑے رہے عمر (اور کیا؟) اور ان کے ساتھ ایک قوم تھی۔ پس باہر نکالا علیؑ کو اور عمر غدبر خم پر

انہیں علی علیہ السلام کی بیعت کرکے مبارکباد دینے والے ہیں اللہ اکبر!!) اور لیگئے انکو ابوبکر کے پاس الی آخرہ (اس سے آگے نہایت دردناک ذکر ہے۔لیکن بخوف طوالت ترک کیا گیا)

اور سنئے۔کتاب تکریم المومنین فی مناقب الخلفاء الراشدین صفحہ ۱۲ پر ہے "اس بیعت (بکری) سے علی بن ابو طالب و بنو ہاشم و زبیر بن العوام و خالد سعید بن العاص و سعد بن عبادہ انصاری نے تخلف کیا"

پس اگر خلافت ابوبکر اسی قسم کے شوریٰ سے قائم ہوئی تو کوئی مسلمان ہو کر اسے آیہ وامرہم شوریٰ بینہم "سے منطبق نہیں کر سکتا۔اسی واسطے علمائے متقدمین و المتاخرین اہلسنت نے خلافت خلفائے ثلثہ پر کبھی کسی آیت سے استدلال نہیں کیا۔ اور اگر بقول مخاطب ابن تیمیہ وغیرہم نے لکھ بھی دیا تو جو لوگ فی تلبیس الخوارج والنواصب یزید پلید علیہ اللعنتہ کے ایمان بلکہ نبوت تک کے قائل تھے۔ان کی بات اہل اسلام پر کب حجت ہو سکتی ہے "النادر کالمعدوم" تو مشہور مقولہ ہے۔

ہاں!اگر اسی آیہ امرھم شوریٰ بینھم سے سقیفہ بنی ساعدہ میں کسی نے استدلال پکڑا ہوتا تو بھی ایک بات تھی۔کون عقلمند ہے جو اس کے قبول کرنے پر آمادہ ہوگا۔کہ سقیفہ بازی و خلیفہ سازی پر وہ لوگ جو عموماً اصحاب اہلسنت کہلاتے ہیں اس آیت سے ناواقف تھے۔حالانکہ ابوبکر کو حافظ قرآن کہا جاتا ہے (دیکھو تکریم المومنین اور تفریح الاحباب فی مناقب لال والاصحاب) اسمیں شک نہیں کہ اہلسنت اس خیال پر کہ خدا کرے خلافت بکری قرآن سے ثابت ہو جائے۔آیہ استخلاف وعد اللہ الذین امنوا الخ پیش کیا کرتے تھے۔لیکن اب خود ہی سمجھ گئے ہیں۔اور یہ نہیں سمجھے کہ یہ شوریٰ مومنین کا ہے۔نہ منافقین کا۔ورنہ یزید کی خلافت اس سے اولیٰ تر صحیح ہوگی جو اجماع بکری سے کہیں بڑھ چڑھ کر قائم ہوئی۔

افسوس ہے کہ محبت ثلثہ میں سرشار ہو کر ہمارے سنی بھائی قرآن مجید کو بھی نہیں دیکھ سکتے۔سنئے تفسیر قرآن بالقرآن۔سورہ آل عمران میں ہے۔فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ط

ترجمہ۔ (اے رسول) پس تم ان سے درگزر کرو اور ان کے لئے مغفرت کی دعا مانگو اور ان سے کام کاج میں مشورہ کر لیا کرو۔ (مگر) اس پر بھی جب کسی کام کی ٹھان لو۔ تو خدا ہی پر بھروسا کرو (کیونکہ) جو لوگ خدا پر بھروسہ رکھنے والے ہیں خدا ان کو دوست رکھتا ہے۔

کہئے صاحب! مشورہ کا تو حکم ہوا لیکن کام کاج کے ارادہ پر پھرا سے خدا ہی پر سونپنا پڑا۔ پس یہی شیعوں کا دعوے ہے کہ مشورہ وغیرہ سے خلافت نبوی باطل ہے۔ مگر وہ جو منجانب اللہ ہو۔

خداوند کریم نے صرف احکام پر ہی نہیں بلکہ اس مسئلہ کو عملی صورت میں دکھا دیا کہ خلافت اول حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعیین کے وقت فرشتوں سے مشورہ لیا۔ کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط ہم بنانے والے ہیں زمین میں ایک خلیفہ۔ جس پر فرشتوں نے بطور مشورہ کہا۔ اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ ط اب بتلائیے کہ خداوند کریم نے ان سے مشورہ تو لیا۔ لیکن اس پر عمل بھی کیا؟ ہرگز نہیں بلکہ فرمایا۔ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ط یعنی جو کچھ ہم جانتے ہیں۔ تم نہیں جانتے حالانکہ وہ تھے بھی فرشتے معصوم مقدس۔ اور یہاں جو سنیوں کے مشورہ دینے والے ہیں وہ معصوم وغیرہ تو در کنار اسلام حقیقی سے بھی بہرہ ور نہیں ہوئے۔ اور قایم کر رہے ہیں خلافت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

شعر

نام رکھتے ہیں مسیحا کو وہ یہ کہہ کہ کر ؛ لب میں اعجاز ہوا آنکھ میں جادو نہ ہوا

افسوس! قرآن مجید کو سمجھنا تو بموجب آیہ وافی ہدایہ لَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗٓ اِلَّا اللّٰہُ ط وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ خاصان خدا ہی کا کام ہے۔ اس پر عمل کرنا اسے منجانب اللہ تصور کرنا۔ یہ بھی سب باتیں در کنار۔ اہل سنت خصوصاً مولوی ثناء اللہ صاحب خداوند ذوالجلال والاکرام کی عملی تعلیم پر بھی ایمان نہیں لاتے۔

اب اگر مخاطب صاحب کہہ دیویں کہ نہیں صاحب! وہ مومن تو تھے۔ لہذا انکا مشورہ اور اس مشورہ کا نتیجہ یعنی خلافت بھی صحیح ہے۔ تو ہم کہینگے۔ کہ جناب آپ ہی مدعی بن رہے ہیں۔ لہذا خدارا ان کا ایمان ہی ثابت کیجئے۔

چونکہ طول ہوگیا ہے لہذا بخذر طوالت مولوی صاحب کی اس افشائے غلطی کو ذیل کے مختصر نکات پر ختم کرتے ہیں۔ سنئے۔ آپ کے محمد بن اسماعیل بخاری اپنی کتاب میں ایک

حدیث لکھتے ہیں ملاحظہ ہو صحیح البخاری مطبوعہ احمدی پریس صفحہ ۴۲۹ باب جوائز الوفد نیز صفحہ ۲۲ تیسیر الباری شرح صحیح بخاری پارہ اول صفحہ ۶۲ باب کتابۃ العلم وغیرہ۔ حدثنا یحیی بن سلیمان قال حدثنی ابن وھب قال اخبرنی یونس عن ابن شھاب عن عبید اللہ ابن عبد اللہ بن عباس قال لما اشتد بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ قال ائتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ قال عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم غلبہ الوجع وعندنا کتاب اللہ حسبنا فاختلفوا وکثر اللغط قال قوموا عنی ولا ینبغی عندی التنازع فخرج ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلعم

ترجمہ۔ کہا ابن عباس نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے۔ فرمایا۔ سامان کتابت لاؤ میں تمہارے لئے ایک نوشتہ (وصیت نامہ) لکھ دوں جسکے بعد تم گمراہ نہ ہو حضرت عمر نے کہا۔ آنحضرت پر بیماری کی بیہوشی ہے اور ہم کو اللہ کی کتاب ہی کافی ہے۔ پس لوگوں نے اختلاف کرنا شروع کر دیا۔ اور غل مچگیا آپ نے فرمایا۔ مجھ سے اٹھ کھڑے ہو۔ میرے نزدیک جھگڑنا لائق نہیں۔ ابن عباس کہتے ہوئے نکلے ہائے مصیبت وا مصیبت جو کتاب کے اور رسول صلعم کے درمیان حائل ہوا۔ انتہی۔ اور صحیح ترمذی میں قول عمر یوں لکھا ہے۔ ان الرجل لیھجر یعنی تحقیق یہ آدمی یعنی رسولؐ (نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد) بکواس کر رہا ہے۔

اب سنئے قرآن مجید۔ وَقَالَ الرَّسُولُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا ۝ (فرقان پارہ ۱۹) ترجمہ۔ اس وقت پیغمبر (محمد صلعم خدا کی جناب میں) عرض کریگا کہ اے میرے پروردگار میری امت نے اس قرآن کو مہجور سمجھا۔ پس وہ یہی صاحب ہیں۔ جنہوں نے حکم رسول کو جو حکم الٰہی تھا۔ ہجور سمجھا۔ ہاں سنۃ الاولین پر عمل کیا۔ کہ حضرت ہود کی نسبت ارشاد ہے۔ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖٓ اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ سَفَاھَۃٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ط یعنی ان کی قوم کے سردار جو منکر تھے لگے کہنے کہ ہم تو بلاشبہ تم کو حمق میں (مبتلا) پاتے ہیں جسپر جناب ہود علیہ السلام نے جواب میں کہا۔ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاھَۃٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط یعنی اے قوم میں حمق (کی تو کوئی بات) نہیں بلکہ میں پروردگار کا بھیجا ہوا ہوں۔ اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ط یعنی تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں

اب ہمارے فخر النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سنئے کہ اس تہمت ہجر کی نسبت خود قرآن بریت کرتا ہے۔ فرمایا۔ اَوَلَمۡ یَتَفَکَّرُوۡا مَا بِصَاحِبِہِمۡ مِّنۡ جِنَّۃٍ ؕ اِنۡ ہُوَ اِلَّا نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ط (اعراف پارہ ۹) یعنی کیا ان لوگوں نے خیال نہیں کیا کہ ان کے صاحب (محمد صلعم) کو کسی قسم کا جنون تو ہے نہیں وہ تو کھلم کھلا (لوگوں کو عذاب آخرت سے) ڈرانے والے ہیں۔

لیکن کون ہے جو شہادت آسمانی پر یقین کرے؟ دعوے تو یہ کہ حَسۡبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ عندنا ہمیں کافی ہے قرآن شریف۔ لیکن مخالفتِ رسول پر اسطرح کمربستہ ہیں کہ کچھ نہیں مانتے۔

پھر فرمایا۔ وَمَنۡ یَّعۡصِ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیۡنًا ط (احزاب پارہ ۲۲) ترجمہ جو شخص اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کریگا تو وہ صریح گمراہی میں پڑ چکا (کافر) پس نافرمانی اسی کا نام ہے۔ کہ رسول فرماتے ہیں کہ اگر سامان قرطاس لادو تو ایسی کتابت لکھدوں جو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ تو پھر جو شخص وہ کام کریگا (بے فرمانی کریگا) ضرور ہے کہ بموجب فرمان رسول گمراہی میں پڑے لہذا خداوند کریم نے سمجھا دیا کہ وہ صریح گمراہی میں پڑ چکا۔

اور سنئے اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَہُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوۡبَہُمۡ لِلتَّقۡوٰی ؕ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّاَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ط (حجرات پارہ ۲۶) ترجمہ جو لوگ رسول خدا کے روبرو اپنی آوازوں کو پست کرلیا کرتے ہیں یہی ہیں جنکے دلوں کو خدا نے پرہیزگاری کے لئے جانچ لیا ہے۔ لیکن فرمایا۔ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجۡہَرُوۡا لَہٗ بِالۡقَوۡلِ کَجَہۡرِ بَعۡضِکُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ (حجرات ۲۶) ترجمہ کیا ان کے دلوں میں (بے ایمانی کا) مرض ہے؟ یا شک میں پڑے ہیں؟ یا (اس بات سے) ڈرتے ہیں کہ (کہیں) اللہ و رسول ان کی حق تلفی (نہ) کربیٹھیں سو نہیں نہیں بلکہ یہ لوگ خود ظالم ہیں۔ وکان المقصود۔ پس اور کوئی بات نہیں ان لوگوں کو بزعم فاسدہ خود صرف اپنی حق تلفی کا خوف تھا۔ کہ اگر وصیت لکھی گئی تو ہمیں پابند ہو کر اسی رسول کے اہلبیت کا محکوم ہونا پڑے گا۔ جس سے اپنی تمام آرزوں پر پانی پھر جائیگا۔

بعض بیوقوف سنی اپنے اصل اصول پر آ کر حضرت عمر کو بچانے ہوئے اپنی عادت کے مطابق کہنے لگ جایا کرتے ہیں۔ کہ اسوقت حضرت علی یہ کرتے وہ کرتے۔ لیکن کاش! وہ جاہل اپنے

امام نووی سے ہی پوچھ لیجئے۔ جس نے صاف اقرار کیا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام اس وقت موجود نہ تھے۔

اور اس امر سے تو مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی عذر و انکار نہ ہوگا۔ کہ ان کے اصحاب کو رسول اللہ صلعم نے اپنے پاس سے بصد نوحہ و عتاب اٹھا دیا۔ اب قرآن مجید کی طرف رجوع چاہیئے۔ فرمایا حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ط (انعام پارہ ۷) ترجمہ اور (اے پیغمبر) جو لوگ صبح شام اپنے پروردگار ہی کا منہ کرکے اس سے دعائیں مانگتے ہیں۔ ان کو (اپنے پاس سے) مت اٹھاؤ (دھتکارو) نہ تو ان کی جواب دہی تمہارے ذمے ہے۔ اور نہ تمہاری جواب دہی ان کے ذمہ ہے کہ (جواب دہی کے ڈر سے) انکو دھکے دینے لگو۔ ایسا کروگے) تو ظالموں میں (شمار) ہوگے انتہیٰ

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ لوگ مومن جنکی صفت آیات مرقومۃ الصدر میں کی گئی ہے) تھے۔ تو رسول صلعم نے کیوں ان کو دھکے دیکر نکال دیا؟ اس میں دو ہی صورتیں ہیں۔ اوّلا یہ کہ وہ مومن نہ تھے اور رسول کریم سچے ہیں دوم یہ کہ وہ مومن تھے اور رسول خدا (نعوذ باللہ) ظالم۔ مولوی صاحب! ان دونوں باتوں میں سے آپ ایک اختیار کریں۔ اور اہل اسلام کو جو قرآن پر ایمان رکھتے ہیں۔ بہرحال یہی ماننا پڑیگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو ظالم نہیں۔ بلکہ جو دھکیلے گئے وہی مومن نہ تھے۔ ہاں البتہ ایک امر ہے کہ صحیح بخاری کی اس روایت کو ہی جھوٹا تصور کیا جاوے۔ جس میں صاف لکھا ہے کہ نبی صلعم نے ان کو دھکیل دیا۔ فرمایا قوموا عنی لیکن اس میں یہ ظلم ہوگا کہ وہ صحیح نہ رہے گی۔ (ہائے صحیح بخاری) کیونکہ "جب کسی کاغذ میں ایک لفظ بھی مشکوک پایا جاوے تو سارا تمسک نامعتبر ہوجاتا ہے" صفحہ ۱ کالم ۳۔ اہلحدیث ۸ مئی۔

مولوی صاحب! جب آپ کے ثلاثہ صاحبان کسی طرح مومن ثابت ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ حدیث بخاری و آیہ قرآنی وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۔ ط سے ضلال و گمراہ (کافر) ثابت ہوتے ہیں۔ تو پھر ان کی مشورت کیسے صحیح ہوگی؟ افسوس! آپ نے قرآن مجید تو پڑھا ہوگا۔ لیکن غور نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو سورہ مومن پارہ ۲۴۔ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ط یعنی کفار کی تدبیریں تو سب غلط ہوتی ہیں۔ معلوم نہیں آپ نے ان لوگوں کیواسطے آیہ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى

بَيِّنَهُمْ کو کیوں تلاوت فرمایا؟

اب رہا مسئلہ خلافت بلافصل علی ابن ابیطالب علیہ السلام۔ سو جناب! ہم آپکو کیسے سمجھاویں۔ جب آپکو مکرر سہ کرر علمائے شیعہ نے ایسا سمجھایا اور اسطرح واضح کرکے دکھلایا کہ بہت سے مطالعہ کرنیوالے اہل علم تک تو ایمان لے آئے۔ مگر آپکا دل بالکل نہیں پسیجا۔ بلکہ اسمیں آپکو تاہنوز ایسا شک ہے کہ حضرت عمر کو صلح حدیبیہ پر نبوت میں بھی شاید ایسا نہ ہوگا!

خلافت راشدہ کا مضمون آپکے منہ کر بند کر گیا۔ آیہ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ کے مضمون کی شمشیر نے آپکے سر کو معہ دماغ کاٹ لیا۔ اور اسکے تازیانہ حیدری نے جناب کے مایۂ ناز امام ہمام رازی کے دلائل خامہ کے بھی پرخچے اڑا کر رکھ دیئے۔ لیکن آپ ہیں کہ نہیں مانتے جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوٓا اَيْدِيَهُمْ فِيٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ط

سنیوں کے شیر پنجاب! آپنے تو اول ہی سے روح ثلثہ کی قسم کھائی ہے کہ نہ مانینگے پر نہ مانینگے اور کسی کو بھی ایمان نہ لانے دینگے۔ اچھا صاحب! اپنے یا حضرت عمر کے ایمان سے ہی کہدو کہ جب مولوی صاحب مولانا السید علی حیدر مدظلہم العالی علی رؤس الموالی ایڈیٹر اصلاح نے آپکے مقابلہ میں مدعی ہوکر دعوے کیا تھا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس روز اپنی نبوت کا اظہار کیا اسی روز ہی حضرت علی علیہ السلام کی ولائت وصائیت وخلافت کا بھی اعلان کردیا۔ اور اسکے اثبات میں آپکی متعدد معتبر کتابوں سے دلائل بھی دیئے جو ایسے صریح تھے کہ تاویل کی گنجائش ہی نہ تھی تو آپنے سوائے اعتراف اور سکوت کے کیا جواب دیا؟ کیا آپکو ان کتابوں کے نام اور حوالے یاد ہیں؟ اگر نہیں یاد رہے تو بعض کے نام معہ حوالہ ہم یاد دلائے دیتے ہیں۔ سنیئے۔

تاریخ کامل جلد ۱ صفحہ ۲۲ تفسیر طبری جلد ۱۹ صفحہ ۶۸ تفسیر معالم التنزیل مطبوعہ بمبئی صفحہ ۶۶۳ تفسیر درالمنثور جلد ۵ صفحہ ۹۷ مطبوعہ مصر۔ علاوہ ازیں اور بھی کتابیں تھیں کیا ان میں تم آپنے نہیں دیکھا تھا۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان هذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا له واطیعوا الخ یعنی نبی صلعم نے فرمایا تحقیق یہ (علی) میرا بھائی ہے۔ اور میرا جانشین ہے اور میرا خلیفہ ہے پس اسکے حکم کو سنو اور اسکی تابعداری کرو۔

لو صاحب - اب بھی ہم ایک آسان طریق بتلاتے ہیں کہ یہ کتابیں شاید آپکے پاس نہ موجود ہوں۔ سیر ملّا معین الدین موسوم بمعارج النبوۃ مطبوعہ نول کشور رکن سوم صفحہ ۲۴ و ۲۵ ہی ملاحظہ فرما لیجئے - اگرچہ ہم جانتے ہیں۔ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَاۤءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ط - لیکن آپکے دعوئی اسلام پر مجبور ہیں۔ کہ صراط مستقیم بتلا دیویں وَمَا عَلَیْنَاۤ اِلَّا الْبَلٰغُ -

ہاں یاد آگیا - جناب مولانا حافظ مولوی السید فرمان علی صاحب قبلہ ممتاز الافاضل مظفر پوری نے آپکو آیہ انما ولیکم اللہ الخ کی بحث میں بیخود نہیں کر دیا - اگر ایک ذرہ بھر بھی ایمان رکھتے ہو تو جواب دو کہ آپ اس بحث میں کامیاب ہو گئے ؟ (خاک) انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کی خلافت بلا فصل کو کسطرح پایۂ ثبوت پر پہنچایا - حتیٰ کہ آپ کے علمائے متقدمین متعصبین کے جملہ اعتراضات کا جواب دندان شکن بھی دیکر طالبین حق کے لئے رستہ کیسا صاف کرتے چلے گئے - اور نادر شاہ کی طرح دہلی (منزل مقصود) تک بلا روک ٹوک پہنچ گئے مگر آپ وہ رنگیلے ہیں کہ نبیذ فاروقی کے نشہ میں جھوم جھوم کر گھر میں ہی بیٹھے فرما رہے ہیں کہ "جنیں نامہ ہارا ور شراب باید انداختن" ۔

مولانا ممدوح نے آپکو تفسیر در المنثور علامہ سیوطی میں کے تیس ۳۰ علمائے محدثین اہلسنت کی شہادت سے آیہ انما ولیکم اللہ الخ کا نزول جناب امیر علیہ السلام پر ثابت کیا - نیز آپکو بتلا دیا - کہ حافظ محمد بن یوسف گنجی الشافعی نے کتاب کفایۃ الطالب میں اور حافظ امام ابوالحسن علی بن محمد معروف بہ ابن المغازلی نے کتاب المناقب میں پانچ پانچ سندوں سے اور سبط ابن الجوزی حنفی نے کتاب تذکرۃ الائمہ میں دو طریق سے اور خوارزمی نے کتاب المناقب میں اور جمال الدین محدث نے کتاب اربعین میں دو دو طریق سے اور علامہ زرندی نے کتاب نظم السمطین میں تین طرق سے اور امام ثعلبی اور نیشاپوری اور قاضی بیضاوی اور امام بغوی محی السنۃ اور صاحب کشاف وغیرہم مفسرین نے اپنی اپنی تفاسیر میں اور محب طبری نے اپنی کتاب ذخائر العقبیٰ میں اور علامہ عاصمی نے کتاب زین الفتی میں اور مولوی شاہ ولی اللہ محدث نے اپنی کتاب مرأۃ المومنین میں اور ملا ابوالبرکات نے اپنی تفسیر مدارک التنزیل میں اور ملا حسین واعظ نے اپنی تفسیر حسینی میں اور ملا سعد بن ابراہیم نے اپنی کتاب اربعین میں اور ابن طلحہ شافعی نے اپنی کتاب مطالب السؤل میں اور علامہ ابوالحجاج یوسف بن محمد

الہادی نے اپنی کتاب الف باذکر امیر المومنین میں اور مولوی رشید الدین احمد خاں نے اپنی کتاب ایضاح میں اور فخر الدین رازی نے کتاب نہایۃ العقول میں اور علامہ قوش جی نے شرح تجرید میں اور علامہ ابو الشکور نے اپنی کتاب التمہید میں اقرار کرلیا ہے کہ یہ آیت شان میں حضرت علی علیہ السلام کے نازل ہوئی ہے۔ اور إنما کو کلمہ حصر اور ولی بمعنی حاکم سرپرست آپ مان ہی چکے تھے۔ پھر اگر اب بھی جناب امیرؑ کو خلیفہ بلا فصل نہ مانو۔ تو بجز تف کے اور کیا کہا جا سکتا ہے؟

شعر

یہ سچ ہے آئینہ نے کر دیا مغرور اُس بت کو
مگر دعوے ابھی یکتائی کے باطل ہو جاتے ہیں

مولوی صاحب! آپکو دعویٰ ہے کہ ہمارا ایمان قرآن مجید پر ہے لیکن بالمناس سے سخت مخالفت ہے اور یہ امر آپکے نفاق پر دال ہے۔ افسوس! کہ آپنے سورہ شعراء کی آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ کے شان نزول پر غور نہیں کیا۔ حالانکہ آپ پر مکرر واضح کیا گیا۔ کہ اس آیت کے نزول پر حضرت صلعم نے اپنی نبوت اور حضرت علی کی خلافت کا اعلان کر دیا تھا۔ اور نہ ہی آپ نے آیہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ط پر تامل فرمایا۔ حالانکہ یہ وہ آیہ ہے کہ صدہا کاغذ اسکی تفسیر اور اثبات خلافت بلا فصل علی ابن ابیطالب علیہ السلام میں روشن ہو چکے۔ لیکن آپکا دل اس بحث لذیذ و طویل کو پڑھ پڑھ کر اپنے نامہ اعمال کیطرح الٹا سیاہ ہوتا چلا گیا۔

پھر افسوس! کہ آپنے سورہ اعراف کی اس آیت پر بھی توجہ فرمائی ہوتی "وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَاَشْھَدَھُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی شَھِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّا کُنَّا عَنْ ھٰذَا غٰفِلِیْنَ ط کاش! آپ اپنے امام ہمام دیلمی کی کتاب فردوس الاخبار کا جو دسواں باب ہی کھول کر دیکھے ہوتے جنمیں حدیث رسول صلعم درج ہے "نبی صلعم نے فرمایا کہ اگر لوگ جانتے کہ علی کا نام امیر المومنینؑ کب رکھا گیا ہے تو اسکی فضیلت سے انکار نہ کرتے علی امیر المومنین اس وقت کہلائے کہ جب آدم کا روح اور جسد درست نہ ہوا تھا" چنانچہ خدا فرماتا ہے وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ الایۃ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ۔ تو فرشتوں نے کہا۔ ہاں! تب

خدا نے فرمایا میں تمہارا پرور دگار ہوں۔ اور محمدؐ تمہارے نبی ہیں۔ اور علیؑ تمہارے امیر ہیں۔"
مولوی صاحب آپ حدیث نور کیطرح جو شمشیر ولایت نمبر۱۔ میں لکھی جاچکی ہے۔ اس
حدیث سے بھی انکار نہ کرکے ایمان لائیگا۔؟ اور تو اور۔ آپ سورہ توبہ کی اس آیت پر بھی ایمان
لاتے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوا مَعَ الصَّادِقِیْنَ ط جس کی تفسیر میں آپکے
علامہ جلال الدین سیوطی نے باسناد ابن عباس وامام محمد باقر علیہ السلام تسلیم کرلیا ہے
کہ صادقین سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ دیکھو تفسیر درالمنشور جلد۳ صفحہ ۲۹۰۔
ہاں! آپ سورہ ہود سے آیہ اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ
مِّنْہُ کے شان نزول کو اسی درمنشور کے صفحہ ۳۲۴ جلد۳ سے ملاحظہ کئے ہوتے۔ جناب عالی!
آپ سورۂ رعد کی آیہ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ ط کا شان نزول ہی اسی تفسیر کی
جلد۴ صفحہ ۴۵ سے دیکھتے۔ سورہ حجر کی آیہ قَالَ ھٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ ط کو پڑھکر
پھر اپنے امام خوارزمی کی کتاب المناقب کھولے ہوتے کہ جس نے قاضی بیضاوی ودیگر
مفسرین اہل سنت کی توجیہات بے سروپا پر خاک ڈال کر آپکے امام حسن بصری ہی کے
قول پر اکتفا کی ہے۔ جو اسنے کہا کہ دراصل یہ آیہ قَالَ ھٰذَا عَلِیٌّ صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ہے۔
یعنی یہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہی کا دین۔ اور راستہ سیدھا ہے۔ پس بعد رسول صلعم
اسکی پیروی کرو۔ اور راسکو تھامے رہو" مولوی صاحب! آپ سورہ طٰہٰ کو دیکھتے قَالَ رَبِّ
اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ۝ وَاجْعَلْ
لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ ۝ ھٰرُوْنَ اَخِیْ ۝ اشْدُدْ بِہٖٓ اَزْرِیْ ۝ وَاَشْرِکْہُ فِیْٓ اَمْرِیْ ۝
کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا ط اور اس آیہ کی تفسیر اپنے علامہ سیوطی سے دریافت کرتے کہ جسنے
درالمنشور کی جلد۴ صفحہ ۲۹۵ سطر ۱۷ مطبوعہ مصر میں ابن مردویہ خطیب وابن عساکر کی
زبانی اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
کنہ کے ایک پہاڑ کے مقابل یہ فرماتے ہوئے سُنا "کہ اے خداوندا! میں بھی تجھ سے
وہی سوال کرتا ہوں جو میرے بھائی موسٰے نے کیا تھا۔ میرے سینہ کو کشادہ فرما
میرا کام میرے لئے آسان کر۔ میری زبان کی گرہ کھول دے۔ تاکہ لوگ میری بات اچھی
طرح سمجھیں۔ اور میرے اہل بیت سے میرے بھائی علیؑ کو میرا وزیر بنا۔ اور اسکی ذریعہ سے
میری پشت کو مضبوط کر۔ اور میرے کام میں اسکو میرا وزیر بنا تاکہ ہم کثرت سی تیری یاد کریں

تو تو ہماری حالت دیکھ رہا ہے۔ انتہیٰ مولوی فاضل صاحب ابعد ملاحظہ اس آیہ مبارکہ اور اسکی تفسیر پر تنویر کے پھر سورۃ الانشراح کی تلاوت فرماتے۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ۞ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ ۞ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۞ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۞ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۞ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ۞ یعنی اے محمدؐ کیا ہم نے تیرا سینہ (علم سے) کشادہ نہیں کر دیا؟ (ضرور کر دیا) اور تم پر سے وہ بوجھ (بھی) اوتار دیا جس نے تمہاری کمر توڑ رکھی تھی۔ اور تمہارا ذکر بھی بلند کر دیا۔ تو (ہاں) مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے۔ (اور بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ تو جب تم فارغ ہو جاؤ۔ تو مقرر کر دو۔ اور اپنے پروردگار کی طرف رغبت کرو۔ انتہیٰ۔

شاید اگر حسب عادت آپکو پھر بھی یقین کامل نہ ہو تو انشاء اللہ صحیح بخاری مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۵۴ سے حدیث رسول صلعم پر غور کر لیتے" قال الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لیس نبی بعدی "۔

افسوس ہی کہ آیات مذکورۃ الصدر میں کوئی آیت ایسی نہیں کہ جسے متشابہات میں شمار کیا جاوے۔ مطلب سب کا ظاہر و باہر ہے۔ محدثین سنی المذہب جو بڑے بڑے جلیل القدر بلکہ امام المحدثین کہلائے۔ اعتراف کر رہے ہیں۔ مگر نہ ماننے کا کیا علاج؟

مثال کے طور پر یہی دیکھ لو۔ کہ فرمایا سورہ مائدہ میں۔ یَاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط یعنی اے رسول جو حکم تمہارے پروردگار کیطرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے پہونچا دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو (سمجھ رکھو کہ تم نے اس کا (خدا کا) کوئی بھی پیغام نہ پہنچایا۔ اور (ڈرو نہیں) خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھیگا۔ انتہیٰ۔

بتائیے اس آئت کا شان نزول کیا ہے؟ پس ہمارا دعوے ہے کہ آیت نازل ہوئی خم غدیر پر۔ اور نص قطعی ہے۔ اوپر خلافت کے جناب امیر علیہ السلام کی۔ اور دلیل میں ہم پیش کرینگے۔ آپ ہی کی معتبر تفسیر در المنثور علامہ سیوطی۔ ملاحظہ ہو جلد ۲ صفحہ ۲۹۸ مطبوعہ مصر واخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن عساکر عن ابی سعید الخدری قال نزلت ھذہ الآیۃ یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الخ علی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم فی علی ابن ابی طالب - یعنی آیہ مذکورہ بالا نازل ہوئی خم غدیر کے دن نبی صلعم پر درباب علی مرتضیٰ انتہیٰ - اب رہا یہ امر کہ اس روز علیؑ کے باب میں نبی پر کیا .... نازل ہوا؟ تو خیر - یہ بھی معاملہ صاف ہے -
ملاحظہ ہو - مشکوٰۃ شریف فصل ثالث باب مناقب علی بن ابیطالب صفحہ ۵۵۷ عن زید بن ارقم ان رسول اللہ صلعم لما نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین انفسہم قالو ابلیٰ قالو الستم تعلمون انی اولیٰ بکل مومن نفسہ قالو ابلیٰ فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وآل من والاہ وعاد من وعاداہ فلقیہ عمر بعد ذالک فقال لہ ھنیئا یا ابن ابیطالب اصبحت واصبت مولیٰ کل مومن ومومنۃ رواہ احمد خلاصہ مطلب یہ کہ جب نازل ہوئے رسول اللہ صلعم مقام خم غدیر پر تو لوگوں سے اپنی نبوت وبزرگی کا اقرار لیکر حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ جن لوگوں کا میں مولا (حاکم) ہوں ان لوگوں کا علیؑ مولا ہے جسپر حضرت عمر نے مبارک بادوی انتہی ملخصاً -
پس یہی حکم تہا خداوند تعالیٰ کا کہ جس کی نسبت فرمایا اگر اس حکم (علی کی ولائت) کو تم نے لوگوں پر واضح نہ کیا تو گویا تمام احکام الٰہی نہیں پہنچائے -
طالبین حق کے لئے تو اتنا ہی کافی ہے - زیادہ ضرورت ہی نہیں - اب اگر کوئی ہٹ دہرم ضدی کہیگا کہ نبی کی مراد یہ تھی کہ لوگ علیؑ سے محبت کریں تو ہم کہینگے کہ پھر بھی بروئے آیہ قرآنی مطلب یہی نکلا کہ علیؑ ہی کی محبت ہے جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ رسالت ونبوت کا نچوڑ اور جملہ احکام قرآنی کا مقصد ہے کہ فرمایا "فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ - یعنی اس حکم کے نہ پہنچانے سے سمجھا جائیگا کہ تم نے سارا قرآن ہی نہیں سنایا نیز آیہ اکمال دین بھی اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (مایدہ پارہ ۶) یعنی آج کے روز میں نے تمہارے دین کو کامل کردیا - اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے دین اسلام کو پسند کیا انتہیٰ اسی آیہ بلغ کے مترادف ہے جسکا نزول بعد اعلان خلافت علی علیہ السلام تمہاری اسی تفسیر جلد ۲ صفحہ ۲۰۹ پر لکھا ہوا ہے حتیٰ کہ سورہ معارج کی آیت سَاَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ - لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ط کی تفسیر بھی آپکے امام ثعلبی نے یہی کی ہے کہ حارث بن نعمان نے جناب

امیر علیہ السلام کی خلافت سے انکار کر کے کہا تھا کہ ای رسول یہ حکم جو بعد صدہا احکام الٰہی کے تم نے ہمیں سنایا (یعنی علی بھی تمہارا امیری ہی طرح سرپرست یا مولا ہے) آیا خدا کی طرف سے ہے یا آپ نے اسے برادر چچازادہ جانکر ہم پر مسلط کیا ہے؟ جسپر آپ نے فرمایا قسم اس خدا کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ خدا کے حکم سے ایسا کیا گیا۔ یہ سنکر وہ (حارث) پچھلے پاؤں پلٹا اور کہتا ہوا چلا۔ کہ خداوندا اگر محمد (صلعم) سچ کہتے ہیں تو آسمان سے پتھر یا کوئی اور عذاب مجھ پر نازل کر۔ ابھی وہ اپنی سواری تک پہنچا تہا۔ کہ ایک پتھر اسکے سر پر گرا اور اسکی دبر سے نکل گیا۔ اِس وقت یہ آیہ نازل ہوا۔ دیکھو تفسیر ثعلبی۔ (یہ واقعہ مدینہ کا ہے جب آنحضرت صلعم جناب امیر علیہ السلام کو خلیفہ نامزد کر کے مدینہ پہنچ گئے تھے۔)

اب اگر مولوی صاحب اپنی تمام کتب احادیث وتفاسیر کے ساتھ سلوک عثمانی کر کے بافراغت ہم سے سوال کریں۔ کہ ہم بھی تو خلافت بلافصل جناب امیر علیہ السلام کے منکر ہیں ہم پر پتھر کیوں نہیں پڑتے۔ فاقول۔ جناب عالی! حارث بن نعمان نے تو خود کہا تھا۔ اللھم ان کان مایقول محمد حقاً فامطر علینا حجارة من السماء الخ (تحریم المومنین صفحہ ۱۰۴) لیکن آپ لوگوں نے شاید کبھی ایسا نہیں کہا۔ آپ بھی اگر کوشش کریں۔ ہاتھ پھیلائیں۔ گڑگڑائیں۔ تو خدا آپ لوگوں کی بھی مراد حاصل کر دے۔ (حیرزا)

پڑھو قرآن مجید۔ قولہ تعالیٰ۔ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَىٰ ظَهْرِهَا مِن دَابَّةٍ وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا (فاطر پارہ ۲۲) ترجمہ اور اگر خدا لوگوں کی کرتوتوں کی گرفت کرتا تو روئے زمین پر کسی جانور کو بھی باقی نہ چھوڑتا مگر وہ تو ایک مقرر میعاد تک لوگوں کو مہلت دیتا ہے (کہ جو کرنا ہے کر لو) تو پھر جب انکا وقت آجائیگا تو خدا یقینی اپنے بندوں کے حال کو دیکھ رہا ہے جو جیسا کریگا ویسا پائیگا) انتہیٰ۔

چونکہ یہ بحث خلافت بہت دلچسپ مگر طویل ہے۔ لہٰذا اسکو یہیں پر تمام کرتے ہیں۔ اگر کسی کو مزید اطمینان درکار ہو۔ تو وہ کتاب مستطاب عبقات الانوار کی مجلدات کا مطالعہ کریں کہ جسکا جواب دنیا کے کسی سنی عالم سے نہ ہو سکا۔ اور نہ ہو سکیگا۔ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔

ایک قابل قدر نکتہ۔ مانا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت بقول مولوی ثناء اللہ صاحب حسب فرمان باریتعالےٰ وامرهم شوریٰ بینهم الخ سراسر ایک خیر العمل ثابت ہوئی۔ مگر اس امر خیر کی نسبت حضرت عمر فرماتے ہیں ملاحظہ ہو صحیح بخاری مطبوعہ بمبئی جزو بست و ہشتم صفحہ ۱۰۰۱ الا وان بیعة ابی بکر قد کانت فلتة ولکن اللہ وقی شرها یعنی آگاہ ہوں اہل اسلام بدرستیکہ تحقیق بیعت ابوبکر کی تھی دفعتاً لیکن خدا نے اسکے شر سے بچالیا۔ انتہی۔ کہئے صاحب! جس بیعت یا خلافت کو مولوی صاحب خیر فرماتے تھے اسے حضرت عمر شر سے تعبیر کرتے ہیں۔ فرمائیے۔ اب بھی قرآن مجید کی یہ آیت حضرت عمر پر مطابقت نہ کریگی۔ قولہ تعالےٰ۔ فان لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک هم الکافرون۔ یعنی جو نہ فیصلہ کرے اسپر جو نازل کیا اللہ تعالےٰ نے تو بس وہی لوگ کافر ہیں۔ اب یا تو مولوی صاحب حضرت عمر کو سچا مانیں اور خلافت بکری سے دست بردار ہو کر اپنے دعوے کو واپس لیں۔ یا حضرت ابوبکر کی خلافت کو صحیح مان کر کفر ثانی کے قائل ہوں۔ اور بس۔ ؎

کروگے ایک ہی صورت گوارا کہیں جاتا نہیں اُلو ہمارا
اسے چھوڑا اُسے قابو کرینگے پئے کاذب وہی آئت پڑھینگے

اب اگر حضرت عمر سچے اور فاروق واقعی ہیں تو بلا شبہ حضرت ابوبکر کی خلافت مجسم شر تھی (اہر کہ شک آرد کافر گردد) اور اگر خلافت معلومہ ایک امر نیک و عمل خیر تھی تو حضرت عمر گئے گذرے۔ شعر ؎

پھبتی تیرے مکھڑے پہ مجھے خوب کی سوجھی لا ہاتھ ادھر دے کہ بہت دور کی سوجھی

مولوی صاحب! ہمارا دوستانہ مشورہ ہے کہ آپ اپنے دعوے پر قائم رہیے اور خلافت بکری کو بھی صحیح مانئے۔ لیکن حضرت عمر ہمارے حوالہ کیجئے۔ اسمیں ہماری عبث شنیع کی تکالیف رفع ہو جائینگی۔ اور آپ کو کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرنا پڑیگا۔ ساتھ ہی دن رات کی تو تو میں میں سے بھی فریقین کو مخلصی مل جائیگی۔ ؎ ہمارا کام کہنا ہے کوئی مانے تو بہتر ہے نہ مانے گر تو نور احمد ہمارا کیا بگڑتا ہے۔ کہو جی کیسی کہی؟

نظم

پلا ساقی مئے وحدت کہ ہم کو جام بھر بھر کر
ہمیں دنیا و عقبیٰ میں بھروسا ہے فقط تیرا
عدو بیضا میں محبت کو علیؑ کا سنگ کافی ہے
[illegible] نوشی آ کر یا حصار

ہوا نہ حرص دنیا کو اڑا کر باد صرصر کر
[illegible]
[illegible] سنگ مرمر کر
تو [illegible] ہو گا کسی کو در بدر کر کر

تو خود رَو خود بخود رو پڑ گی گو مت ڈرا ظالم
عمر نے خود دکھا بوبکر کی بیعت شرارت تھی
تصرف کیا نبی کی پاک امت پر منافق کا
خلافت کو علیؑ کی ہم کریں قرآن سے ثابت
علیؑ احمدؐ کو ہیں ایسے کماروں میں جیسی
ولائت شیر حق کی کسطرح مانے تو ای بکری
یہ دیکھو کیمیا۔ لوہے کو کیا چاندی بنا ہیں
جلا دیں خرمن ہستی کو تیری اے لعین نا ری
اگر اے بوالوفا پنجاب کا ہی شیر بنا ہے
عنایت کی نظر سے آہماری شیر یزدانی

تیری جب قوم ہے جاہل تو مت حشم ان خرتر کر
تو پھر شیعوں کو اے سنی تو بدنام مجھ کر کر
خلیفہ ہے وہی جسکو گئے میں آپ شور کر
کیا کر بحث شیعوں سے مگر قادر سے ڈر ڈر کر
ملیگا کیا تجھے منکر بھلا انکار کر کر کر
کہ تیرے بزدلوں نے لی خلافت ہائے مرمر کر
الٰہی حق پرستوں کو بنانے یوں ہنر ور کر
تاسف کی کلیجہ سے ہم آہ پُر شرر بھر کر
تو شیعوں کی طرح از رہ مرنے سے ور دو بر کر
بزکوہی کے کھانے کو ہمیں شیر ببر کر

مولوی صاحب کی ساتویں غلطی

اشاعت اسلام واصحاب ثلثہ

بحث اول شیر پنجاب اور بزکوہی

تا کجا اعدا کی گیدڑ بھبکیاں الغیاث اے شیر یزداں الغیاث!

آپ نے اصول مناظرہ کے خلاف روباہ بازیاں کرتے کرتے عوام الناس جہال کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "بیشک حضرت ابوبکر عمر عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے رسول کی امداد کی۔ ملک فتح کئے۔ اسلام پھیلایا۔ یہ لوگ نبی کے پاس بیٹھنے والے اندر بیٹھنے والے آج ہندوستان میں جو بھی مسلمان نظر آتے ہیں۔ یہ سب ابوبکر عمر عثمان رضی اللہ عنہم کی جوتیوں کی طفیل ہیں۔ بتلایئے۔ علیؑ نے کیا کیا؟ جس مسلمان کو برحق سمجھا جائے الخ

انتہی کلامہ

الجواب شعر

ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو برا کہتے ہیں
کی وفا ہم سے تو غیر اس کو جفا کہتے ہیں

ناظرین! اصحابان فہم و فراست و عقل و کیاست! مولوی صاحب کی صرف اسی تقریر ہی سے آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ وہ کس قدر معقول آدمی ہیں۔ نیز آپکو اس کا پتہ بھی بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ یہ لوگ تحریری بحث سے کیوں گریز کرتے ہیں۔ صرف اسی لیئے کہ تحریر سے انکار نہ ہو سکیگا اور تقریر میں جتنی بھی دل کھول کھول کر غلط بیانیاں بیان کرینگے۔ ان کی گرفت نہ ہو سکیگی۔ فی الفور انکار کر دینگے۔ ہاں! اس سے یہ بھی ثابت ہو جائیگا۔ کہ علمائے اہل سنت کا منشاء ہرگز ہرگز اظہار حق کا نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ انکی سب کوششیں کتمان حق پر مبنی ہوا کرتی ہیں۔ لیکن خانصاحب کے فاختہ اڑانے کے دن گئے۔ زمانہ بدل گیا نئی روشنی پھیل گئی۔ ماشاء اللہ اب تو اہل سنت بھی عام طور پر لومڑیوں کے مکروں سے واقف ہو رہے ہیں۔ کیوں نہ ہو۔

شعر

لڑکپن جانیوالا ہے جوانی آتی جاتی ہے
کلیجے سر وہ لپٹانے کے قابل ہو جاتے ہیں

بہرحال مولوی صاحب کی تقریر سے انکا مطلب یہ ثابت ہوتا ہے "کہ چونکہ اصحاب ثلثہ نے بقول سنیان نبی صلعم کی مدد کی۔ ان کے پاس بیٹھے۔ ملک فتح کیئے۔ لوگوں کو مسلمان کیا۔ اسلام پھیلایا۔ لہذا یہی برحق اور قابل اقتداء تصور کیئے گئے۔ اور حضرت علیؑ نے ان مذکورۃ الصدر امور میں سے بزعم ان کے کچھ بھی نہ کیا۔ اس لئے ان کو برحق سمجھنا فضول بلکہ غلطی ہے"۔

اب ہم مولویصاحب کے ان منطقی فقرات و بیدلیل ہزلیات کا جواب نمبروار مختصراً عرض کرتے ہیں۔ امید ہے کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہونگے۔ جو حق و باطل کی تمیز پر کمر بستہ ہو جائینگے اور سچائی کی قبولیت سے ذرہ بھر عذر نہ کرینگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

تنقیح نمبر ۱۔ اصحاب ثلثہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مدد کی" **اقول** بالکل غلط ہے۔ ملاحظہ ہو قرآن شریف۔ قولہ تعالیٰ۔ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ط (آل عمران پارہ ۳) ترجمہ اور اللہ اپنی مدد سے جسکی چاہتا ہے۔ تائید (امداد) کرتا ہے بیشک سوجھ والوں کے لئے اس میں بڑی عبرت ہے انتہیٰ اور کیا مشکل وقتوں میں رسول اللہ صلعم کی امداد خدا نے نہیں کی؟ ضرور کی۔ سنئے! زیادہ نازک وقت رسول اللہ صلعم کو مکہ میں تھا۔ سو اسکی نسبت بھی جل جلالہ نے اپنی کلام پاک میں

فرمایا ہے۔ وَاذْكُرُوا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (انفال پارہ ۹) ترجمہ یاد کرو جب تم سرزمین (مکہ) میں تھوڑے سے تھے کمزور سمجھے جاتے تھے (اور) اس بات سے ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں زبردستی (کہیں) اڑا نہ لے جائیں۔ پھر خدا نے تمکو (مدینہ میں) جگہ دی اور اپنی مدد سے تمہاری تائید کی اور اچھی اچھی چیزیں تمکو کھانے کو دیں تاکہ تم شکر کرو۔

مولوی صاحب فرماتے۔ آپ کے ثلاثہ صاحبان کی امداد کا کہاں ذکر ہے؟ لاحول ولاقوۃ۔ سنو۔ سورہ نساء میں فرمایا۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ط ترجمہ اور خدا تمہارے دشمنوں کو جانتا ہے اور اللہ ہی حامی بس ہے۔ اور اللہ ہی مددگار ہے نیز فرمایا۔ بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ ط وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ (آل عمران پ) ترجمہ بلکہ تمہارا مددگار اللہ ہے اور وہ سب مددگاروں سے بہتر ہے؛ اور سورہ زمر میں تو صاف فرمایا أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ (پارہ ۲۴) یعنے کیا خدا اپنے (محمد صلعم کی حفاظت) کو کافی نہیں؟

پھر فرمایا قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ط یعنے (اے پیغمبرؐ) کہدو کہ مجھے تو خدا ہی (مددگار) کافی ہے اور متوکل لوگ اسی پر بھروسا رکھتے ہیں۔

اور فتح مکہ کی نسبت سورہ فتح میں فرمایا وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ط وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ط (پارہ حم ۲۶) ترجمہ وہ خدا ہی تہا جسنے عین مکہ میں تم کو کافروں پر فتح دیئے پیچھے انکے ہاتھونکو تم سے روک دیا اور تمہارے ہاتھوں کو انسے اور جو کچھ تم کرتے تہے اللہ دیکھتا تہا۔ انتہی +

اور جنگ بدر کی نسبت بھی سورہ آل عمران ملاحظہ ہو۔ إِذْ هَمَّت طَّائِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ط وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ ج فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ؁ إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَن يَكْفِيَكُمْ أَن يُمِدَّكُمْ رَبُّكُم بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنزَلِينَ ط ترجمہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ تم میں سے دو گروہوں نے ہمت ہار دینی چاہی مگر اللہ کی

مدد پر تہا اور مسلمانونکو چاہیئے کہ الله پر بھروسا رکہیں) اور درانحالیکہ خدا تمہاری مدد بدر (کی لڑائی) میں کرہی چکا تہا۔ اور (دشمنونکے مقابلہ ہیں) تمہاری کچہہ حقیقت ہی نہ تہی تو الله سے ڈرو عجب نہیں کہ تم شکرگذاری بہی کرو اور اسی (جنگ بدر کا واقعہ یاد کرو) جب کہ تم مسلمانونکو سمجہا رہے تہے کہ کیا تم کو اتنا کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کرے! (ضرور کافی ہے) بَلٰۤى اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ط وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَ لِتَطْمَىٕنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ط ترجمہ بلکہ اگر تم ثابت قدم رہو اور خدا فرمانی سے بچو اور دشمن بہی ابہی تم پر چڑھ آئیں تو تمہارا پروردگار پانچہزار فرشتونسے تمہاری مدد کریگا۔ جو بڑی سج دہج سے آموجود ہونگے اور یہ امداد تو خدا نے صرف تمہارے خوش کرنے کو کی اور اس لیئے کہ تمہارے دل اس سے تسلی پائیں ورنہ (اصلی) مدد تو الله ہی کیطرف سے ہے جو زبردست اور حکمت والا ہے انتہی۔

کہیئے جناب! ہم قرآن مجید پر ایمان لائیں جسنے رسول الله صلے الله علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ ہمیشہ اور ہر وقت ہیں نصرت و فتح کا خدائی وعدہ بتلایا ہے یا آپ کی ان لن ترانیوں پر کہ نعوذ باللہ محمد مصطفٰے صلعم اور انکا دین (اسلام حقہ) اصحاب ثلثہ کی امداد کا محتاج تہا۔ حالانکہ ہم آگے چل کر ثابت کردینگے۔ کہ بجائے امداد و نصرت کے اصحاب ثلثہ نے ہمیشہ لشکر اسلام کو ہزیمت دلائی۔

ہاں! خداوند کریم کی امداد کے ساتہہ ہی جہاں بعض بعض مقامات پر فرشتون اور دوسرے لوگونکی امداد کا ذکر آیا ہے۔ وہاں ایک قسم کی ازمایش مراد ہے۔ مثلاً سورہ توبہ میں ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ط اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ؁ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَ لَا تَضُرُّوْهُ شَيْــٴًـا ط وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَ اَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَ جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى

وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ط ترجمہ اے مسلمانو! تم کو کیا ہو گیا کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ راہ خدا میں (لڑنے کے لیے) نکلو۔ تو تم زمین پر ڈھیر ہوئے جاتے ہو۔ کیا آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی پر قناعت کر بیٹھے ہو (اگر یہ بات ہے) تو (تمہاری سخت غلط فہمی ہے کیونکہ) آخرت (کے فائدہ کے) مقابلہ میں دنیا (کی زندگی) کے فائدے محض بے حقیقت ہیں اگر تم (بلائے جانے پر بھی راہ خدا میں لڑنے کے لیے) نہ نکلو گے تو خدا تم کو بڑی دردناک مار دے گا۔ اور تمہارے بدلے دوسرے لوگ (رسول کی مدد کو) لا موجود کریگا اور تم اسکا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اگر تم رسول کی مدد نہ ہی کرو تو (کچھ پروا کی بات نہیں اللہ اسکا مددگار ہے اور) اسی نے اپنے رسول کی مدد اس وقت بھی کی تھی جب کافروں نے اسے (لیا) بے سر و سامان گھر سے نکال دیا کہ (صرف دو آدمی) دو میں کے دوسرے (پیغمبر) اس وقت یہ دونو غار (ثور) میں تھے اسوقت (پیغمبر) اپنے ساتھی (ابو بکر) کو سمجھا رہے تھے۔ کہ کچھ رنج نہ کرو خدا یقیناً ہمارے ساتھ ہے۔ پھر اللہ نے اپنے پیغمبر پر (اپنی طرف سے) تسلی اتاری اور انکو فرشتوں کی) ایسی فوج سے مدد دی جسکو تم نہ دیکھ سکے اور کافروں کی بات کو نیچا کر دیا اور خدا ہی کا بول بالا ہے۔ اور خدا غالب اور حکمت والا ہے۔ انتہیٰ۔

آیات مرقومۃ الصدر پر ذرا سی غور سے ہی یہ عقدہ حل ہو جاتا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کی امداد بتیہ خداوند کریم کرتا ہے۔ حتے کہ صاف فرما دیا اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ الخ یعنے اگر تم لوگ نہ ہی مدد کرو گے تو پروا نہیں اسکی مدد کرنے کو اللہ کافی ہے نیز فرمایا کہ تم لوگ بوجھل ہو کر زمین پر پڑ رہے ہو جب تم کو امداد رسول کے لئے بلایا جاتا ہے۔ بیشک! اس خدائی طعن سے جو نہایت عتاب آمیز طمطراق سے کی گئی صرف ایک شخص مدد کو موجود ہوا جس نے ایسی مدد کی کہ شیخ سعدی کو بھی کہنا پڑا

شعر

تا اژدہا گر بود یار غار ٭ ازاں بہ کہ جاہل بود غمگسار

نیز ملاحظہ فرمایئے سورہ تحریم۔ قولہ تعالیٰ اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ط ترجمہ (اے پیغمبر کی دونو بیبیو! اس حرکت سے) خدا کی جناب میں اگر توبہ کرو تو (تمہارے حق میں بہتر ہے) کیونکہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں اگر تم دونو (رسول کی مخالفت میں) ایک دوسری کی اعانت کرتی رہو گی تو (کچھ پروا نہیں کیونکہ) خدا اور جبرئیل اور تمام ایمان داروں میں

نیک شخص (علی علیہ السلام درالمنثور ج صفحہ ۳۲۹)

پس یہ تمام امتحان اور آزمائشیں تھیں جن سے خداوند کریم کا منشا یہ تھا۔ لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ط (انفال پارہ ۹) ترجمہ تاکہ اللہ ناپاک (لوگوں) کو پاک (لوگوں) سے الگ کر دے اور ناپاک (لوگوں) کو ایک دوسرے پر رکھ کر سب کا ڈھیر بنائے پھر اس ڈھیر کو جہنم میں جھونک دے یہی لوگ ہیں جو گھاٹے میں رہے۔ انتہیٰ۔

پھر سورہ آل عمران میں ہے۔ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ۔ یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ جس حال میں تم ہو پاک اور پلید کی تمیز کئے بغیر اسی حال میں مومنوں کو رہنے دے۔ (اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جدال و قتال و دیگر سیاسی معاملات میں تخاطب رسول اکثر لوگ خبیث بھی تھے)

شاید اگر مولوی صاحب کی اب بھی تسلی نہ ہوئی ہو تو اور بھی سنیں۔ فرمایا۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ط (انفال پارہ ۱۰) ترجمہ کوئی نبی جب تک روئے زمین پر (کفار کو) اچھی طرح مار دھاڑ نہ کرے۔ اسکے یہاں قیدیوں کا رہنا مناسب نہیں (اے صحابہ) تم لوگ تو دنیا کے ساز و سامان کے خواہاں ہو۔ اور خدا چاہتا ہے۔ بھلائی آخرت کی۔

پس اسی مطلب کو جل جلالہ نے سورۂ آل عمران میں جنگ احد کا ذکر کرتے ہوئے یوں فرمایا ہے۔ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَا تُحِبُّونَ ۚ مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۚ ط ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ط وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ط

ترجمہ۔ اور بیشک خدا نے (جنگ احد میں بھی) اپنا (فتح کا) وعدہ سچا کر دکھایا تھا جب تم اس حال سے (پہلے ہی حملہ میں) ان (کفار) کو خوب قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ تمہارے پسند کی چیز (فتح) تمہیں دکھا دی۔ اسکے بعد بھی تم نے (مال غنیمت دیکھکر) بزدلا پن کیا اور حکم رسول (مورچہ پر جمے رہنے میں) باہم جھگڑا کیا اور (رسول کی) نافرمانی کی۔ تم میں سے

کچھ تو طالب دنیا ہیں (کہ مال غنیمت کی طرف جھک پڑے) اور کچھ طالب آخرت۔ (کہ شہید ہوئے) پھر (بزدلی نے) تمہیں ان (کفار) کی طرف سے پھیر دیا۔ (اور تم بھاگ کھڑے ہوئے) اس سے خدا کو تمہارا (ایمان) آزمانا منظور تھا۔ اور (اس پر بھی) خدا نے تم سے درگذر کی۔ اور خدا مومنین پر بڑا افضل کرم کرنے والا ہے۔ انتہی۔

اس میں تو خدا نے صاف سمجھا دیا کہ اس سے فقط آزمائش ہی منظور تھی۔ ورنہ مدد رسول کے لیے تو اسکے وعدے کافی ہیں جو اسنے ہمیشہ سچ کر دکھائے۔

ہاں جو شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہے وہ علاوہ مطلب زیر بحث کے یہ بھی سمجھتا جاوے۔ کہ سنیوں کا وہ بیدلیل دعوےٰ کہ تمام صحابہ و مجاہدین کہ صحبت رسولؐ سے مشرف ہوئے جنتی و ناجی ہوچکے ہیں۔ کیسا باطل ہو رہا ہے؟ بلکہ قرآن مجید اسکے خلاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ لوگ سب کے سب طیب نہیں۔ بلکہ بعض ان میں سے خبیث فراری منافق طالب دنیا بھی ہیں۔ لہذا شرف صحبت سے مشرف ہونا کسی کی دلیل ایمان و نجات نہیں۔ ورنہ ہمیں قرآن مجید سے دست بردار ہونا لازم آئیگا جس کی ہمارے مخاطب کو کچھ پروا نہیں۔

ہاں اب مختصراً یہ عرض کرنا باقی ہے کہ خصوصاً اصحاب ثلثہ کو اگر امداد منظور نہیں تھی تو بعض اوقات جہاد وغیرہ میں کیوں شریک ہوتے رہے؟ تو اس کا جواب بھی اسی کلام خدا میں موجود ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ کیسی جامع کتاب ہے کہ کوئی بات ایسی نہیں نظر آتی جو اسلام کے متعلق ہو۔ اور اسمیں نہ ہو۔ چنانچہ فرمایا۔ فَاِذَا جَآءَ الۡخَوۡفُ رَاَیۡتَہُمۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَیۡکَ تَدُوۡرُ اَعۡیُنُہُمۡ کَالَّذِیۡ یُغۡشٰی عَلَیۡہِ مِنَ الۡمَوۡتِ فَاِذَا ذَہَبَ الۡخَوۡفُ سَلَقُوۡکُمۡ بِاَلۡسِنَۃٍ حِدَادٍ اَشِحَّۃً عَلَی الۡخَیۡرِ اُولٰٓئِکَ لَمۡ یُؤۡمِنُوۡا فَاَحۡبَطَ اللّٰہُ اَعۡمَالَہُمۡ وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرًا (احزاب پارہ ۲۱) ترجمہ (اے پیغمبر) جب کوئی خوف (کا موقع) پیش آتا ہے تو ان کو دیکھتے ہو کہ (مایوسانہ) تم کو دیکھتے ہیں۔ ان کی آنکھیں گھومی چلی جاتی ہیں جیسے کسی پر موت کی بیہوشی ہو۔ پھر جب خوف دور ہوجاتا ہے تو مال (غنیمت) پر گرے پڑتے اور دل خراش باتیں کر کر کے تم پر طعنے مارتے ہیں یہ لوگ (شروع سے ہی) ایمان نہیں لائے اللہ نے ان کے عمل جو کئے بھی تھے) رائیگان کر دئے۔ اور خدا کے نزدیک یہ (ایک) آسان امر ہے انتہی۔

اب رہی یہ بات کہ وہ اس مال غنیمت کو کیسے جانتے تھے۔ کہ ضرور ہاتھ آئیگا سو ملاحظہ ہو سورہ فتح۔ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ الخ (پارہ ۲۶) ترجمہ یعنی خدا تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرما چکا ہے۔ کہ تم ان پر قابض ہوگے تو یہ (مال غنیمت) تم کو سردست دلوا دے۔

اور یہ اہل سنت کا ہی خیال نہیں کہ اصحاب ثلثہ نے فلاں غزوہ فتح کیا فلاں میدان سر کیا وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ خود ثلثہ صاحبان کا بھی یہی خیال تھا۔ کہ ہم نے یہ کیا وہ کیا۔ حالانکہ وہ خیال ان کا بالکل باطل اور فاسد تھا۔ جیسا کہ اسی کتاب آسمانی میں ہے۔ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُولُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ط (عنکبوت) یعنی (اے رسول) جب تمہارے پروردگار کی مدد آ پہنچے (فتح ہو جائے) تو یہی لوگ (مسلمانوں سے) کہنے لگتے ہیں کہ ہم بھی تو تمہارے ساتھ تھے۔ بھلا جو کچھ دنیا جہان کے دلوں میں ہے۔ کیا خدا اس سے بخوبی واقف نہیں ہے؟

مولوی صاحب! ہم اس بات کو مطلقاً ماننے کے نہیں کہ آپکے اصحاب ثلثہ نے پیغمبر علیہ السلام کی کچھ بھی امداد کی ہو۔ کیونکہ اولاً تو پیغمبر کو ان کی امداد کی حاجت ہی نہ تھی۔ دوم آپکے پاس بھی اس دعوے کی کوئی دلیل و سند نہیں ہے۔

اور بیشک جن ایمان والوں اور رسولوں سے روز اول کا وعدہ نصرت انبیاء کی نسبت لیا جا چکا ہے۔ آپ کے ثلثہ ان میں شامل نہیں۔ فرمایا۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (آل عمران) یعنی اور جبکہ اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ ہم جو تم کو کتاب حکمت دیں پھر کوئی پیغمبر تمہارے پاس آئے اسکی تصدیق کرے تو دیکھو ضرور اسپر ایمان لانا اور ضرور اسکی مدد کرنا۔ انتہیٰ۔

نوٹ:۔ ہم نے یہ آیت اس واسطے لکھی ہے کہ بوجہ جہالت و لاعلمی کوئی سُنّی اس سے دھوکا نہ کھا جائے۔ کیونکہ اس نصرت کا تعلق منشا زیر بحث سے خارج ہے۔

نیز آیہ الیوم اکملت لکم دینکم الخ کی موجودگی میں ہم کبھی اس بات کے قائل نہ ہونگے کہ فلاں شخص نے بعد رسول تکمیل دین کی فلاں نے دین روشن کیا۔ الا اینکہ جس شخص کی فطرت نورِ نبوت سے ہو اور وہ جزو ہو محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا۔

چونکہ اس بحث میں طول ہوتا جا رہا ہے۔ اور کچھ اور باتیں بھی باقی ہیں۔ لہذا قرآن مجید کے بعد بروئے روایات معتبرہ و احادیث صحیحہ واقعات پر بھی روشنی ڈالنا چاہتے ہیں کیونکہ گو جملہ اشارات الٰہی خلفائے سنیان کی طرف ہیں مگر قرآن مجید میں کسی کا نام مذکور نہیں۔ اسلئے مختصراً ان لوگوں کی صراحت بھی لازمی امر ہے کہ اشارات الٰہیہ کے مشارٌ الیہ بالتخصیص کون لوگ ہیں؟

بحث گذشتہ سے جہاں آپ پر یہ بخوبی روشن ہو چکا ہے کہ نبی علیہ السلام ان لوگوں کی امداد کے محتاج نہیں تھے سو وہاں یہ بھی تو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ایسے لوگونکا ظاہری جہاد بھی بغرض حصول دینا تھا۔ اور حبطت اعمالھم الخ کے تازیانہ نے ان کے وہ اعمال جو بقول سنیان ان کی فضیلت پر دال تھے ایک ہی زد میں اڑا دئے۔ اب ذیل کی مختصر بحث سے معلوم ہو جائیگا کہ بجائے امداد و نصرت کے ان لوگوں نے غزوات میں سے ایسے ایسے گریز کئے کہ تمام اسلام کو ان ہزیمتوں کا خمیازہ اٹھانا پڑا جسے خداوند کریم نے بار ہا اپنی کلام پاک میں بالصراحت بیان فرما دیا ہے۔ نیز اگر کسی شخص نے اشاعت اسلام کا کام کرنا بھی تھا تو اسکی شجاعت و جانفشانی کی ضرورت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں تھی۔ جبکہ بنیاد اسلام قایم ہو رہی تھی۔ پھر وہ لوگ جنہوں نے زمانہ نبوت میں سوائے اسکے کہ لڑائی کے شروع ہونے سے اول ہی فرار کر جائیں بعد رسول کریم صلعم باعث اشاعت اسلام کیسے ہو سکتے ہیں؟ جو ایک امر بدیہی ہے۔

تنقیح نمبر ۲ کا جواب بھی اسی میں آجائیگا۔ وھو ھذا۔

ملاحظہ ہو تاریخ خمیس جلد اول صفحہ ۴۸۵ وفی الصفوۃ عن ابی بکر الصدیق قال کنت اول من جاء یوم احد الخ یعنی ابوبکر صاحب کہتے ہیں کہ جنگ احد کے دن سب سے پہلے پھر کر ہم آئے (کتنا بڑا فخر ہے!!)

اور سنئے۔ ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۱۰۱ پر ہے۔ ترجمہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ کہا حضرت ابوبکر نے کہ جب جنگ احد میں سب لوگ رسول اللہ کو چھوڑ کر بھاگے تو سب سے پہلے میں ہی واپس آیا تھا (جل جلالہ)

تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۲۲ زیر آیہ وشاورھم فی الامر الخ المسئلۃ الخامسۃ روی الواحدی فی الوسیط عن عمرو بن دینار عن ابن عباس انہ قال الذی امر

النبی بمشاورتہ فی ھذہ الایۃ ابوبکر و عمر و عندی فیہ اشکال لان الذین امر اللہ رسولہ بمشاورتھم فی ھذہ الایۃ ھم الذین امرہ بان یعفو عنھم و یستغفر لھم وھم المنھزمون ھب ان عمر کان من المنھزمین فدخل تحت الایۃ الا ان ابابکر ما کان منھم فکیف تدخل تحت ھذہ الایۃ یعنی مسئلہ پنجم یہ ہے کہ واحدی نے وسیط میں لکھا ہے۔ کہ اس آیہ میں جو حکم مشورہ دیا ہے۔ تو وہ مخصوص ہے ابوبکر و عمر کے ساتھ کہ ان سے مشورہ لیں۔ (رازی لکھتے ہیں) ہمارے نزدیک اس قول میں اشکال ہے کیونکہ خدا نے جو حکم مشورہ کا دیا تھا۔ تو ان لوگوں کے بارے میں عفو و استغفار کا حکم تھا۔ جو وہی لوگ تھے جنہوں نے فرار کیا تھا۔ تو بیشک عمر تو ضرور بھاگنے والوں میں سے تھے۔ جس سے وہ داخل آیہ مذکور ہوئے مگر ابوبکر تو نہیں بھاگے تھے۔ پھر وہ اس آیہ میں کیونکر داخل ہو سکتے ہیں؟ انتہی۔ (اب شیخین کا فرار خوب ثابت ہوا!)

(مولوی صاحب! آپنے تو یہ آیہ شوریٰ پڑھ کر شیخین کی خلافت ثابت کرنی چاہی تھی لیکن آپکے آئمہ محدثین کی زبانی تو دوسرے آیہ شوریٰ سے ان کا کفر ثابت ہو رہا ہے! کیونکہ جنگ سے فرار کفر ہے۔ جیسا کہ آگے آتا ہے)

جنگ حنین ۔ ملاحظہ ہو۔ تاریخ خمیس جلد دوم صفحہ ۱۱۳۔ وفی روایۃ لم یبق معہ الا اربعۃ ثلاثۃ من بنی ھاشم علی و العباس ابوسفیان بن حارث واحد من غیرھم وھو عبداللہ بن مسعود فعلی والعباس یحفظانہ من قبل وجھہ وابوسفیان بن الحارث اخذ بعنان بغلتہ وعبداللہ بن مسعود یحفظہ من جانبہ الایسر وکان کل من یقبل الیہ یقتل البتہ الخ یعنی حضرت کے ساتھ صرف چار آدمی رہ گئے تھے تین بنی ہاشم سے حضرت علیؑ و عباسؓ۔ ابوسفیان بن حارث۔ اور غیر بنی ہاشم سے عبداللہ بن مسعود۔ حضرت علی و عباس تو حضرت کے آگے آگے رہتے تھے۔ اور ابوسفیان بن حارث حضرت کے بغلہ کی لگام تھامے تھے۔ اور عبداللہ بن مسعود۔ جانب چپ سے محافظت کرتے مگر جو شخص حضرت کے پاس آتا وہ قتل ہوتا۔ انتہی۔ اب اس لڑائی میں کوئی شخص اصحاب ثلثہ کو ڈھونڈھے یا کسی جوگی یا رمال سے دریافت کرے۔ انشاء اللہ پتہ نہ ملیگا تاوقتیکہ تقسیم تنخواہ و غنیمت کا موقعہ آئے (چیرز!!)

یہ جنگ ماہ شوال ۸ھ ہجری المقدس میں بعد فتح مکہ ہوئی۔ لشکر اسلام بارہ ہزار تھے

یہ اتنی تعداد تھی کہ لشکر اسلام کبھی اس قدر فراہم نہ ہوا تھا۔ کہ ابوبکر نے کہہ دیا۔ لن نغلب الیوم من قلۃ یعنی بوجہ کمی لشکر تو ہم مغلوب نہیں ہونگے۔ وقیل قالہ سلمہ فکرہ رسول اللہ کلا فوکلوا الی کلمۃ الرجل فالھزیمۃ الجیش الاسلام فی اول الحال کانت لسببہ تاریخ خمیس جلد دوم صفحہ ۱۱۱ یعنی یہ کلمہ حضرت صلعم کو نہایت مکروہ گذرا اور لشکر اسلام کو پہلے جو شکست ہوئی اسی کلام سے ٭ جسکی نسبت قرآن مجید میں ہے۔ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ ط (توبہ پارہ ۱۰)

ترجمہ۔ اللہ مدد کر چکا ہے تمہاری بہت سے موقعوں پر اور (خصوصاً) جنگ حنین کے دن جبکہ تمہاری کثرت نے تمکو مغرور کر دیا تھا (کہ ہم بہت ہیں) تو وہ کثرت تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی۔ اور زمین باوجود وسعت تم پر تنگ ہونے لگی۔ پھر تم پیٹھ دیکر بھاگ نکلے انتہی تو پس یہ شکست کی مصیبت سب کے سب جناب ابوبکر کے کلمہ نحوست و غرورت کی وجہ سے۔ اسلام پر پیش آئی۔ تعجب ہے کہ بارہ ہزار آدمی سے صرف چار ہی اعانت رسول صلعم کو رہ گئے۔ طرفہ این کہ وہ صاحبان جو ابھی آگے چل کر فاتحین دیار و امصار و شاہان جرار بننے ہیں کسی پہاڑ ایسے پہاڑ پر چڑھے کہ خردبین لگانے سے بھی دکھائی نہیں دیتے۔ ہاں اگر اس تنگ وقت میں موجود ہیں تو جناب امیر علیہ السلام جن کی نسبت شیر پنجاب مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ "شیعوں کی اماموں نے تو کبھی فوج بھی نہ دیکھی تھی"۔

خیر آگے چلئے۔ خود صحیح البخاری مطبوعہ مطبع استادالمطبعین صفحہ ۴۶۸ باب قول اللہ تعالےٰ و یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم الایہ۔ فی تتمۃ حدیث طویل۔ وانھزم المسلمون وانھزمت معھم فاذا بعمر بن الخطاب فی الناس فقلت ما شان الناس قال امر اللہ الخ یعنی راوی (قتادہ) روایت کرتا ہے کہ جب لوگ جنگ احد سے بھاگے تو میں بھی بھاگا۔ تا اینکہ ان فراریوں میں حضرت عمر بھی تھے۔ میں نے عمر سے پوچھا۔ ارے میاں یہ کیا ہوا؟ تو انہوں نے کہا کہ خدا کی مرضی۔ ہم کیا کریں (العجب ثم العجب) شعر ؎

کیا ہنسی آتی ہے ہم کو حضرت انسان پر ٭ فعل بد تو خود کریں اور طعن دیں شیطان پر

زاد المعاد ابن قیم جلد اول صفحہ ۵۵۹ میں ہے۔ فلحقت عمر بن الخطاب فقال لہ فقلت ما امر اللہ ثم ان الناس رجعوا و جلس رسول اللہ الخ یعنی قتادہ کہتے ہیں

کہ ہم عمر سے جا کر ملے (دور پہنچ گئے تھے) تو پوچھا لوگوں کو کیا ہو گیا ہم نے (عمر نے) کہا حکم خدا ہی یوں تھا (کیا اچھا مسئلہ تقدیر ہے!) اسکے بعد لوگ پھر آئے اور رسول اللہ نے نشست فرمائی۔ پھر تفسیر کبیر میں ہے۔ ومن المنهزمین عمر الا انه لم یکن من اوائل المنهزمین یعنی جنگ احد کے بھگوڑوں میں جناب فاروق اعظم بھی تھے۔ لیکن وہ سب سے پہلے نہیں بھاگے تھے (نمبر واری تو بھاگنا تھا خلیفہ دوم اور بھاگنے میں اوّل؟ سنی کا تیرھواں حصہ اور..... کا نصف!)

شیر پنجاب! یہ بھی سنئے۔ تفسیر در المنثور سیوطی۔ سورہ آل عمران قال عمر لما کان یوم احد هزمنا ففررت حتی صعدت الجبل و قد رأیتنی اتروکانی اروية یعنی کہا عمر صاحب نے کہ میں جنگ احد سے بھاگا تو پہاڑ پر چڑھ گیا۔ وہاں میں نے دیکھا۔ کہیں اسطرح اوچکتا ہوا بھاگ رہا تھا جیسے پہاڑی بکری (لیکن ای فاروق صاحب تمہارے مرید تو شیر پنجاب کہلاتے ہیں؟ العجب!!)

ایک اور طرفہ سنئے! ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۴۹ میں ہے۔ عن حاکم قال علی سار رسول اللہ صلعم الی خیبر فلما اتاها بعث عمر و بعث الناس الی مدینتهم او قصرهم فقاتلوهم فلم یلبثوا ان هزموا عمر و اصحابه فجاؤ یجبنونه و یجبنهم الخ یعنی جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول خدا صلعم خیبر کی طرف تشریف فرما ہوئے تو حضرت عمر کو ایک لشکر کی امارت دی۔ جن کا بہرہ مکانات خیبر و شہر کی طرف تھا۔ پس ابھی قتال کی نوبت نہ پہنچی تھی کہ حضرت فاروق بھاگے اور ان کے ماتحت دوست بھی پس ٹھکانا پر پہنچے (وہاں جا کر) یہ (عمر) اپنے ماتحتوں کو نامرد کہتے تھے اور وہ ماتحت جناب عمر کو نامرد کہتے تھے۔ (ہر کہ شک آرد کافر گردد)

اجی اور بھی سنئے۔ صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۸۳ مطبوعہ مصر۔ باب مناقب عثمان ع عثمان بن عبد اللہ بن موهب ان رجلا من اهل مصر حج البیت فرأ قوما جلوسا فقال من هؤلاء قالوا قریش قال فمن هذا الشیخ قالوا ابن ع فاتاه فقال انی سائلك عن شئ فحدثنی انشدك بحرمة هذا البیت ا عن عثمان فر یوم احد قال نعم قال اتعلم انه تغیب عن بیعت الر فلم یشهدها قال نعم قال اتعلم انه تغیب یوم بدر فلم یشهد

قال نعم قال اللہ اکبر۔ ترجمہ۔ ایک مصر کے شخص نے حج کیا تو اس نے ایک قوم کا گروہ دیکھا پس اسنے دریافت کیا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا۔ قریش ہیں۔ پھر کہا۔ کون ہیں یہ بزرگ۔ کہا لوگوں نے عبداللہ بن عمر۔ پھر کہا مصری نے۔ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ پس مجھے بتائیے۔ کیا جانتے ہو آپ تحقیق عثمان بن عفان بھاگ گئے تھے جنگ احد میں کہا عبداللہ بن عمر نے ہاں۔ پھر کہا مصری نے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ وہ بیعت رضوان میں بھی موجود نہ تھے کہا ہاں۔ پھر کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ جنگ بدر میں بھی غائب تھے کہا عبداللہ بن عمر نے ہاں جسپر مصری نے حیران ہو کر کہا۔ اللہ اکبر۔ (یہ صاحب بھی بھگوڑے ہی نکلے؛)

اس سے آگے عبداللہ بن عمر نے مصری کی سراسیمگی کے دور کرنیکو کہدیا ہر کہ گھبراؤ نہیں۔ وہ معاف کر دئیے گئے ہیں۔ لیکن عبداللہ کا قول شیعوں پر حجت نہیں ہے۔ اور اگر کوئی عثمانی صاحب اس مقام پر سورہ آل عمران کی آیت وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ الخ ان کی معافی کے واسطے پیش کر دے۔ اور کہے کہ وہ واقعی معاف کر دئیے گئے۔ تو اسکا یہ استدلال مردود و باطل ہے۔

کیونکہ ساتھ ہی آیہ کے یوں بھی ہے۔ وَاللهُ ذُوْفَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ط یعنی خدا مومنین پر بڑا فضل و کرم کرنے والا ہے۔ سو ہاں معافی کا وعدہ ان کو تھا جو بھاگنے والوں میں سے مومن تھے۔ نہ منافقین سے۔ کیونکہ یہ تو شیعہ بھی نہیں کہتے کہ اس جنگ میں بھاگنے والے کلھم مومن تھے۔ یا سب کے سب منافق۔

دوسرے۔ یہ کہ اگر بفرض محال تسلیم کر لیا جائے کہ یہ معافی جو قرآن شریف میں ہے بقول سنیان سب کے سب مومنوں اور منافقوں کے حق میں ہے تو پھر ہم کہینگے کہ فرار بدر و غیبت بیعتِ رضوان کب معاف ہو گی؟ فہل من مدکر۔ ولاکن من الغافلین اور سنئیے۔ مدارج النبوۃ صفحہ ۱۴۸ پر ہے۔ " گویند کہ اصحاب دراں حین چہار قسم شدند جمعے جنگ کردند و شہید شدند۔ دگروہے گریختند در زوایا و شعاب جبال مخفی شدند و بعض بشہر رفتند و قرار گرفتند۔ و عثمان بن عفان ازاں جملہ بود۔ و بعد از تمام جنگ مقاتلہ و معاملہ و تسکین نائرہ جنگ بخدمت شریف مراجعت نمودند و جماعت ثبات قدم نمودہ بر مرکز صدق و قرار دائم و قائم ماندند" الی آخرہ یعنی صحابہ جو چار قسم ہو گئے۔ ان

میں سے ایک قسم تو غاروں اور پہاڑوں میں چھپ گئے جن میں عثمان بن عفان بھی تھے۔ اور اس وقت نکلے جب بالکل ارام ہو گیا۔

اور سنیئے۔ اسی مدارج النبوۃ کی جلد دوم صفحہ ۲۵۱ پر ہے" درآں حالت نظر کرد علیؑ ابن ابی طالبؑ راکہ بر پہلوئے مبارکش ایستادہ است فرمود چوں است کہ تو بہ برادران خود ملحق نہ گشتی۔ گفت لا اکفر بعد الایمان ان لی بک اسوۃ آیا کافر شوم بعد از ایمان بدرستیکہ مرا با تو اقتدا است" یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف نظر کی۔ جو آپ کی ایک طرف کھڑے ہیں۔ فرمایا۔ اے علیؑ تم کیوں اپنے بھائیوں کے ساتھ نہ جا ملے (یعنی تم کیوں نہیں بھاگے) جس کے جواب میں جناب امیرؑ نے کہا۔ کیا میں آپکو رسول برحق مان کر اور آپ پر ایمان لا کر (بھاگنے کیوجہ سے) کافر ہو جاؤں؟

مولوی صاحب! برائے خدا حضرت علیؑ کے اس کلمہ پر تو ایمان لے آؤ۔ تاکہ آپ کی نجات ہو۔ امید ہے کہ اس حدیث مسلم پر بھی ایمان لا چکے ہوگے۔ کہ حضرت علیؑ ان بھگوڑوں کو یہاں کافر بنا رہے ہیں۔ اور وہاں آثم خائن غادر کاذب فرماتے ہیں۔

بہرحال شیر پنجاب کے صحابہ کا فرار اور بزدلی ہونا۔ آیات قرآنی واحادیث نبوی (صلعم) سے ثابت ہو گیا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے فراریوں پر قرآنی فتوے کیا ہے؟ ملاحظہ ہو سورہ انفال۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَاۗءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭوَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ترجمہ۔ اے مسلمانو! جب میدان جنگ میں کفار سے مقابلہ ہو تو ان سے پیٹھ نہ پھیرنا اور جو شخص اس روز پیٹھ پھیرے مگر یہ کہ پھیرتا ہو لڑائی کے لئے۔ یا اپنی فوج میں ملنے کے لئے تو وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہوا اور اسکی جگہ جہنم میں ہے جو بہت بری جگہ ہے۔ انتہی۔

بیشک امر الٰہی کا تارک کافر ہو جاتا ہے۔ چونکہ فرمایا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا یعنی اے مسلمانو! جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہو۔ لہذا اسکے خلاف جو ثابت قدمی چھوڑ کر بھاگتا ہے۔ وہ کافر ہے۔

لیجئے صاحب! ان ہی لوگوں کے بارہ میں شیر پنجاب مجمع جہلائے عام میں ابھی کہتے تھے کہ نعوذ باللہ" انہوں نے رسول کی مدد کی۔ جہاد کئے۔ اور یہ کیا اور وہ کیا وغیرہ وغیرہ"

لاحول ولاقوة الا باللہ العلی العظیم ؂
ناظرین۔ تنقیح مذکورہ میں جہاں اصحاب ثلثہ کا فرار کالشمس فی النہار ظاہر و آشکار ہو چکا۔ وہاں عذرور کے لئے معجزہ انعام قرآنی بھی ثابت کیا گیا۔ لیکن اسوقت مولوی ثناء اللہ صاحب کے پیر بھائی مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی عبارت بھی نقل کرنے کے قابل ہے ملاحظہ ہو اخلاق محمدی ضمیمہ رسالہ الہادی سیالکوٹ جلد ۴ نمبر ۷ صفحہ ۲۵ تا ثبت صفحہ ۲۷۔

تیسری دلیل جو آنحضرت صلعم کے شجاع ہونیکا کافی ثبوت ہے یہ ہے کہ آپ انیس[۱۹] یا اکیس[۲۱] جنگوں میں بذات خود شریک ہوئے۔ اور کسی ایک میں بھی آپ نے دل نہیں ہارا۔ اور نہ پس پا ہوئے حتیٰ کہ **جنگ احد** میں بھی جس میں آپ کے سامنے کے دانت بھی لوٹ گئے۔ اور چہرہ بھی زخمی ہوا۔ اور گال اور نچلے ہونٹ کو بھی زخم لگے۔ آپ نے پیٹھ نہیں پھیری۔ آنحضرت کی وفات .... کی خبر سے اور مورچے چھوڑ دینے سے فوج کے پاؤں اکھڑ گئے۔

اور آپکے ساتھ سوائے بارہ[۱۲] آدمیوں کے کوئی نہ رہا تو اس وقت بھی آپ نے دل نہیں چھوڑا اور پیچھے نہیں ہٹے بلکہ برابر میدان جنگ میں قائم رہے۔
میدان جنگ سے بھاگنا اسلام میں کبیرہ گناہ ہے۔ اور قرآن وحدیث میں اسکی بہت مذمت ہے۔ چنانچہ سورہ انفال میں فرمایا۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْ الخ ترجمہ مسلمانو! جب جمع ہو کر کفار سے تمہاری مٹ بھیڑ ہو تو اُن سے پیٹھ نہ پھیرو اور جو کوئی اس دن یعنے جنگ کے دن سوائے اس شخص کے جو لڑائی کے لئے ایک طرف ہوا ہو یا اپنی جماعت کے ساتھ ملنے کو ہو۔ ان سے پیٹھ پھیریگا تو وہ خدا کے غضب کا مستحق ہے۔ اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بڑی جائے رجوع ہے ؂

اور صحیح بخاری و مسلم میں وارد ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا کہ سات ہلاک کرنیوالے عملوں سے بچو۔ اور ایک ان سات میں سے میدان جنگ سے بھاگنا بتایا (مشکوۃ باب الکبائر)

اس کے بعد ہم اپنے ناظرین کو یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کو میدان جنگ سے

بھاگنا ایسا مکروہ اور ناپسند معلوم ہوتا تھا۔ کہ آپ اس سے پناہ خدا مانگتے تھے چنانچہ نسائی اور ابی داؤد میں مروی ہے کہ آپ کہا کرتے تھے۔

وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ اَمُوْتَ فِیْ سَبِیْلِكَ مُدْبِرًا (نسائی ص۱) ترجمہ خداوندا میں اس بات سے کہ تیری راہ میں یعنی جہاد میں پیٹھ پھیر کر مروں تیری پناہ مانگتا ہوں صرف یہی نہیں کہ آپ پس پا ہونے کو برا ہی جانتے تھے۔ بلکہ خدا کی راہ میں شہید ہونے کو آپ دل سے چاہتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر میں ہے۔ کہ آنحضرت فرمایا کرتے تھے :۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنِّیْ اُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ (بخاری کتاب الجہاد والسیر باب تمنی الشہادۃ) مجھے اس ذات واحد کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے میں اس بات کا دل سے خواہاں ہوں کہ خدا کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں سبحان اللہ یہ آرزو تب ہوتی ہے۔ جب یہ سمجھ میں آجاوے۔ شعر

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی + حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ انتہی بلفظہ

تنقیح نمبر ۳ "اصحاب ثلثہ نے ملک فتح کیے" **اقول** شیعہ نہیں مانتے۔ کیونکہ سنیوں کا یہ بیدلیل دعوے محض عوام کی فریب دہی پر مبنی ہے۔ ہاں! قرآن مجید سے ہم کو یوں ثابت ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو سورہ رعد۔ قولہ تعالی۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ط وَاللّٰهُ یَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ط وَهُوَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ط ترجمہ کیا یہ لوگ اس بات کو نہیں دیکھتے۔ کہ ہم (فتوحات اسلام سے) ملک کو سب طرف سے دباتے چلے آتے ہیں۔ اور اللہ (جو چاہے) حکم دیتا ہے۔ کوئی شخص اسکے حکم کو ٹال نہیں سکتا۔ وہ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے۔ انتہی۔

نیز۔ سورہ نصر میں فرمایا۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ط یعنی (اے پیغمبر) جب خدا کی مدد آپہنچی اور (مکہ) فتح (ہو گیا) اور تم لوگوں نے (بچشم خود) دیکھ لیا کہ اسلام میں لوگ جوق

درجوق داخل ہو رہے ہیں۔ انتہیٰ

آیات مرقومۃ الصدر سے ثابت ہو رہا ہے کہ فتوحات اسلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہو چکیں۔ اور لوگ جوق درجوق اسلام میں شامل ہو گئے۔ مگر بعد رسول صلعم ثلاثہ نے فتوحات حاصل کیں تو اپنی سلطنت و بادشاہت کے لئے۔ لہٰذا ان فتوحات کا احسان اسلام پر نہیں۔ کیونکہ اس قسم کا سلسلہ فتوحات آج تک شروع ہے اور تا قیامت رہیگا۔ صدہا فتوحات عیسائیوں نے بدھ مذہب اور پارسیوں نے حاصل کیں۔ ایسا ہی یہودیوں نے۔ اور پھر مسلمانوں مثلاً سلطان روم نے شاہ ایران نے نادر شاہ نے۔ ہاں سلطان محمود غزنوی نے یا میر اکبر اورنگ زیب۔ جہانگیر شاہ جہان وغیرہم نے۔ تو بتلائے ان سب کو پیغمبر تصور کیا جائے یا خلیفہ؟ یا ولی؟ حالانکہ فتوحات و جنگ و جدال وغیرہ بادشاہوں کا ایک فرض منصبی ہوا کرتا ہے۔

مثال کے طور پر علامہ جلال الدین سیوطی کی تاریخ الخلفاء میں انکے امیر المومنین و خلیفہ برحق حضرت ہارون الرشید کے فضائل منقبت و فتوحات ملاحظہ فرمائیں اور پھر صفحہ ۲۹۷ کی اس عبارت پر غور کریں جسکا ترجمہ یہ ہے۔

"کہا ابن المبارک نے کہ جب ہارون رشید خلیفہ ہوا تو اپنی سوتیلی ماں پر عاشق ہوا جو اسکے باپ مہدی کی حرم تھی۔" ہر چند ہارون رشید نے کوشش کی مگر اس حرم نے یہی جواب دیا کہ ہم تیرے لئے بیکار ہیں کہ تیرا باپ ہم پر تصرف کر چکا ہے۔" تب ہارون رشید نے امام ابو یوسف (شاگرد امام اعظم کوفی) سے کہا کہ کوئی ایسی تدبیر نکال سکتے ہو؟ امام صاحب نے کہا۔ (معمولی بات ہے)" اس حرم کی تصدیق کی کوئی ضرورت نہیں اس کو جھوٹا جان کر اپنا کام کر لے ابن مبارک کہتے ہیں کہ ہم کس کے حال سے تعجب کریں۔" آیا ہارون رشید کے حال سے کہ جس نے ہزاروں خون و افعال شنیعہ کرنے پر بھی اسکا خیال نہ کیا۔ کہ باپ کی حرمت کو ضایع نہ کریں۔ یا لونڈی کے حال پر تعجب ہوں کہ جسپر روئے زمین کا بادشاہ عاشق ہے اور وہ جھوٹ بول کر اپنے کو بچانا چاہتی ہے۔ یا امام ابو یوسف پر تعجب کریں" جو کہ رہا ہے کہ اپنے باپ کی حرمت کو ضایع کر کے (زناں کے ساتھ) اپنی شہوت پوری کرے۔ اسکا سارا عذاب میری گردن پر ہے"

بتلائے صاحب! کہاں وہ مناقب فضائل و فتوحات ملکی۔ اور کہاں یہ قہر؟ کہ ماں تک کو بھی نہیں چھوڑا۔ اور پھر آئمہ اہل سنت کی طرف خیال فرماویں۔ کہ فوراً فتوے دیدیتے

ہیں اور اسلام کا قبہ کس بے رحمی و بے دردی سے کرتے ہیں۔ اور پھر وائے بر حال وایمان سنی المذہب کہ ان لوگوں کو امام اور ایسے لوگوں کو خلیفہ حق جنتی وناجی محض اس بنا پر بنا رہے ہیں کہ انہوں نے ملک فتح کیے۔!! معلوم نہیں۔ کہ وہ کونسی نرالی اور انوکھی منطق ہے۔ جس سے فتوحات ملکی ونجات اُخروی کا لازم وملزوم ہونا ثابت ہے؟

حضرت عمر فاروق کہ مولوی صاحب مخاطب جن کے نام لیوا ہیں۔ حرمت شراب کی نسبت ایک یا دو آیت قرآنی سے مطمئن نہ ہوئے۔ بلکہ یہی فرمایا کئے۔ ربنا بیّن لنا بیاناً شافیاً۔ ؎

دکھلا رہی ہے دختر رز رنگ برق طور　　چوٹی ہے طور کی ہیں تو تل شراب کی

تو پھر مولوی ثناء اللہ صاحب اس ایک مثال سے کب تسکین پا سکتے ہیں؟ بہر کیف دوسری مثال سنئے! امید ہے کہ اس سے ہر ذی عقل وفہم کی کماحقہٗ اطمینان ہو جائیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

توضیح مزید۔ ملاحظہ ہو کتاب تاریخ الخلفا علامہ جلال الدین سیوطی صفحہ ۱۷۳۔ ترجمہ کہا ابن عیلہ نے خدا رحم کرے ولید پر اور کہاں ہو سکتا ہے۔ کوئی مثل ولید کی۔ (اور سنی کہتے ہیں کہ عمر جیسا کہاں ہو سکتا ہے؟) کیونکہ ولید وہ شخص ہے۔ جس نے فتح کیا ہند واندلس کو اور بنایا مسجد دمشق کو اور روپوں کی تھیلیاں دیا کرتا تھا۔ کہ فقرا و مساکین مساجد بیت المقدس پر ہم تقسیم کرتے تھے ۸۶ھ میں خلیفہ ہوا۔ اپنے باپ عبد الملک کے عہد سے ۸۷ھ میں مسجد دمشق کا بنانا شروع کیا۔ مسجد نبوی کے بنانے اور وسیع کرنیکا حکم دیا۔ اسی ۸۷ھ میں بیکند بخارا سروانیہ۔ مطمورہ۔ قیقم۔ بحیرہ فرسان جنگ کر کے فتح کئے۔ اسی ۸۷ھ میں عمرو بن عبد العزیز امیر حاج ہوئے کہ غلطی سے بروز نحر وقوف کیا۔

(یعنی دسویں کو وقوف عرفات ہوا۔ اور گیارہویں کو نحر) ۸۸ھ میں جرثومہ۔ طوانہ فتح ہوا۔ ۸۹ھ میں جزیرہ منورقہ۔ میورقہ فتح ہوا ۹۱ھ میں نسف کس شغرمان۔ مدائن بحر آذربائیجان کے چند قلعے فتح ہوئے ۹۲ھ میں اقلیم۔ اندلس پورا۔ شہر ارمائل۔ قرطبون فتح ہوا ۹۳ھ میں ابیل۔ کیرج۔ برہم۔ باجر۔ بیضا۔ خوارزم۔ سمرقند۔ سند فتح ہوئے۔ ۹۴ھ میں کابل۔ فرغانہ۔ شاش۔ سندرہ وغیرہ فتح ہوئے۔ ۹۵ھ میں موقان۔ مدینۃ الباب فتح ہوا۔ ۹۶ھ میں طوس (طوبس) فتح ہوا۔ اور اسی ۹۶ھ میں ولید نے بعمر ۵۱ سال انتقال کیا۔ کہا ذہبی نے کہ جہاد اسی کے زمانہ میں زندہ ہوا۔ اور فتوحات عظیمہ ہوئیں مثل زمانہ **عمر بن خطاب** کے انتہی ترجمہ

اب اگر غور کیجئے! تو فتوحات عمری کو فتوحات ولیدی سے کیا نسبت ہے؟ کیونکہ فتوحات عمری (اگر ہوتیں تو) عمر کے قصد وارادہ سے نہ ہوتیں بلکہ سردار لشکر نے جدہر چاہا رخ کیا اور خلیفہ کو صرف ایک اطلاع دے دی حتیٰ کہ خلیفہ عمر منع بھی کرتے۔ لیکن سردار لشکر موقع کو غنیمت دیکھکر حملہ کر دیتا۔ اس پر خلیفہ دوم اکثر کہا کرتے۔ لوددت ان بین السواد والجبل سد الا یخلصون ولا نخلص الیھم۔ تاریخ کامل جلد دوم صفحہ ۲۰ یعنی اے کاش ہمارے اور ان کے درمیان میں کوئی دیوار حائل ہوتی کہ نہ وہ ادہر آتے اور نہ ہم اُدہر جاتے۔ الخ

کیا اسی کا نام فتوحات ہے؟ کہ خلیفہ کو خود فوج کشی بھی نہ کرنی پڑی چین سے گھر بیٹھے ہیں۔ اور مال غنیمت مل رہا ہے مگر یہ عجب شجاعت ہے کہ کہہ رہے ہیں "کوئی سد ایسی حائل ہوتی کہ نہ ہم اُدہر جاتے اور نہ وہ ادہر آتے" بھلا اگر انہی کے ہاتھ فتوحات کی باگ ہوتی تو کیا کماتے؟ نہیں نہیں! وہ تو وعدہ الٰہی تھا "ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ الخ" جو ضرور پورا ہونا تھا۔ ہو گیا۔

ولید نے صرف فتوحات ہی نہیں کیں۔ بلکہ اسی تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ ۱۵۲ پر ہے۔ ورزق الفقھاء والضعفاء والفقراء حرم علیھم سوال الناس وفرض لھم یکفیھم وضبط الامور اتم ضبط الخ یعنی ولید نے عالموں ضعیفوں اور فقیروں کے لئے وظیفے مقرر کئے جو ان کے لئے کافی تھے (اصحاب ثلثہ نے بھی ایسا کیا؟ توبہ! وہ خود ہی سیر نہ ہوتے تھے ۱۲) اور سوال کرنے کو روک دیا کہ کوئی سوال نہ کرے۔ اور ہر شخص کیواسطے وظیفہ مقرر کیا۔ جو اسے کافی ہوتا۔ اور کل امور کا نہایت مضبوطی سے انتظام کیا۔

تاریخ خمیس صفحہ ۲۴۹ پر ہے۔ **ترجمہ** ولید نے مسجد دمشق کی تعمیر کی۔ مسجد نبوی کو وسیع کیا طلا کاری کرائی۔ مریضوں کے لئے مریض خانے اور مہمانوں کے لئے دار الضیافت اور تمام سڑکوں پر میل قایم کرائے۔ تینتس ۳۳ ہزار مثقال سونا اسلئے بھیجا کہ خانہ کعبہ کا دروازہ میزاب۔ ستون وغیرہ سبھوں کو طلا کاری ہو۔ (اصحاب ثلثہ نے تو کبھی خانہ کعبہ پر پوشش تک بھی نہ ڈالی ۱۲) ہر ماہ رمضان میں سترہ مرتبہ قرآن ختم کرتا (اللہ اکبر! حضرت عمر نے تو بارہ سال میں صرف سورہ بقرہ سیکھی تھی جسکی خوشی میں دو اونٹ بھی قربانی دیئے تفسیر عزیزی ۱۲) مجذوموں (کوڑھیوں) کے لئے وظیفہ مقرر کیا۔ ہر زمین گیر اندھے کے لئے

ایک ایک خادم مقرر کیا۔ حافظان قرآن کو انعام دیتا ان کے قرضوں کو ادا کرتا حتیٰ کہ حمل الیہ مالک سلیمان بن داؤد علیہ السلام مرخدا نے مایدہ حضرت سلیمان علیہ السلام بھی اس کو عطا کیا واتسعت ممالک الاسلام فی دولۃ ولید الخ اور ممالک اسلامی وسیع ہوگئے زمانہ ولید میں انتہیٰ۔

اب ان مذکورۃ الصدر فتوحات وخدمات اسلام کی طرف غور فرمائیں تو صاف معلوم ہوجائیگا کہ اصحاب ثلثہ خصوصاً عمر صاحب اس ولید کے پاسنگ بھی نہ تھے۔ اور ان خدمات اسلامیہ میں سے وہ ایک بھی نہ کرسکے۔

لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ اہل سنت کا اعتقاد اسی ولید کی نسبت کیسا ہے؟ سو یہ معاملہ بھی آسانی سے صاف اور طے ہوسکتا ہے۔ ملاحظہ ہو تاریخ الخلفاء سیوطی وکان الولید جبارا ظالما۔ قال عمر بن عبد العزیز وکان الولید بالشام والحجاج بالعراق وعثمان بن حبارۃ بالحجاز وقرۃ بن شریک بمصر امتلأت الارض واللہ جورا۔ یعنی ولید بڑا جابر اور ظالم تھا عمر بن عبد العزیز کہتے ہیں کہ ولید شام میں حجاج عراق میں عثمان بن حبارہ حجاز میں قرہ بن شریک مصر میں۔ قسم خدا کی زمین (ان کی وجہ سے) ظلم وجور سے بھر گئی ہے انتہیٰ۔

اب فرمائیے۔ کہ جب اس قدر فتوحات وخدمات وحسن انتظام پر ولید کو ظالم وجابر کا خطاب ملا۔ تو جناب عمر کے لئے وہ کونسی خصوصیت ہے کہ ان کو ظالم وجابر نہ کہا جائے جسکی فتوحات وحسن انتظام کو سنیوں نے بھی ولید کے برابر نہیں مانا ہے۔ اور پھر ولید کے ظلم وجور سے عمر صاحب کے ظلم وجور تو بدرجہا بڑھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ جو بھی مظالم اولاد رسولؐ پر ہوئے سب کے موجد و بانی یہی حضرت عمر ہیں۔ خانہ جناب سیدہ بنت رسول علیہا الصلوٰۃ والسلام کو کسنے جلایا؟ محسن ابن علی علیہما السلام کو کس نے شہید کیا؟ وغیرہ وغیرہ۔ واہ رے سنیوں! اور حضرت عمر کے شیدائیو!! شعر

سب رقیبوں سے ہوں ناخوش پر زنان مصر سے ✦ ہے زلیخا خوش کہ محو ماہ کنعاں ہوگئیں

بہرحال تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۵۳ پر ہے۔ قال عمرو بن عبد العزیز لما وضعت الولید فی لحدہ اذا ھو یرکض فی کفانہ یعنی ضراب الارض برجلیہ یعنی عمرو بن عبد العزیز کہتے ہیں کہ جب ولید کو قبر میں لٹایا تو کفن میں اسکے پاؤں پٹکنے لگے

تاریخ کامل جلد ۹ صفحہ ۲ پر ہے۔ لما دلی فی جنازتہ جمعت رکبتا الی عنقہ فقال ابنہ اعاش ابی فقال لہ عمرو بن عبد العزیز وکان فیمن دونہ عوجل واللہ ابوک وانفظ بہ الخ یعنی جب قبر میں لٹایا گیا ولید کو تو اسکے دونوں گھٹنے اسکی گردن سے مل گئے جسپر اسکے بیٹے نے کہا۔ کیا میرا باپ زندہ ہو گیا؟ تو عمرو بن عبد العزیز نے کہا قسم خدا کی تیرے باپ کے عذاب میں جلدی کی گئی ہے۔

کیوں جناب! وہ تو ولید کے کارنامے تھے۔ لیکن یہ ہے اسکا انجام اور خاتمہ۔ جبھی تو حضرت عمر کو بیس سال حساب قبر بھگتنا پڑا۔ جیسا کہ ہم آئندہ کسی حصہ میں ثابت کر دینگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

مولوی ثناء اللہ صاحب! کچھ ہوش تو ہے؟ آپ ہماری اس بحث کو بغور پڑھ چکے ہیں؟ **شعر**

اس سے لو اور آگ وہ بے درد ہو گیا + اب آہ آتشیں سے بھی دل سرد ہو گیا

اے سُنی مذہب کی حمایت میں مر مٹنے والو! اور بغیر تحقیق غیر معمولی شور مچانے والو! اگر ایمان سے نہیں تو انصاف سے ہی کہنا کہ کیا اسلام اسی کا نام ہے کہ مخالفت تو دل و جان سے اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کی جائے حتیٰ کہ ان کے مکان معہ ان لوگوں کے کہ جن پر بالاتفاق آیہ تطہیر نازل ہوئی ہو جلا دینے کا ارادہ کیا جائے۔ بلکہ ان کو کاسہ شہادت بھی پلا دیا جائے۔

اور پھر ایسے لوگوں کو جنت کا وارث شفیع اور اصحاب باصفا رضی اللہ وغیرہ القاب سے یاد کیا جائے۔ اور فضائل میں بغیر سند و دلیل یا فرضاً براہین و دلائل سے ہی سہی فقط یہ پیش کیا جائے کہ فلاں نے فلاں ملک فتح کیا اور مال لوٹا۔ اور فلاں نے فلاں علاقہ فتح کیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اللہ اکبر! کیا سچ ہے۔

دریاب کنون کہ نعمتت ہست بدست + کیں دولت و ملک میرود دست بدست

اے جاں نثاران عمر و فدایان ابوبکر۔ برائے خدا سمجھو۔ سوچو۔ کہ اسلام نے دنیا طلبی نہیں سکھائی بلکہ قرآن مجید میں جابجا دنیا کی مذمت کی ہے معلوم نہیں کہ آج تک سلطنت دنیا کا وہم و جنون تمہارے دلوں اور سروں سے کیوں نہیں محو ہوتا۔ کیا سچ ہے۔ **شعر**

شاہ و گدا کو ملتی ہے یہ وقت وقت پر + ہے جیسے کبھی ادھر گل بازی کبھی ادھر

اب ہم اس بحث کو طول دینا نہیں چاہئے۔ اہل سنت مدعی ہیں وہ دلیل پیش کریں جس سے ثابت ہو کہ بہت فتوحات کرنیوالا بادشاہ ہو تو اس کا ایمان کامل ہوتا ہے۔ البتہ ہم اس ایک موقع پر اہل کے امام ہمام حجۃ الاسلام غزالی کی کتاب سر العالمین کشف ما فی الدارین کی ایک عبارت نقل کرتے ہیں۔ جو امام صاحب نے اپنی تمام عمر کی تحقیق سے لکھی ہے۔ غور سے پڑھیں ضرور مفید ایمان ہوگی۔ فرماتے ہیں "واجمع الجماهير على متن الحديث من خطبة فی يوم غدير خم باتفاق الجمع وهو يقول من كنت مولاه فعلی مولاه فقال عمر بخ بخ يا ابا الحسن لقد اصبحت مولاي ومولا كل مومن ومومنة فهذا تسليم ورضی وتحكيم ثم بعد هذا غلب الهوا ی لحب الرياست وحمل عمود الخلافة وعقود النبود وخفقان الهوی فی قعقعه الرايات واشتاك ازدحام الخيول وفتح الامصار فسقاهم كاس الهوی فعادوا الی الخلافة الاول فنبذوه وراء ظهورهم واشتروا به ثمنا قليلا فبئس ما يشترون" ترجمہ اور جمہور نے اجماع کر لیا متن حدیث پر جو آنحضرت صلعم کے خطبہ خم غدیر میں ہے۔ باتفاق جمیع۔ اور آنحضرت فرماتے ہیں کہ جس شخص کا میں مولا ہوں پس علیؑ اسکے مولا ہیں پھر حضرت عمر نے کہا کہ مبارک ہو مبارک ہو اے ابو الحسنؑ ضرور تم میرے اور ہر مومن و مومنہ کے مولا ہوگئے۔ پس حضرت عمر کا یہ کہنا تسلیم کر لینا ہے۔ اور راضی ہو جانا ہے۔ اور حاکم بنانا ہے۔ یعنی امیر المومنین علیؑ بن ابی طالبؑ کو) بعد اسکے (افسوس اکہ) غالب ہو گئی خواہش و محبت ریاست (دنیا) کی۔ اور عمود خلافت کے اٹھانے۔ اور نشانوں کی۔ اور ہوا کے متحرک ہونے آواز رایات میں کی۔ اور درہم ہونے گھوڑوں کے ازدہام کی۔ اور فتح امصار (ممالک) نے پلا دیا انہیں کاسہ خواہش کا۔ پس عود کیا انہوں نے پھر خلاف اول (کفر) کی طرف۔ اور پھینکدیا انہوں نے اسکو یعنی عہد رسولؐ کو پس پشت اپنی۔ اور مول لیا۔ انہوں نے بعوض اسکی قیمتوں کے تھوڑا (جو ہم) انتہی ترجمہ۔

یہ روایت "ملا شیان حق و طالبین نجات کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ یہ اس شخص کی تحقیقات کا نتیجہ ہے جس کو سُنّی دنیا میں حجۃ الاسلام مانا گیا ہے۔ (اللہ اکبر) کیا سچ کہ

سلطنت، دست بدست آئی ہے + جام مے خاتم جمشید نہیں۔

تنقیح نمبر ۷ "اصحاب ثلثہ نے اسلام پھیلایا" **اقول** غلط ہے۔ البتہ سُنّیت ثابت وصیت

پھیلائی ہے ورنہ دین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ دین نہیں جو جبراً پھیلایا جائے۔
ملاحظہ ہو قرآن شریف۔ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ
(مائدہ پارہ ۷) ترجمہ۔ (ہمارے) رسول پر پیغام پہنچا دینے کے سوا اور کچھ (فرض) نہیں۔ اور جو کچھ تم ظاہر بظاہر اور چھپا کر کرتے ہو۔ خدا سب کچھ جانتا ہے۔

اور سنئے۔ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ ۖ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِجَبَّارٍ ۖ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَن يَخَافُ وَعِيدِ (ق پارہ ۲۶) ترجمہ۔ (اے رسولؐ) یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں ہم اسے خوب جانتے ہیں اور تم ان پر جبر تو دیتے نہیں تو جو ہمارے (خوف کے) وعدے سے ڈرے تم اسے قرآن کے ذریعہ سے نصیحت کرتے رہو۔

نیز فرمایا۔ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ (الغاشیہ پارہ ۳۰) ترجمہ پس تم نصیحت کرتے رہو تم تو بس نصیحت کرنے والے ہو۔ تم ان پر کچھ داروغہ تو ہو نہیں ہاں جس نے (تم سے) منہ پھیر لیا اور نہ مانا تو خدا اسکو بہت بڑے عذاب کی سزا دیگا۔

اور یہ بھی سنئے۔ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا ۚ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ (مائدہ پارہ ۷) **ترجمہ** اور خدا کی تابعداری کرو اور رسول پر صاف صاف پیغام پہنچا دینا فرض ہے۔

پھر فرمایا۔ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۖ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (بقرہ پارہ ۳) ترجمہ۔ دین میں کسی طرح کی زبردستی نہیں کیونکہ ہدایت گمراہی سے (الگ) ظاہر ہو چکی۔ تو جس شخص نے جھوٹے خداؤں (بتوں) سے انکار کیا اور خدا ہی پر ایمان لایا تو اس نے وہ مضبوط پکڑ لی ہے۔ جو ٹوٹ ہی نہیں سکتی۔ اور خدا (سب کچھ) سنتا اور جانتا ہے۔

اب معلوم نہیں کہ آپ کے ثلاثہ صاحبان نے کس قانون سے دین میں زبردستی کی؟ ان کے پاس کون کون سی آیت اس حکم کے لئے تھی؟ کہ اسلام میں قرآن کے خلاف زبردستی کریں۔ جبھی تو آریہ و دیگر اقوام غیر اسلام آئے دن حملہ آور ہوتے رہتے ہیں۔ کہ اسلام شمشیر سے پھیلا ہے۔ ہائے! ان دشمنان دین پر افسوس۔ **شعر**

ستا رہے ہیں مجھے اپنی دل لگی کے لئے ٭ رلا رہے ہیں فقط غیر کی ہنسی کے لئے

حالانکہ اسلام حقیقی اپنی صداقت حقانیت و روحانیت سے پھیلا۔ اور نہ ہی سینوں کے سوا کسی سچے مومن یا مسلمان نے اسکی اشاعت کو دلیل حقانیت ٹھیرایا۔ اور اگر وہ بفرض تسلیم شمشیر ہی سے زبردستی پھیلایا گیا۔ تو وہ قصور نفس اسلام کا نہیں بلکہ ان زبردستی کرنے والوں کا ہے۔ فہل من مذکر۔

اگر کوئی معاند و دشمن حق آیات جہاد امثال یایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین وغیرہ پیش کر دیوے اور کہے کہ اہل اسلام کو کفار کے ساتھ لڑنے کا حکم ہوا تھا۔ تو ہم کہینگے۔ بیشک! لیکن قرآن مجید میں غور کرنے سے یہ عقدہ بھی فوراً حل ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو سورہ بقر۔ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ؕ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۔ ترجمہ اور جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی خدا کی راہ میں ان سے لڑو اور زیادتی نہ کرو۔ کیونکہ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

اور سنئے۔ فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۔ ترجمہ پس جو شخص تم پر زیادتی کرے تو جیسی زیادتی اس نے تم پر کی ہے۔ ویسی ہی زیادتی تم بھی اس پر کرو۔ اور خدا سے ڈرتے رہو اور خوب سمجھ لو۔ کہ خدا پرہیزگاروں کا ساتھی ہے۔

پھر فرمایا۔ لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۔ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (ممتحنہ پارہ ۲۸)

ترجمہ جو لوگ تم سے تمہارے دین کے بارے میں نہیں لڑے بھڑے اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ان لوگوں سے احسان کرنے اور ان کے ساتھ انصاف سے پیش آنے سے خدا تمہیں منع نہیں کرتا۔ بیشک خدا انصاف والوں کو دوست رکھتا ہے۔ خدا تو بس ان لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے منع کرتا ہے۔ جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نکال باہر کیا۔ اور تمہارے نکالنے میں (اوروں کی) مدد کی اور جو لوگ ایسوں سے دوستی کرینگے۔ وہ لوگ ظالم ہیں۔ انتہیٰ۔

پس ان آیات سے ظاہر ہے کہ جہاد وغیرہ کا حکم انہی لوگوں سے تھا۔ جو توحید کے

خلاف تلوار اٹھانے والے اور اہل سلام کے ساتھ جنگ میں ابتدا کرنے والے ملک میں بغض بمخالفت اسلام فساد ڈالنے والے اور صراط مستقیم سے عوام کو روکنے والے تھے۔ نہ یہ کہ غزنویوں کیطرح ہندوستان کو کمزور دیکھا اور چڑھائی کردی بیچاری ضعیف اور کمزور رعایا پر ناحق لوٹ مار مچادی۔ اور ظلم وستم کے باب کھول دئے اور ظالم بنے۔ شعر

نیم بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ

چونکہ اس قدر طول کی گنجائش نہیں لہٰذا اس بحث کو صرف ایک نکتہ پر ختم کرتے ہیں سنئے مولوی ثناء اللہ صاحب اہم آپ کی خاطر تھوڑے دومنٹ کے لئے مان لیتے ہیں کہ آپکے ثلاثہ نے دین کو پھیلایا چمکایا۔ اور رسول اللہ صلعم کی غیر معمولی اشاعت کا آپکی شہادتیں قرآن شریف سے مکرر دکھائی گئیں کچھ ذکر نہیں کرتے۔ لیکن افسوس!! کہ آپ کے اصحاب ثلثہ کا تو پھر بھی کچھ نہ بنا۔ ملاحظہ ہو صحیح بخاری جزو ۱۲ صفحہ ۱۳۱۶ سطر ۲۲ تتمہ کتاب الجہاد والسیر اور صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۳۷ سطر ۱۳ کتاب الایمان۔ وان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر الخ یعنی نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا "تحقیق خداوند تعالےٰ تائید کریگا۔ اس دین کی ساتھ فاجر آدمیوں کے" وکان المقصود۔

پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اسلام کی امداد تو کی خداوند ذوالجلال والاکرام نے لیکن ساتھ فاسقوں اور فاجروں کے بظاہر یوہی شیعوں کا دعوے تھا۔

معلوم ہوا کہ آج ہندوستان افغانستان روم ایران عرب مصر غرض کرہ ارض میں جو بھی مسلمان ہیں۔ وہ سب خدا کے فضل وکرم سے اور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پاک کی برکت ورحمت اور اہل بیت اطہار علیہم السلام والتحیۃ کے اس خون پاک کی طفیل ہیں جو انہوں نے مقام کربلا میں برنگ گرم مثل گوسفندان قربانی صرف بقائے اسلام کی خاطر اپنے جد امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نثار کیا تھا۔ شعر

قریب ہے یار روز محشر چھپیگا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

ہاں جتنی بھی خارجیت ناصبیت اور فسق وفجور کا اسلام کیا بلکہ موجودہ دنیا میں موجود ہے۔ یہ سب انہیں کا ذبا آثماً خائناً غادراً کی مابدولت ہے کیونکہ بقول سنیان دین اسلام کی تائید کرنے والے یہی ہیں۔ اور بقول امام بخاری دین کی تائید فاسقین فاجرین سے

ہٹگی۔ نتیجہ ظاہر ہے۔
رہی خارجیت ناصبیت۔ سواؤ لاً اسکے ثبوت میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہی قول کافی ہے "علی نے کیا کیا؟ جوان کو حق پر سمجھا جاوے" پھر "شیعوں کے اماموں نے تو کبھی آنکھ مل کر بھی فوج نہیں دیکھی" بتلائیے خارجیت کس بھینس کا نام ہے۔ مکرر عرض ہے کہ خارجیت کا ثبوت آیندہ شمشیر ولایت حصہ سوم میں لکھا جاویگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ
عجب نہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اسی بحث کو پڑھ کر صحیح مسلم کی حدیث معلومہ پر ایمان لے آویں اور مرتدین و مفرورین و کاذبین کی تقلید بدعت و شرک سے دست بردار ہوں۔ اور بصدق دل سے کو نوا مع الصادقین پر عمل کر کے طاہرین و مطہرین و محسنین و صادقین کا دامن اقدس ہاتھ میں لے لیں۔ اور شیعہ ہو جائیں۔ پس ہماری اور ان کی صفائی!! شعر

؎ جھکی ذرا چشم جنگ جو بھی نکل گئی دل کی آرزو بھی　بڑا مزا اس ملاپ میں ہے جو صلح ہو جائے جنگ ہو کر

بحث دیگر

شمشیر ولایت و جناب امیر علیہ السلام

یہ ہم سمجھائے دیتے ہیں نہ کرنا بات تم ایسی　کہ جس سے دوست دشمن انگلیاں تم پر اٹھا بیٹھیں

ناظرین! بحث اوّل میں میں شیر پنجاب مولوی ثناء اللہ صاحب کے پیشواؤں اور صحابہ کی شجاعت پڑھ چکے ہیں۔ ہر ایک لڑائی سے فرار کرنا پیٹھ دکھا کر بھاگنا۔ نامرد کہنا کہلوانا۔ لشکر اسلام کو ہزیمت دلانا پھر ماشاء اللہ بزکوہی ہونا۔ نیز کئی کئی روز تک غائب رہ کر فتح اسلام سنی۔ اور سمجھے کہ آتش جنگ فرو ہوئی جھٹ سر آنکالنا۔ السلام علیکم۔ تو کون؟ اجی میں پہلا یار رسول کا اور میں دوسرا اور میں تیسرا۔ غرض لڑائیوں میں یہ لوگ اسی وقت خدمت رسول میں حاضر ہوئے جب تنخواہ کا موقع ہو گیا۔ اور پھر ناظرین! آپ نے یہ لطف بھی ملاحظہ فرمایا ہے کہ یہ سب کے سب واقعات اہل سنت جماعت کی متعدد کتب معتمدہ و معتبرہ میں موجود ہیں۔ لیکن کیا طرہ
۴ کی بات ہے کہ باوجود آگاہ ہو جانے اس امر کے کہ صحابہ عام خصوصاً اصحاب ثلثہ اس لا الوق کی ایک ٹانگ۔ اجی یہ مجاہد تھے بہادر تھے جرار و شجاع تھے۔ نعوذ باللہ من ہذا الہفوات

[illegible]

شعر لاکھ کم سن ہیں مگر ہٹ ہی قیامت ان کی ؛ اس پہ مچلے ہیں کہ ہم زخم جگر دیکھینگے

اور مزید برآں طرفہ اینکہ جناب امیر اسد اللہ و رسولہ حضرت علی علیہ السلام کی نسبت عجب خیرہ چشم ہو کر کہدیتے ہیں۔ کہ "حضرت علیؑ نے کیا کیا؟" اور شرم و حیا تو درکنار اُلٹے متمسکانِ عروۃ الوثقیٰ پر طعن و تشنیع شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت علی علیہ السلام کی شجاعت سے انکار کرنا ایسا ہی ہے جیسے خدا کی خدائی سے اور اصحاب ثلثہ کے نفاق و گمراہی سے۔ دنیا میں کوئی خارجی و ناصبی بھی ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے آپکی شجاعت سے انکار کیا ہو چہ جائیکہ سُنّی خصوصاً اہل حدیث (وہابی) جو در پردہ خوارج کے منجھلے بھائی ہیں۔ مدعی مودۃ فی القربیٰ ہو کر آپ کی فضیلت شجاعت سے انکار کریں۔ **شعر**

بچے ہیں ابھی سُنکے وہ ایسی ہی کہیں گے ؛ جو بات کہینگے وہ انوکھی ہی کہیں گے

مولوی ثناء اللہ صاحب! اگرچہ حضرت علیؑ علیہ السلام کی شجاعت کے ثبوت میں انکا نام ہی کافی ہے۔ لیکن آپکی یا آپکے اُن مریدوں کی جوان ہزلیات و ہفوات پر گو قرآن و حدیث کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں نہایت خلوص دل سے ایمان لے آتے ہیں مزید تسلی و اطمینان کی خاطر کچھ مختصراً عرض کئے دیتے ہیں۔

(۱) آپ کی کتاب مستطرف میں ہے " قال مصعب بن الزبیر کان علیؑ حذراً فی الحروب شدید الروغان لا یکاد احد یتمکن منہ و کانت درعہ صدراً لا ظہر لہا فقیل لہ اما تخاف ان توتیٰ من قبل ظہرک فقال اذا مکنت عدوی من ظہری فلا ابقی اللہ ان ابقی علیؑ " (ارجح المطالب صفحہ ۲۰۸)

ترجمہ مصعب بن زبیر کہتے ہیں کہ حضرت علی لڑائیوں میں بہت ہوشیار رہتے تھے اور اسکی گھاتیں خوب جانتے تھے۔ ممکن نہ تھا کہ کوئی آپ پر چوٹ لگا سکے آپکی زرہ فقط آگے کے لئے تھی پیچھے پشت کی نہیں تھی لوگوں نے آپسے پوچھا کہ یا حضرت! آپ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ آپکا کوئی دشمن پیچھے سے آئے۔ آپ نے فرمایا اگر میں اپنے دشمن کو پیچھے سے آنے دوں تو خدا مجھے باقی نہ رکھے انتہیٰ۔

(۲) لما قدم عدی بن حاتم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحادثہ فقال یا رسول اللہ ان فینا اشعر الناس و اسخی الناس و افرس الناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمہم قال اشعر الناس فامرء القیس بن حجر و اما اسخی الناس فحاتم بن سعد یعنی اباہ و اما افرس الناس فعمرو بن معدی کرب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس کما قلت یا عدی اما اشعر الناس

فالخنساء بنت عمرو و اما اسخی الناس فمحمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نفسہ و اما افرس الناس فعلی ابن ابیطالب
(صفحہ ۲۰۹ بحوالہ کتاب خزانۃ الادب) **ترجمہ** جب عدی بن حاتم خدمت رسول صلعم میں آیا اور باتیں کرنے لگا۔ کہنے لگا یا رسول اللہ ہم لوگوں میں ایک بڑا شاعر اور ایک بڑا سخی اور ایک بڑا شہسوار گذرا ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ان کے نام بیان کرو۔ بولا۔ ہمارا اشعر الناس امراء القیس بن حجر ہے اور بڑا سخی حاتم بن سعد یعنی اسکا باپ ہے۔ اور بڑا شہسوار عمرو بن معدیکرب ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا جیسے کہ تو کہتا ہے اسطرح نہیں۔ اشعر الناس خنسا عرب عمرو کی بیٹی ہے اور اسخی الناس محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں اور بڑے شہسوار علی ابن ابیطالبؑ ہیں۔ انتہی۔

(۳) عن ابن عباسؓ قد سالہ رجل اکان علی یباشر القتال بنفسہ یوم صفین فقال ما رائیت رجلا اطرح لنفسہ فی التلف من علی ولقد کنت اراہ یخرج حاسر الراس بیدہ عمامہ و بیدہ السیف (صفحہ ۲۰۹ بحوالہ کتاب ریاض النضرہ) **ترجمہ** ابن عباس سے ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت علیؑ جنگ صفین میں بذات خود بھی لڑتے تھے ابن عباس نے جواب دیا کہ میں نے کسی کو ان کی مانند اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالتے ہوئے نہیں دیکھا (راہ خدا میں) میں ان کو دیکھا کرتا تھا کہ لڑائی میں ننگے سر نکلا کرتے تھے اور ایک ہاتھ میں عمامہ ہوا کرتا تھا۔ اور ایک ہاتھ میں شمشیر۔ انتہی۔

(۴) **غزوہ بدر الکبریٰ** میں حضرت علی علیہ السلام کی شجاعت کا حال کمال الدین بن طلحہ شافعی کی کتاب مطالب السئول میں اور علامہ ابن یوسف الکنجی کی کتاب کفایۃ الطالب میں ملاحظہ ہو۔ یہ جنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بعثت سے ہجرت کے اٹھارہویں مہینے سترہویں رمضان بروز جمعہ واقع ہوئی صفحہ ۲۱۲

(۵) **غزوۃ الکدر** میں شجاعت جناب امیر علیہ السلام کی اور آپ کی علم برداری تاریخ کامل علامہ ابن اثیر جزری میں ملاحظہ ہو صفحہ ۲۱۴

(۶) **غزوہ احد** میں شجاعت جناب امیر علیہ السلام کی ملاحظہ ہوں کتب ذیل۔ معارج النبوۃ سیر ملا معین الدین۔ سیرۃ النبوۃ ابو محمد عبدالملک بن ہشام۔ کفایۃ الطالب علامہ ابن یوسف الکنجی الشافعی۔ تاریخ کامل ابن اثیر جزری تاریخ طبری ابن جریر صواعق محرقہ علامہ ابن حجر مکی۔ سوانح عمری جناب امیر علیہ السلام وغیرہ کتب۔

عن جعفر بن محمد عن ابیہ علیہ و علی ابائہ السلام قال اصحاب اللواء یوم احد تسعۃ قتلہم علی قال ابن الاثیر

فلما قتلهم ابصر رسول اللہ صلعم جماعۃ من المشرکین فقال لعلی احمل علیھم ففرقھم وقتل فیھم ثم ابصر جماعۃ فقال لہ احمل لھم فحمل ففرقھم وقتل بنھم فقال جبرئیل انا منکما قال فاسمعوا صوتا لا سیف الاذوالفقار ولافتی الا علی الخ ترجمہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد ماجد سے نقل کرتے ہیں کہ احد کے دن مشرکین کے نو علم دار تھے جن کو جناب علی نے قتل کیا۔ ابن اثیر کہتے ہیں کہ جناب علیؑ نے ان کو قتل کیا تو آنحضرت صلعم نے مشرکوں کی ایک جماعت کو دیکھا اور علیؑ سے فرمایا کہ ان پر حملہ کر۔ آپ نے ان پر حملہ کر کے انہیں متفرق کر دیا۔ پھر آپ نے ایک اور جماعت کو دیکھا اور علی سے فرمایا کہ ان پر حملہ کر۔ آپ نے ان پر بھی حملہ کر کے اس جماعت کو متفرق کر دیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ جناب علیؑ کے لئے تسلی ہونی چاہئے۔ کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علیؑ کے سوا کوئی بہادر نہیں۔ انتہی۔

مولوی صاحب! یہ وہی دن ہے جسکی نسبت آپ کے فاروق اعظم فرماتے ہیں کہ میں اس روز پہاڑوں پر ایسے اوچکتا پھرتا تھا جیسے بُزکوہی یعنی پہاڑی بکری!!! (شیر پنجاب! سنتے ہو؟) ناظرین! یہ وہی جنگ ہے جس میں اصحاب ثلثہ غاروں میں پہاڑوں پر اوچکتے پھرے یہ وہ جنگ ہے کہ ابوبکر وغیرہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نرغہ کفار میں چھوڑ کر فرار ہوئے۔ یہ وہ جنگ ہے جس میں جناب حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت پاکر رسول صلعم کو داغ مفارقت دیا۔ یہ وہی روز ہے کہ اس دن کی لڑائی میں آنحضرت صلعم کا دندان مبارک سینوں کے امیر معاویہ کے باپ ابوسفیان نے شہید کیا۔ یہ ایسی سخت جنگ تھی کہ محمد بن اسحاق اپنی سیرۃ میں لکھتا ہے کہ "احد کے روز حضرت علیؑ کے صبر و استقلال نے کفار پر فتح حاصل کی ورنہ ان کا وہ جوش و خروش تھا کہ بیان نہیں ہو سکتا" قیس بن سعد کا قول ہے کہ "جنگ احد میں حضرت علی علیہ السلام کے جسم پر ستر زخم ایسے آئے تھے کہ ان کی تکلیف سے آپ زمین پر جھک جھک جاتے تھے۔ مگر باوجود ان شدید زخموں کے آپ نے ہمت نہ ہاری۔ اور نہایت دلیری اور حوصلہ سے کفار کا مقابلہ کیا اور ان کو تیغ بیدریغ کیا" حضرت علی خود فرماتے ہیں" کہ اس جنگ میں میرے داہنے بازو پر اس زور سے چوٹ لگی تھی کہ اسکی تاب نہ لاکر میرے بائیں ہاتھ سے علم گر گیا تھا تو آنحضرت صلعم نے یہ فرما کر کہ اسکے دائیں ہاتھ میں علم دیدو کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں میرا علم بردار ہے میرے دوسرے ہاتھ میں علم دے دیا" سوانح عمری علیؑ مطبوعہ لاہور صفحہ ۲۱ و ۲۲ یہ وہ جنگ ہے کہ تیسیر الباری شرح صحیح البخاری

پارہ نمبر ۱ا صفحہ ۸۸ کتاب الجہاد والسیر میں ہے۔ لما کسرت بیضۃ النبی صلعم علے راسہٖ ادمی وجہہ وکسرت رباعیتہ وکان علی یختلف بالماء فی المجن وکانت فاطمۃ تغسلہ فلما رات الدم یزید علی الماء کثرۃ عمدت الی حصیر فاحرقتہا والصقتہا علی جرحہ فرقا الدم الخ۔ یعنی آنحضرت صلعم کا خود مبارک آپ کے سر پہ توڑ گیا آپکا منہ خون آلود ہو گیا پیچ کا دانت توڑ گیا تو حضرت علیؑ بار بار (زخم دہونے کے لئے) ڈھال میں پانی لاتے اور فاطمہؑ (اس زخم کو) دھوتیں جب انہوں نے دیکھا کہ پانی سے زیادہ خون بہ رہا ہے تو ایک بورئے کا ٹکڑا جلا کر اس زخم میں بھر دیا۔ تو خون بند ہو گیا۔ انتہیٰ۔

اس روائیت سے آپ معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ سوائے حضرت علیؑ و فاطمۃؑ علیہما السلام کے کوئی شخص ایسا بھی موجود نہ تھا جو آنحضرت صلعم کے زخم بھی دہوتا۔ بلکہ سب کے سب بزدل ہو گئے ہوئے تھے۔

(۷) **غزوہ خندق** جسے غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں ہجرت کے پانچویں برس واقع ہوا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو اپنے پیر بھائی عمرو ابن عبدود کا یہ رجز یاد ہو گا ۔ ؎

ولقد بححت من النداء + بجمعکم ھل من مبارز + ووقفت اذجبن الشجاع بوقف البطل المناجز + وکذالک انی لم ازل + متسرعا نحو الھزاھز + ان شجاعۃ فی الفتی + والجود من خیر الغرائز + یعنی بہ تحقیق میری آواز تم لوگوں کو ھل من مبارز کرتے کرتے پکارتے پکارتے تھک گئی اور جبکہ بہادر نامردی کرتا تھا وہ جواں مرد کی صف میں کھڑا تھا میں ہمیشہ اسی طرح لوگوں کی طرف دوڑتا تھا کیونکہ جواں مرد کیلئے سخاوت اور شجاعت بہت اچھی چیز ہے۔ انتہیٰ۔ مولویصاحب! آپکے صحابہ میں سے کس کس نے اس سے مقابلہ کیا۔ یا اسکے رجز کا جواب دیا۔ کاش! اے شیر پنجاب! آپکا کوئی اصحاب اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ساتھ دیتا اور اسلام کی عزت کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتا!!

مگر سنئے۔ ہمارے مولا۔ ہمارے پیشوا۔ حامیٔ اسلام۔ مولائے رسولؐ حضرت علیؑ علیہ السلام اس کافر کے رجز کی تاب نہ لا کر کیا برجستہ جواب دیتے ہیں۔ ؎

یا عمرو ویحک قد اتاک + مجیب صوتک غیر عاجز + ذو نیۃ وبصیرۃ + والحق منجی کل فائز + انی لارجوان اقیم + علیک نائحۃ الجنائز

من ضربت تفنی ویبقی ٭ ذکرھا عند الھزائز ٭ یعنی فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے جواب میں عمرو ابن عبدود کے ۔ ای عمر تجھ پر افسوس ہے تیرے پاس وہ آرہا ہے جو تیرے پکارنے کے جواب دینے سے عاجز نہیں ہے ۔ اور صاحب نیت و صاحب بصیرت ہے اور سچ ہر ایک فیروز مند کو نجات دینے والا ہے ۔ میں بیشک امید رکھتا ہوں کہ میں بوڑھی عورتوں کے بین تجھ پر برپا کراؤں گا ۔ ایک ایسی ضرب سے کہ تو فنا ہو جائیگا اور معرکوں میں اس کا ذکر باقی رہے گا ۔ انتہی ۔

(۸) قال فضل اللہ بن روزبہان روی الجمھور ان علیا لما برز الی عمرو بن عبدود قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم برز الایمان الکفر کلہ الخ یعنی فضل ابن روزبہان نے کہا ہے کہ روایت کی ہے جمہور نے کہ جب حضرت علی علیہ السلام عمرو بن عبدود کے مقابلہ میں نکلے تو فرمایا رسول کریم صلعم نے کہ پورا ایمان پورے کفر کے مقابلہ میں نکلا ہے ۔ انتہی ۔

(۹) عن جابر بن عبد اللہ قال فما شبھت قتل علی عمروا الا بما قص اللہ تعالے من قصۃ داؤد علیہ السلام وجالوت حیث قال عز وجل فھزموھم باذن اللہ وقتل داؤد جالوت (ارجح المطالب صفحہ ۲۱۹) ترجمہ جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کا عمرو کو قتل کرنا بالکل حضرت داؤد علیہ السلام اور جالوت کے قصہ کی مانند ہے ۔ جس کا ذکر خدائے تعالے نے اسطرح کیا ہے کہ وہ خدا کے حکم سے بھاگ گئے اور داؤد نے جالوت کو مار ڈالا ۔ انتہی

(۱۰) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قتل علی لعمر بن عبد ود افضل من عبادۃ الثقلین فی یوم الخندق ٭ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علیؑ کا بروز خندق عمرو بن عبدود کو قتل کرنا تمام جن و انس کی عبادت سے افضل ہے ۔ (سوانح عمری علی صفحہ ۳۹ مطبوعہ لاہور)

(۱۱) تمام مورخ اس بات پر متفق ہیں کہ خندق کی جنگ میں سوائے حضرت علیؑ کے دوسرے کسی صحابی کی تلوار نہیں نکلی اور نکلنے کی نوبت ہی کہاں سے آئی جبکہ عمرو بن عبدود کے مارے جانے سے تمام کفار قریش خوف زدہ ہو کر بدحواس ہو گئے (بحوالہ ایضاً صفحہ ۲۸)

(۱۲) غزوہ خیبر میں جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت ۔ یہ جنگ ۷ھ میں واقع ہوئی ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب افسوس ! کہ آپ اس جنگ میں بھی اپنے صحابہ کی کچھ جرات و تہور نہیں دکھا سکتے ۔ لیکن ہم خلیفہ دوم کے کارنامے دکھانے کو تیار ہیں ۔ چنانچہ منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ جنگ خیبر کے روز آپ ایسا پیٹھ دیکر بھاگے کہ مدینہ میں آدم لیا ۔ اور یہ لشکر بولا

کو نامرد کہتے تھے اور لشکری ان فاروق اعظم کو نامرد بناتے تھے۔ جل جلالہٗ یہی نامرد اور بزرگوہی نبی (صلعم) کی وفات کی دیر ہے جسطرح ہو سکے اپنا نام آگے چل کر مردوں اور جراروں کی فہرست میں لکھوانے کو ہیں۔ شعر ؎

شباب آتا ہے اب جوبن اُبھر کر قہر ڈھائیگا ٭ کلیجے سے وہ لپٹانے کے قابل ہوتے جاتے ہیں

بہرحال مولوی صاحب! آپ کا ایک آدر بیر بھائی مرحب سردار یہود اسطرح رجز خوانی کر رہا تھا۔ ؎ قد علمت خیبر انی مرحب ٭ شاکی السلاح بطل مجرب ٭ اذا اللیوث اقبلت تلھب ٭ واحجمت عن صولۃ المجب ٭ قلت حمای بداً لایقرب ٭ اطعن احیانا وحینا اضرب ٭ ان غلب اللہ ھو فانی اغلب ٭ والقرآن عندی بالدماء مخضب ٭ ترجمہ تمام خیبر جانتا ہے۔ کہ میں مرحب ہوں آلات حرب میں شوکت رکھنے والا ہوں دلیر ہوں تجربہ کار ہوں جبکہ معرکہ میں شیر ڈراتے ہیں۔ آگ کے شعلے بھڑکاتے ہیں۔ اور مرحب کے حملہ سے وبک جاتے ہیں۔ کہ بادشاہ کا مصاحب ہے۔ ظاہر ہو گیا کہ میرے خوف سے کوئی نزدیک نہیں آتا کبھی میں نیزہ مارتا ہوں کبھی تلوار اگر تمام زمانہ بھی مغلوب ہو جائے تو بھی میں غالب ہی ہوں میرے سامنے حریف خون میں لتھڑا ہوا ہے۔ انتہی

فرمائیے جناب! آپ کے اصحاب ثلثہ میں سے کون کون صاحب اسکے جواب کو نکلے؟ حاشا وکلا ثم تاللہ! کوئی نہیں۔ وہ تو اس وقت شاید کسی غار میں ہوں گے جب تک تنخواہ والا خراج نہ آئے ان صاحبوں کو کونسی مشکل نبی ہے۔ جو کچھاروں اور غاروں سے سر نکالیں۔ ہاں! ہاں! ابھی سن پائیں مال غنیمت اور روپوں کی جھنکار۔ بس ہو جائینگے خبردار اور خواب غفلت میٹھی نیند سے بیدار چھوڑینگے غار پہنچینگے دربار۔ السلام علیکم یا سرکار نبیوں کے سردار! ارے تو کون ہے اجی میں آپکا پہلا یار۔ بلکہ یار غار۔ تو کون؟ حضرت نام دار میں بھی آپکا تابعدار عمر فاروق وفادار جان نثار دوسرا یار حاضر دربار۔ اور تو کون؟ اجی خاکسار عثمان ابن العفان شب زندہ دار تین روز کا مفرور وفرار لیکن اس وقت ہوشیار اور خبردار! تنخواہ کے حقدار غنیمت میں حصہ دار لیکن جنگ میں ایسے بہادر وجرار کہ ادہر دور سے نظر آئی تلوار ادہر سب یار غار فرار۔ شعر ؎

نظر اٹھتی نہیں خنجر اٹھانا تو گیا گزرا ٭ تیرے دعوے ستم ایجاد باطل ہوتے جاتے ہیں

بہرکیف مولائے مومنین نفس ختم المرسلین قاتل الکفار والمشرکین حضرت علی علیہ السلام اس مرحب ملعون کے مقابلہ میں نکلے اور اسکا رجز سنکر جواباً فرمانے لگے۔ ؎

انا الذی سمتنی امی حیدرہ ضرغام اجام ولیث قسورہ ؛ عبل الذراعین شدید القصرہ + کلیث غابات کریہ المنظرہ + اکیلکم بالسیف کیل السندرہ ؛ اضربکم ضربا یبین الفقرہ + واترک القرن بقاع جزرہ + اضرب بالسیف رقاب الکفرہ + ضرب غلام ماجد حزورہ + من یترک الحق یقوم صغرہ + اقتل منکم سبعۃ او عشرہ + فکلہم اہل فسوق فجرہ + ترجمہ - میں وہ ہوں کہ میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے - بہادری کے بیشہ کا دندہ شیر ہوں - قوی بازو سخت گردن والا - جیسے کہ ڈراونی صورت والا جنگل کا شیر - میں تلوار کے بڑے پیمانے سے تم کو ناپونگا میں تمہیں ایک ایسی ضرب لگاؤنگا جس سے تمہاری پشت کا ایک مہرہ جدا جدا ہوجائیگا - میں نیزہ کو سخت زمین میں گاڑتا ہوں میں تلوار سے کافروں کی گردن مارتا ہوں بزرگ قوم کے زور میں بھرے ہوئے نوجوان کی ضرب ہے اسکے لئے جو حق کو چھوڑتا ہے - اور ذلت پر ٹھیرتا ہے میں ان میں سے سات یا دس آدمیوں کو قتل کرونگا - جو سب فاسق و فاجر ہیں انتہٰی پھر جناب علیؑ نے ایک وار کیا اور مرحب کا سر کٹ کر گر پڑا - خدا نے ان کے ہاتھ سے فتح دی صفحہ ۲۲۱

(۱۳) قال علی برہان الدین الحلبی الشافعی فی سیرۃ الحلبیہ یروی ان علیا ضرب مرحبا فترس فوقع السیف علی الترس فقدہ وشق المغفر والحجر الذی تحتہ والعمامتین وفلق ہامتہ حتی اخذ السیف فی الاضراس الخ ترجمہ یعنی جناب امیر علیہ السلام نے مرحب کو ایسی تلوار لگائی کہ اسنے اپنی سپر (ڈھال) پر روکی - (حضرت علی کی) تلوار سپر کو چیرتی ہوئی مغفر پر پہنچی اور مغفر کو پھاڑ کر اس لوہے کی ٹکیا کو کاٹ ڈالا جو اس مغفر کے نیچے تھی پھر اسکی دستار کو کاٹتی ہوئی دانتوں میں پہنچ گئی - انتہٰی -

(۱۴) عبد اللہ بن عمرو بن عاص کہتا ہے کہ مجھے اس سے تو تعجب پیدا نہیں ہوا کہ خدا نے ان کے ہاتھ سے خیبر کو فتح کیا - بلکہ ان کا قلعہ کے دروازہ اکھاڑنے اور چالیس گز پس پشت پھینکدینے سے تعجب ہوا - کہ چالیس آدمیوں نے اس دروازہ کے اٹھانے میں طاقت آزمائی کی لیکن وہ اٹھا نہ سکے - (ارجح المطالب ص ۲۲۲)

(۱۵) عن الحسن انہ کان حسین قتل علی قتلتم واللہ رجلا فی لیلۃ نزل فیہا القرآن وفیہا رفع عیسی بن مریم وفیہا قتل یوشع بن نون فتی موسیٰ و اللہ ما سبقہ احد کان قبلہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبعثہ بالسریۃ

وجبریل عن یمینہ ومیکال عن شمالہ لا ینصرف حتی یفتح علیہ (اخرجہ الدولابی)
ترجمہ جبکہ جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے جناب امام حسن علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا واللہ تم نے ایک ایسے شخص کو ایسی رات میں قتل کیا ہے کہ جس رات میں قرآن شریف نازل ہوا ہے اور جس رات میں جناب عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔ اور جس میں جناب موسیٰ علیہ السلام کا نوجوان یوشع بن نون مارا گیا ہے کوئی اس پر (حضرت علی پر) سبقت نہیں لے گیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب انکو یعنی علیؑ کو فوج کے ساتھ بھیجتے تھے تو جبریل انکی داہنی طرف اور میکائیل انکی بائیں طرف ہوا کرتے تھے۔ اور وہ بغیر فتح کئے واپس نہیں آتا تھا۔ انتہی

(۱۶) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسل جثتی وتودی دینی وتوارینی فی حفرتی وتفی بذمتی انت صاحب لوائی فی الدنیا والاخرۃ (اخرجہ الدیلمی) **ترجمہ**۔ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں یا علی تم ہمارے جسم کو غسل دو گے اور ہمارے قرض کو ادا کرو گے اور ہمیں قبر میں اتارو گے اور جو امر کہ ہمارے ذمہ ہے اسکو ادا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں ہمارے علم وار ہو۔

(۱۷) عن عبد الرحمن ابن ابی لیلے عن ابیہ انہ قال لعلی وکان یسیر معہ ان الناس قد انکروا منک انک تخرج فی الحر فی الثوب المحشو وفی الشتاء فی الثوب الخفیف قال اولم تکن معنا بخیبر قال فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابابکر وعقد له الرایۃ فرجع فبعث عمر وعقد له الرایۃ فرجع بالناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین الرایۃ رجلا یحب اللہ ورسولہ کرار لیس بفرار وارسل الی وانا ارمد فقلت انی ارمد فتفل فی عینی وقال اللھم اکفہ اذی الحر والبرد فما وجدت حرا بعد ذالک ولا بردا (اخرجہ احمد والنسائی) **ترجمہ**۔
عبد الرحمن بن ابی لیلے اپنے والد سے ناقل ہیں کہ وہ سفر میں جناب امیر علیہ السلام کے ہمرکاب تھے۔ جناب امیر سے کہنے لگے لوگ آپکی بات کو برا جانتے ہیں کہ آپ جاڑے میں باریک کپڑا اور گرمی میں بھرتی کا اور موٹا کپڑا پہنتے ہیں۔ جناب امیر علیہ السلام فرمانے لگے کیا تم خیبر میں ہمارے ساتھ نہیں تھے۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو بھیجا اور علم ان کے ہاتھ دیا۔ لیکن وہ لوٹ آئے۔ (کمائی کر آئے!) اور پھر عمر کو بھیجا اور علم ان کے ہمراہ کیا وہ بھی لوگوں کے ساتھ واپس آگئے (یعنی اوروں کو بھی لے آئے)۔ آپ نے گلیوں بھنان جھان بھی گالے

ہندی ۱۲) پھر حضرت نے فرمایا البتہ اب ہم علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اسکے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ اور اللہ و رسول اسکے ساتھ محبت رکھتے ہیں آپ نے مجھے (علیؑ سے) آدمی بھیجکر بلایا میری آنکھیں دکھ رہی تھیں میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ) مجھے آشوب چشم ہے آپنے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا۔ اور فرمایا اے پروردگار گرمی اور سردی کی ایذا سے اسے بچائیو پس مجھے اسکے بعد نہ گرمی نے ستایا نہ سردی نے۔ انتہی۔

(۱۸) عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ الرایۃ وھزھا ثم قال من یاخذھا بحقھا فجاء فلان فقال انا فقال امض علی رسلک ثم قال والذی کرم وجہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین ھذہ الرایۃ رجلاً یفتح اللہ علی یدہ فدعا علیا فاعطاہ ففتح اللہ علیہ خیبر و فدک (اخرجہ احمد فی المناقب)

ترجمہ (خیبر کے دن) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علم پکڑ کر ہلایا پھر ارشاد کیا کون ہے جو اس علم کو پکڑے اس کے حق پکڑنے کا پس فلاں شخص آیا۔ (یہ اہل سنت کی ایمانداری ہے کہ نام حذف کر کے فلاں لکھدیا۔ صنعت اکتفا۔ بخاری!) اور کہنے لگا۔ میں حضرت نے فرمایا اپنے راستے پر چلا جا۔ پھر ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے چہرہ کو بزرگ کیا ہے۔ میں یہ علم ایسے آدمی کو دونگا کہ اللہ اسے فتح دیگا۔ پس علی کو بلایا اور علم ان کو دے دیا۔ اللہ تعالے نے ان کو خیبر اور فدک پر فتح دی۔ انتہی۔

ناظرین! غور فرماویں کہ اولاً ابوبکر صاحب علم لیکر گئے۔ (بچ گئے ہوں گے؟) لیکن کمائی کر آئے پھر فاروق اعظم گئے۔ تو ایسے آئے کہ کچھ اوروں کو بھی بھگوڑوں کی فہرست میں ملا لیا (جل شانہٗ!) تب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ابکی بار ہم یہ علم ایسے شخص کو دینگے جو اللہ اور اسکے رسول کا محب ہے جس سے صاف ثابت ہے کہ ابوبکر و عمر اللہ و رسول کے محب نہیں تھے پھر فرمایا ہم علم ایسے شخص کو دینگے کہ اللہ و رسول اسکے محب ہیں جس سے ثابت ہوا کہ ابوبکر و عمر وغیرہ کے ساتھ اللہ و رسول کی بھی محبت نہ تھی۔ اسکی موید ایک حدیث صحیح بخاری کی بھی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ کتاب الایمان والنذر۔ باب کیف کان یمین النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۹۸۵۔ عن عبد اللہ بن ہشام قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا والذی نفسی بیدہ حتی اکون احب الیک من نفسک فقال لہ عمر فانہ الآن واللہ انت احب الی من نفسی فقال النبی صلعم الآن یا عمر۔ ترجمہ عبد اللہ بن ہشام کہتا ہے کہ تھے ہم ساتھ

نبی صلعم کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمر کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے پس کہا رسول صلعم کو عمر نے ۔یا رسول اللہ بہت دوست رکھتا ہوں میں آپکو ہر ایک چیز سے سوائے اپنے نفس کے (یعنی آپ کو اپنی جان سے میں زیادہ عزیز نہیں رکھتا) پس فرمایا نبی صلعم نے ایسا نہیں قسم ہے مجھ کو اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ۔جب تیری جان سے میں زیادہ دوست ہونگا ۔تب صحیح ہوگا ۔اعتقاد تمہارا ۔پس کہا عمر نے رسول خدا کو ۔(لو جی!) اب عزیز تر ہیں آپ میرے نزدیک میری جان سے ۔(ان المنافقون لکاذبون)

اس سے صاف عیاں ہے کہ عمر صاحب کے اقرار کے موجب نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ان کو محبت نہ تھی اور نہ ہی حسب ارشاد رسول عمر کا اعتقاد درست تھا ۔رہا عمر صاحب کا اقرار ۔سو اہل ایمان کو تیقن نہیں ۔کیونکہ منافق جھوٹے ہوتے ہیں۔

پس ای برادران ایمان و انصاف ۔اب تو آپ بخوبی سمجھ گئے ہونگے ۔کہ جناب امیر علیہ السلام نے کیا کیا؟ شروع شروع جملہ غزوات میں وہ شجاعتیں دکھلائیں کہ زبان زد خلائق ہیں بخلاف اسکے اصحاب ثلثہ نے نہ تو کسی سے جہاد کیا نہ زخم کھایا ۔ ؎ کس نیاید بجنگ او فتادہ ۔

البتہ فرار کرنے میں ان کا نمبر ہمیشہ فسٹ (اول) رہا ہے ۔**شعر** ؎

ہر کہ جنگ آرد بجوں خویش بازی میکند ۔ روز میدان آنکہ بگریزد بخون لشکرے

جناب امیر علیہ السلام نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسی ایسی جان فدائیاں کیں کہ قرآن مجید میں شاہد صادق الوعید نے بایں الفاظ گواہی دی ۔ومن الناس من یشرے نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ط واللہ رؤف بالعباد ۔اور بعد انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے بڑے منافقین مارقین مرتدین سے وہ جہاد کئے کہ آج مولوی صاحب مخاطب بھی حیدر کرار کا نام سنکر تھرا جاتے ہوں گے ۔جنگ صفین میں معاویہ سے جنگ جمل میں طلحہ زبیر اور عائشہ سے اور جنگ نہروان میں خوارج سے اسقدر قتال کیا کہ ان دشمنان خدا و رسول کی محبان کے ہمراہیان بے دین کے خون کی ندیاں بہادیں ۔ورنہ دنیا میں آج خارجیوں اور وہابیوں کے سوا اور کوئی نظر نہ آتا ۔حدیث رسول اللہ صلعم کہ "یا علی تم تاویل قرآن پر قتال کروگے"۔ان لوگوں کے کفر و ارتداد پر دال صریح ہے ۔

تتمۃ الکلام ۔ایک لطیفہ پر اس بحث کو ختم کرتے ہیں ۔**لطیفہ** ۔تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۲۲۳ میں ہے ۔حدثنی باشلاثئ مرأیت المشرکین صعوا برسول اللہ قال اقبل عقبہ

بن ابی معیط و رسول اللہ عند الکعبۃ فلوی ثوبہ فی عنقہ وخنقہ شدیدا۔
یعنی عبد اللہ بن عمر سے پوچھا کہ مشرکین نے جو حضرت صلعم کو سب سے زیادہ تکلیف دی اسکو بیان کرو۔ تو اس نے جواب دیا۔ کہ ایک روز آنحضرت صلعم خانہ کعبہ کے پاس تھے کہ عقبہ بن ابی معیط نے حضرت کے گلوئے مبارک میں آپکی چادر کو زور سے لپیٹا۔ اور سخت فشار دیا جس سے معلوم ہوا کہ مشرکین نے جو سب سے زیادہ تکلیف آنحضرت کو پہنچائی وہ یہی تھی جسپر۔ وقام ابوبکر الصدیق دونہ یقول وھو یبکی ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ ثم انصرفوا عنہ فان ذالک اشد ما رایت قریشا بلغت منہ قط یعنی ابوبکر کھڑے ہوکر رونے لگ گئے۔ اور کہتے جاتے تھے کہ کیا تم لوگ ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے خدا ہمارا پروردگار ہے اسکے بعد وہ چلے گئے یہی سخت ترین ایذائے قریش تھی جو حضرت کو دی گئی۔ لیکن جناب ابوبکر کی امداد دیکھئے عورتوں کی طرح زار زار رو رہے ہیں۔ اور اتنا نہیں ہوسکتا۔ کہ داڑہی کو باندھ لیں سر پر ایک بھاری کپڑا رکھ لیں۔ تو تلوار نیزہ برچھی (کاغذی) ہاتھ میں لیکر کام لیں۔ اور نہیں۔ تو گھونسا مکا لاٹھی ہی سہی۔ مگر وہ تو عتبہ بن ربیعہ سے اجمی خطبہ والے روز سے کچھ ایسے ڈرے ہیں کہ سوائے رونے کے اور کچھ بن نہیں پڑتی۔ ماشاء اللہ یہی امداد آپنے غار ثور میں کی تھی۔ ہاں! جب عقبہ نے نبی علیہ السلام کا گلا گھونٹنا شروع کیا اور ابوبکر صاحب نے رونا۔ تو تاریخ خمیس صفحہ ۳۲۰ میں ہے حتی جاءت فاطمۃ فالقتہ عن ظھرہ الخ یعنی فاطمہ علیہا السلام تشریف لائیں۔ اور اس ملعون کو حضرت سے جدا کیا۔ مومنین! یہ ایک غور کا مقام ہے کہ اس وقت جناب سیدہ صرف چار یا پانچ برس کی ہیں اور اسکو دیکھکر اس کافر ملعون کو رحم آگیا۔ کہ ان کے آتے ہی آنحضرت صلعم کو چھوڑ دیا۔ لیکن انہیں ابوبکر صاحب نے (جو آج سوائے رونے کے کچھ جانتے ہی نہیں اور کفار و مشرکین کے خوف سے آب آب ہوئے جاتے ہیں) انتقال رسول کے چند ہی روز بعد (ایسے جرار نکلے) جناب سیدہ کے مکان کو جلوا دیا اور ایسے ظلم کئے۔ جن کا اثر تا قیامت اسلام خصوصاً سادات بنی فاطمہ پر چلا جائیگا۔ اور آپ نے بی بی فاطمہ سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا پر اتنا رحم نہ کیا جتنا عقبہ بن ابی معیط نے کیا تھا۔ بہر حال ایسی ایسی امداد اصحاب ثلثہ نے رسول اللہ صلعم کی کی۔

اب بھی مولوی ثناء اللہ صاحب تسلی نہ پاکر اصحاب ثلثہ کی بے تک راگنیاں گاتے رہی تو ثابت ہو جاویگا کہ آپ کا ایمان نہ قرآن پر ہے نہ حدیث رسول پر۔ اور نہ ہی دیگر کتب اہل سنت

کو وہ صحیح جانتے ہیں۔

نظم

نہ ہو سکتی ہے یہ جرأت کسی ملحد سے کافر سے
کہ سر تابی کرے ذرّہ فتوحاتِ غضنفر سے

شجاعت کا علیؑ کی ہے ثبوت اتنا فقط کافی
کہ اب بھی کانپ اُٹھتے ہیں وہابی نام حیدر سے

ملا ہو غیر فراری کا تمغہ جسکو سرورؐ سے
عطیۂ ذوالفقارِ تیز ہو مولائے داور سے

پکارے لافتیٰ الا علیؑ رضواں فرشتہ بھی
نہ ہوا انکار بھی تشہیر کا تسخیرِ خیبر سے

اجی تلوار تھی جس کی مدد اللہ اکبر کی
محمدؐ کی حمایت میں سرِ کفار پہ برسے

گذر کفار کے سر سے مثالِ ابرِ تر برسے
زمیں جنبش میں یا ہوتی نعرۂ اللہ اکبر سے

چمک کر تیغ نے جس کی کیا کفار کو عمیؑ
ہوا ظلمت کا دفعیہ اُسی کے نورِ برتر سے

کہے مولائے بے ہمتا جسے بازوئے محمدؐ کا
کہ بے سر کر دیے جس نے مخالف عمرِ عنتر سے

اسے خیبر وہابی کہہ رہا ہے "کیا کیا اُس نے"!!
خداوندا تیری پناہ مقبولوں کے منکر سے

وہ اہل البیتِ احمدؐ کا مخالف تحقیقی ہانکے
کہ مخبوط الحواسی میں سخن بولے مچھندر سے

نجاتِ اُخروی کا مدعی جب باب شیعہ کا
پھرا دیدہ و دانستہ ہوا کافر پیمبر سے

مطلع دیگر

محبت ہو ابوبکر و عمر عثمان کے گھر سے
تو کیا مطلب نبیؐ و فاطمہؑ حسنینؑ و حیدرؑ سے

جسے رنگی کو نارنگی سدا کہنا ہے ہر ہر سے
بلا کذبِ صریح اُس کو نوشتہ میں مقدر سے

شجاعانِ زمانہ کو کہے ہے "کیا کیا اس نے"!
مگر واقف نہیں شاید عمر صاحب کے خنجر سے

رہے جو بے پتے پتوں میں بن کے بیتے بنگلے
چھپے غاروں میں چوہوں کی طرح تلوار کے ڈر سے

پڑا جھنکار جس باں کا جو کانوں میں تو جا لپکے
سُنا کھڑکار گولی کا ہوئے فرار لشکر سے

مقابل مرحبِ کافر کے ہونا تو گیا گزرا
یہ بلدانِ غنیمت تو لرز جاتے تھے مچھر سے

نہ جز بزدل کوئی بھی بنا ہے کوئی دنیا میں
عمر کا قول تو پوچھو جلال الدین مفسر سے

شغالِ فرقۂ ناغل ذرا انصاف سے کہنا
بزِ کوہی کو کیا نسبت خداوندی غضنفر سے

بحمد اللہ بخاری نے کیا اقرار کیا عمدہ
خدا نے دین کی امداد کی ہے مردِ فاجر سے

گرو بے بہا جل جل بل سنبھالے آمرتا سر سے
کھڑے سکتہ میں منتظر شیعہ کفن باندھے ہوئے سر سے

عنایت کی عنایت پر خدا و حق تعالیٰ نے
رسائی ہو گئی ساقیٔ کوثر کے برادر سے

مولوی صاحب کی آٹھویں غلطی

در باب معاویہ فی الہاویہ

حق سے جب خالی ہو دل تب غالب آوے نفسِ شوم
بوم ہو جاتا ہے وارث خانۂ ویران کا

مولوی صاحب نے فرمایا کہ "ہم اہل سنت والجماعت کی سخت دل آزاری ہوئی جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منافق کہا کیونکہ وہ اہل سنت کے اصحاب ہیں"۔ انتہیٰ کلامہ۔

الجواب:۔ مولوی صاحب! آپ کی ایمانداری کا یہی تو ثبوت ہے! سبحان اللہ! کیا راست بازی اسی کا نام ہے! جناب عالی۔ معاویہ کے حالات سے آپ اچھی طرح واقف ہیں۔ انکی کارستانیاں جو زمانہ پر روشن ہیں آپ ان سے نابلد نہیں ہونگے۔ پھر معلوم نہیں کہ خلق خدا و امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خارجیت و ناصبیت کی تعلیم دینے سے آپ کو بجز اسکے کیا حاصل ہوگا؟ کہ عوام الناس بنی امیہ کے نام لیوا ہو جائیں اور بروز حشر آپ انکے راہنما ہو کر سیدھے دشمنان خدا و رسول کے ٹھنڈے مکان کی دہلیز پہ آستانہ بوس ہوں۔ افسوس! اس میں تو کسی احمق کو بھی کلام نہیں کہ جناب معاویہ آپ کے ویسے ہی اصحاب باصفا ہیں جیسا کہ اصحاب ثلثہ۔ خدا کے فضل سے نسب نامے بھی قریباً قریباً ملتے جلتے ہیں خصوصاً امیر معاویہ کا نسب نامہ خلیفہ دوم سے کہیں زیادہ چمکتا دمکتا ہے۔ خلافت بھی ایک ہی طرح سے ہے۔ اور اسلام و ایمان بھی معاویہ کا اصحاب ثلثہ کے مساوی ہے خدا و رسول کے ساتھ بھی معاویہ کا تعلق ویسا ہی ہے۔ جیسے اصحاب ثلثہ کا۔ نیز اہل بیت رسولؐ کے ساتھ سلوک و محبت معاویہ کی بعینہ وہی ہے۔ جو ثلثہ کی۔ مولوی صاحب! جب بھی ہم بات کہتے ہیں حق کے ساتھ صاف صاف کہتے ہیں۔ اور حاشا وکلا۔ ہماری اس بات میں بھی بناوٹ نہیں۔ ہمارا دل جانتا ہے۔ کہ ہم معاویہ و اصحاب ثلثہ میں کسی طرح مطلقاً فرق نہیں جانتے۔ اور دل تو آپکا بھی جانتا ہے۔ شعر:

رقیب کیوں نہ ہو محرم تمہارا ای صاحب — مثل ہے پیٹ کہیں چھپ سکا ہے دائی سے

عالی جناب! آپ کی راستبازی کو ہم اس سے زیادہ روشن کرنا نہیں چاہتے۔ ایک دنیا

جانتی ہے کہ آپ ناحق پرستی میں ایسے آمادہ ہیں گویا یہ کارروائی بھی آپکو موروثی جاگیر دی گئی ہے۔ معاویہ کے حالات کی نسبت اگر محض وہ احادیث نبوی (صلعم) لکھی جائیں کہ جن میں فخر موجودات جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسپر بالصراحت لعنت کی ہے تو ایک بڑا دفتر تیار ہو۔ کتاب الہاویہ لمعاویہ "مناظرہ احمدیہ" دو جلد جناب فخر الحکماء علامہ السید علی اظہر دامت برکاتہم نے معاویہ کے حالات میں لکھی ہے آپ اسے ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ ہم کو وثوق ہے کہ اگر قیامت اُخریٰ تک کوئی سُنّی اس کا جواب لکھنا چاہے تو شیعہ کی دوسری کتابوں کی طرح اس سے بھی عاجز رہیگا۔ ممکن ہے کہ آپ کی نظر سے نہ گذری ہو۔ لازم ہے کہ اسے سرسری نظر سے مطالعہ فرماویں تاکہ اصحاب ثلٰثہ کی طرح ان کے ہمسر خلیفہ (معاویہ) کے حالات جناب کے ذہن نشین ہوں۔ پس اس کتاب کے موجودگی میں ہمیں بھی کچھ لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ البتہ بعض بعض اقتباسات طالبین حق کی تسکین کیلئے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ وہو ہذا۔

(۱) **احادیث نبوی** (صلعم) درزم معاویہ صفحہ ۴ ۵ لغایت صفحہ ۶۱۔ مناظرہ امجدیہ۔ جس میں بحوالہ کتاب تطہیر الجنان تاریخ الخلفاء۔ تاریخ طبری۔ مسلم۔ ترمذی۔ جامع صغیر۔ ینابیع المودۃ۔ وغیرہ کتب دکھایا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے معاویہ پر لعنت کی۔

(۲) **احادیث امیر المومنین** (عم) درزم معاویہ ص ۶۱ لغایت ص ۷۵۔ مناظرہ امجدیہ۔ جس میں بحوالہ تاریخ کامل ابن اثیر و ینابیع المودۃ وغیرہ دکھایا گیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام معاویہ پر بالتصریح لعنت کرتے رہے۔

(۳) **احادیث امام حسن** علیہ السلام درزم معاویہ ص ۷۱ لغایت ص ۸۰ جسمیں بحوالہ کتاب ثمرۃ الاوراق برحاشیہ مستطرف و تطہیر الجنان و مستطرف دکھایا گیا ہے کہ معاویہ پر امام حسن علیہ السلام نے لعنت کی۔

(۴) **کلام امام حسین علیہ السلام** صفحہ ۸۰ جس میں بحوالہ تاریخ کامل دکھایا گیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے معاویہ کو طاغی فرمایا۔

(۵) **اقوال حضرت عائشہ** ص ۸۱ جس میں حضرت عائشہ کا معاویہ کو ہمیشہ بد دعا (لعنت) کرنا بحوالہ تاریخ کامل ثابت کیا ہے۔

(۶) **اقوال صحابہ درزم معاویہ** ص ۸۲ لغایت ص ۹۴ جسمیں حضرت عقیل رضی اللہ عنہ

کالعنت کرنا معاویہ پر بحوالہ کتاب مستطرف دکھایا گیا ہے۔ ایک روایت نہایت مزہ دار ہے جو ناظرین کتاب ہذا کی دلچسپی اور مذاق کے لئے بطور لطیفہ درج کیجاتی ہے۔

لطیفہ۔ دخل عقیل ایضا علی معاویہ وقد کف بصرہ فاقعد علی سریرہ معہ ثم قال له انتم معاشر بنی هاشم تصابون فی ابصارکم فقال عقیل وانتم معاشر بنی امیۃ تصابون فی بصائرکم ودخل علیہ یوما فقال معاویہ لاصحابہ هذا عقیل عمہ ابولهب فقال عقیل وهذا معاویۃ عمتہ حمالۃ الحطب ثم قال یا معویۃ اذا دخلت النار فاعدل ذات الیسار فانک تجد عمی ابا لهب مفترشا عمتک حمالۃ الحطب فانظر ایهما خیر الفاعل ام المفعول

انتھی ثمرۃ الاوراق ص۱۱۵ ترجمہ ایک دفعہ حضرت عقیل معاویہ کے پاس آئے اس زمانہ میں حضرت عقیل کی بصارت زائل ہو چکی تھی۔ معاویہ نے ان کو اپنے تخت پر بٹھایا اور کہا اے بنی ہاشم! تم لوگوں کی بصارت بہت جلد جاتی رہتی ہے تو عقیلؓ نے کہا۔ کہ تم لوگوں بنی امیہ کی بصیرت جلد زائل ہوتی ہے۔ ایک دفعہ پھر حضرت عقیل آئے تو معاویہ نے اپنے اصحاب سے کہا۔ کہ دیکھو یہ عقیل ہیں جن کا چچا ابولہب ہے حضرت عقیل نے (جواب میں) کہا۔ اور یہ معاویہ ہے۔ جسکی پھوپھی حمالۃ الحطب زوجہ ابولہب ہے اے معاویہ جب جہنم میں جانا۔ تو بائیں ہاتھ مڑنا کہ وہاں دیکھیگا تو میرا چچا ابولہب تیری پھوپھی حمالۃ الحطب کے ساتھ ہم صحبت ہوگا۔ اس وقت تجھے معلوم ہوگا کہ فاعل اچھا ہے یا مفعول!! ص۸۴

شعر؎ دل مدعی و دیدہ بنا مدعا علیہ نظارہ کا مقدمہ پھر روبکار ہے

(۷) عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا لعنت کرنا معاویہ پر بحوالہ سنن بیہقی وکنز العمال ص۸۴ پر دکھایا گیا ہے۔

(۸) اَلزَّرْقاء بنت حرث صحابیہ کا کلام کہ جس میں معاویہ صاحب کی ماں (والدہ ماجدہ) کو ہائے توبہ! اللہ بخشے فاحشہ وغیرہ لکھا ہے۔ اور جناب امیر معاویہ صاحب کے بفضل خدا پانچ باپ ثابت کئے ہیں (بڑھے دولت!!) یہ نقشہ ص۸۴ سے ص۸۶ تک بحوالہ کتاب ثمرۃ الاوراق دکھایا ہے۔

(۹) پھر صفحہ ۸۷ پر شہادت وائل بن حجر صحابی معاویہ کی عزت وغیرت بحوالہ کتاب مستطرف ص۱۱۹ خوب ظاہر کی ہے۔

(۱۰) پھر صفحہ ۹۰ پر عمرو عاص کا جو معاویہ کا دینی دوست اور مہم بھائی تھا۔ خط ۔ اور کلام درج ہے اور ابوموسیٰ اشعری کا کلام ہے جس کا ایمان بعینہ گرگٹ کی طرح تھا بحوالہ تاریخ کامل ابن اثیر و عقد الفرید و تذکرہ سبط ابن جوزی۔ اس سے بھی معاویہ کے ایمان کا پتہ بخوبی چلتا ہے۔

(۱۱) قیس ابن سعد صحابی کے کلام ص ۹۰ لغایت ص ۹۲ درج ہیں۔ جن میں معاویہ کو بے دین اور منافق اور دشمن دین کہا گیا ہے۔ بحوالہ تاریخ مروج الذہب علامہ مسعودی جلد ۲ ص ۸۵

(۱۲) پھر صفحہ ۹۲ لغایت صفحہ ۹۴ پر سمرہ بن جندب صحابی کا کلام بحق معاویہ لکھا گیا ہے جس میں اس نے معاویہ کو طاغوت (سرکش) اور شیطان کا خطاب دیا ہے۔ (کیا سنیوں کے ایسے ہی اصحاب تھے؟) حوالہ تاریخ کامل جلد ۳ ص ۱۹۵۔ اور پھر خط سلیمان بن صرد خزاعی بنام امام حسین علیہ السلام کہ جس میں معاویہ کو جبار اور عنید لکھا ہے درج ہے۔

(۱۳) پھر صفحہ ۹۴ سے صفحہ ۱۰۷ تک اقوال و احادیث تابعین عظام درج ہیں جن میں محمد بن ابی بکر و زیاد و حسن بصری و امام شافعی وغیرہم کے اقوال در ذم معاویہ درج ہیں۔ جن میں ہر ایک تابعی کا لعنت کرنا معاویہ پر ظاہر ہے۔

(۱۴) صفحہ ۱۰۷ سے کلام خلفاء کا عنوان ہے امثال خلیفہ ہادی۔ ہارون رشید مامون رشید معتضد باللہ۔ وغیرہم۔ اور اس عنوان کو ص ۱۳۶ پر ختم کیا ہے اور ص ۱۱۳ پر بحوالہ تاریخ محمد بن ابی جعفر طبری بذیل واقعات ۲۸۴ھ لکھا ہے جس میں اس کتاب کا ذکر ہے جو بحکم خلیفہ معتضد باللہ خلیفہ عباسی درباب لعنت معاویہ لکھی گئی۔ اور آخر ص ۱۳۶ پر طبری کی توثیق بحوالہ کتب سنیہ نہایت عمدہ لکھی ہے۔ اور آخری عبارت اسطرح ہے "ہائے علماء کی باخود نفسائیت۔ کیا کیا فتنے دنیا میں پیدا نہ کیے! جس کا آخری نتیجہ اضمحلال اسلام ہے۔ ہماری اس مختصر تحریر میں اتنی کتابیں داخل ہیں جن کی اصلی عبارتیں عربی ہمارے پیش نظر ہیں۔ مختصر تاریخ بغداد خطیب + یحییٰ بن عیسیٰ جزلہ + طبقات شافعیہ کبریٰ تاج الدین عبدالوہاب سبکی + معجم یاقوت + انساب سمعانی + روض المناظر زین الدین محمد بن شحنہ + تہذیب الاسماء واللغات محی الدین نووی + طبقات شافعیہ تقی الدین ابن قاضی + تذکرۃ الحفاظ ذہبی + تتمۃ المختصر ابن وردی عبر ۱۳۱ھ ذہبی + طبقات الحفاظ سیوطی + تنبیہ سیوطی + منتہی العقول سیوطی + مرآۃ الجنان یافعی + طبقات المفسرین

اوُدی ✤ فیض القدیر ✤ منادی الاعلام قطب الدین احمد مکی ✤ کتاب الجنہ۔

بھلا دنیا میں وہ کون احمق ہے؟ جسکا ایمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پربھی ہو۔ اور پھر جو الجابات مذکورۃ الصدر کو دیکھکر اس بات پہ ایمان نہ لائے کہ معاویہ مسلمان نہیں تھا۔ کیونکہ باستثنائے چند تمام صحابہ کرام وتابعین عظام نے اس پر لعنت کی۔ ہاں! خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر لعنت کرتے رہے۔ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب جو باطناً اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ معاویہ کو ضرور اصحاب سمجھتے اور بقصد مکائد وفریب جہلاء کو اسکی صحابیت پر ایمان لانے کی تاکید فرماتے ہیں۔ لہذا مولانا صاحب موصوف کی مزید اطمینان کے لئے ہم معاویہ کی وفات وموت کا نقشہ پیش ناظرین کرتے ہیں۔

معاویہ کا خاتمہ بالخیر مناظرہ احمدیہ صفحہ ۱۴۴ پر ہے مرض معاویہ فدخل الیہ طبیب فقال لاباس علیك انت تبری فبری ثم مرض معاویہ فدخل الیہ نصرانی وقال عندنا تعویذ من علق الیہ یبرء من علتہ فاخذہ وعلق علیہ فدخل علیہ الطبیب فخرج فقال انہ میت لامحالہ فمات من اللیلۃ فقیل للطبیب فی ذالك فقال روی عن امیرالمومنین ان معاویۃ لایموت حتی یعلق فی عنقہ صلیبا والتعویذ الذی کان علیہ مصلب فعلمت انہ یموت (کتاب محاضرات امام راغب اصفہانی) ترجمہ یعنی جب معاویہ بیمار ہوا تو طبیب نے آکر کہا کچھ ہرج نہیں۔ اچھے ہوجاؤ گے۔ چنانچہ معاویہ اچھا ہوگیا۔ پھر دوبارہ بیمار ہوا۔ تو ایک نصرانی آیا تو اس نے کہا ہمارے پاس ایک ایسا تعویذ ہے۔ جو گلے میں ڈالے اچھا ہوجائے۔ معاویہ نے وہ تعویذ لیکر گلے میں ڈال لیا۔ بعد اسکے طبیب آیا جب معاویہ کے پاس سے اٹھا۔ تو باہر جاکر کہدیا۔ کہ اب معاویہ ضرور مرجائیگا۔ چنانچہ اسی رات کو مرگیا۔ لوگوں نے اس طبیب سے دریافت کیا۔ کہ تم نے کیونکر جانا کہ معاویہ آج ہی مرجائیگا۔ اب طبیب نے کہا ہم کو معلوم ہوا ہے کہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ معاویہ جب تک اپنی گردن میں صلیب نہ لگائیگا۔ نہ مریگا۔ یہ تعویذ جو اس نصرانی نے دیا تھا وہ صلیب تھی جس سے ہم کو یقین ہوا کہ اب معاویہ مرجائیگا۔ انتہی بقدر الحاجۃ

اب کون کافر ہے جو اہل سنت والجماعت کی معتبر کتاب کی روایت ہذا پر یقین نہ کرے؟ کہ معاویہ عیسائی تھا اور نصرانیت میں مرا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب! آپ مسند امام

احمد بن حنبل پر تو ضرور ایمان لائینگے۔ کہ اسمیں امام صاحب فرماتے ہیں۔ ثنا عبداللہ بن بریدہ دخلت انا وابی علی معویہ فاجلسنا علی الفرش ثم آتینا بالطعام فاکلنا ثم آتینا بالشراب فشراب معویہ ثم ناول ابی قال ابی ماشربتہ منذ حرمہ رسول اللہ م ثم قال معویۃ کنت اجمل شباب قریش واجودہ شعراً وماشئی اجد لہ لذۃ کما کنت اجدہ وانا شباب عز اللبن او انسان حسن الحدیث یحدثنی انتھی۔ ترجمہ عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ ہم اپنے باپ کے ساتھ دربار معاویہ میں گئے معاویہ نے ہمیں فرش پر بٹھایا۔ کھانا کھلایا بعد اسکے شراب منگائی۔ اور معاویہ نے پی پھر میرے باپ بریدہ سے کہا کہ تم بھی پیو۔ بریدہ نے کہا کہ جب سے رسول اللہ صلعم نے اسے حرام کیا ہے میں نے شراب نہیں پی۔ معاویہ نے کہا ہم سارے قریش میں بہت حسین تھے اور شراب کے برابر کسی چیز میں لذت نہیں پاتے تھے۔ انتھی۔ شعر

بھلا گردش فلک کی چین دیتی ہے کسی انشاء ۔۔۔ غنیمت ہے کہ ہم صحبت یہاں دو چار بیٹھے ہیں

وہ نصرانیت اور یہ شراب خوری۔ لیکن آپ کی غیرت کا بھی حال سنئیے! جسے اہل سنت والجماعت معاویہ صاحب کے صبر وتحمل پر محمول فرماتے ہیں۔ کتاب مستطرف میں ہے۔ ولما دخل الفیل دمشق واجتمع الناس لرؤیتہ صعد معویۃ فی مکان مکان مرتفع ینظر الیہ فبینھما ھو کذالک اذ نظر فی بعض الحجر من قصرہ رجلا مع بعض حرمہ فاتی الحجرۃ ودق الباب فلم یکن من فتحہ بدا فوقعت عینہ علی الرجل فقال لہ یا ھذا الی قصری و تحت جناحی تخنث حرمتی وانت فی قبضتی مما حملک علی ھذا قال حلمک اوفعنی فقال لہ معاویہ فان عفوت تسترھا علی قال نعم فعفی عنہ وخلی سبیلہ انتھی بقدر الحاجۃ ترجمہ جب شہر دمشق میں ہاتھی آیا اور لوگ اسکا تماشا دیکھنے آئے۔ تو معاویہ ایک بلندی پر چڑھ گیا۔ کہ اچھی طرح تماشا دیکھے وہاں دوسرا تماشا دیکھا کہ ایک شخص ان کی عورت کے ساتھ زناکاری میں مشغول ہے (توبہ! اصحاب کی بیوی کے ساتھ؟) معاویہ نے وہاں جاکر اس سے پوچھا کہ کیوں یار؟ ہمارے ہی مکان میں ہماری بے حرمتی کی جاتی ہے (کیا وہ اپنے گھر لے جاتا؟) حالانکہ اس وقت تو ہمارے قبضہ میں ہے۔ (اور کیا؟ جناب پہلے کہاں تھے؟) اس نے جواب دیا کہ (اے معاویہ) تیرے حلم اور تحمل نے یہ جرأت دلائی (بہت خوب عذر ہے!) اسنے کہا۔ کیا مجال؟ کہ اور کوئی اس راز سے مطلع ہو جائے (سوائے ہم تینوں کے یہ چیز نا!) معاویہ

[illegible]

نے معاف کر دیا (تاکہ پھر بھی تشریف لائے!) انتہیٰ محصلاً۔ **شعر**

ہاتھ چھوڑائے جات ہو نرل جان کے موئے　　ہر دے میں سے جاؤ گے مرد بدہو گی توئے

نوٹ:۔ اس روایت میں اور تو سب باتیں افسوس ہی کرنے کی ہیں۔ البتہ ایک امر قابل تعریف ہے وہ یہ کہ امیر معاویہ (اصحاب مولوی ثناء اللہ صاحب) اُس زانی سے سوال کرتے ہیں کہ ہمارے ہی مکان پر یہ کارروائی؟ سو جناب! کوئی شخص بھلا مانس ان اصحاب باصفا سے دریافت کرے کہ یہ عزت آپکی اور کس جگہ ہو؟ بجز اسکے کہ جہاں آپ کے حرم محترم ہوں۔ سنئے صاحب! یہ تو ہو نہیں سکتا کہ اسے حد لگائیں بلکہ معاف فرماتے ہیں۔ مولوی صاحب! ایمان سے کہنا۔ جیسی کی بھی تعریف ہے؟ اب آپ مہربانی کر کے دیوثی کی تو تعریف کریں کہ وہ کس جانور کا نام ہے؟ ہاں! اس زناکار نے ایک عذر معقول کر کے اہل سنت خصوصاً مولوی ثناء اللہ صاحب پر بڑا احسان کیا۔ ورنہ آریوں کو ایک مسئلہ کا جواب ضرور مل جاتا۔ اب بھی اگر غور کریں تو کچھ نکل آتا ہے۔ بہر حال امر مشتبہ ہے۔ افسوس۔ صد افسوس!! **شعر**

زمستی گر بروں آئی مرا جسم و جاں بینی　　ہماں کز دور کیش صد داغ دل داری ہماں بینی

خیر بارا چہ ازیں قصہ کہ خرآمد و گاؤ رفت۔ یہ شرالجوزی۔ دیوثی۔ نصرانیت۔ ملعونیت انہیں کو مبارک ہو جن کے یہ لوگ اصحاب ہیں۔ البتہ نئی روشنی کے جوانوں احقاق حق کے طالبوں اور ایمان و انصاف پر فدا ہونے والے انسانوں پر یہ تشویش ضرور ہو گی کہ آخر اہل سنت ایسے شخص کو خلیفہ و اصحاب و رضی اللہ عنہ وغیرہ القاب سے کیوں یاد کرتے ہیں؟ لیکن ذیل کا مضمون پڑھکر یہ راز بھی فوراً منکشف ہو جائیگا۔

اہل سنت پر معاویہ کا پہلا احسان حضرت علی علیہ السلام کو معاویہ نے شہید کیا ملاحظہ ہو کتاب مطلع الانوار نسخہ قلمی۔

"در فوائد الفوا د مسطور است عبد الرحمن ابن ملجم متبنی امیر المومنین علیؑ بود معاویہ اورا مبلغی مال داد او را قبول کرد و گفت علی را بکش"۔ الیٰ آخرہ یعنی عبد الرحمن بن ملجم کو معاویہ نے مال کا لالچ دیکر جناب امیر علیہ السلام کو شہید کرایا۔ (یہ حوالہ مناظرہ امجدیہ میں درج نہیں کیا گیا)

اہل سنت پر معاویہ کا دوسرا احسان۔ امام حسنؑ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کو زہر سے شہید کرایا۔ ملاحظہ ہوں کتب ذیل۔ مرأۃ العجائب شیخ ابو عبد اللہ محمد۔ ربیع الابرار زمخشری تاریخ ابو الحسن مدائنی۔ استیعاب ابن عبد البر مکی۔ تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی۔ تہذیب

الکمال مزی۔ تہذیب التہذیب ذہبی۔ مختصر فی اخبار خیر البشر۔ تاریخ ابو الفدا۔ حسن السریہ عبد القادر محمد بن طبری۔ تاریخ خمیس حیاۃ الحیوان۔ نزل الابرار۔ مفتاح النجا۔ مستطرف۔ ثمرۃ الاوراق وغیرہ کتب۔

ان سب کتابوں کی عبارات مع صفحہ جلد ملاحظہ ہوں مناظرہ امجدیہ صہ ۳۷ لغایتہ صہ ۷۵

اہل سنت پر معاویہ کا تیسرا احسان۔ اپنے خلف الرشید فرزند جگر بند یزید پلید علیہ اللعنۃ کو اپنی زندگی میں خلیفہ کر کے لوگوں سے بیعت لی۔ جس سے وہ اہل سنت کا چھٹا خلیفہ قرار پایا۔ دیکھو تاریخ الخلفا علامہ سیوطی۔ صواعق محرقہ ابن حجر مکی وغیرہ کتب۔

اہل سنت پر معاویہ کا چوتھا احسان۔ پورے اٹھاون ۵۸ برس حضرت علی علیہ السلام پر بحکم معاویہ جمعہ کے خطبوں میں (العوذ باللہ) لعنت اور گالیاں دی جاتی رہیں۔ ملاحظہ ہو تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۲۱۲۔ کان خلفاء بنی امیہ یسبون علیا من سنۃ احدی واربعین وھی السنۃ التی خلع الحسن فیھا نفسہ من الخلافۃ الی اول سنۃ تسع وتسعین آخر ایام سلیمان ابن عبد الملک فلما ولی عمر ابطل ذالک وکتب الی نوابہ بابطالہ ولما خطب یوم الجمعۃ ابدل السب فی آخر الخطبۃ **یعنی** ابتدا خلع خلافت امام حسن علیہ السلام از ۴۱ھ ہجری تا ۹۹ھ ہجری خلفائے بنی امیہ ہر جمعہ کے خطبہ کے آخر میں ممبروں پر بیٹھ کر حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کیا کرتے تھے ۹۹ھ میں عمر بن عبد العزیز نے اسکو موقوف کیا۔ انتہی۔

تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۹۶ وکان معاویۃ وعمالہ یدعون لعثمان فی الخطبۃ یوم الجمعۃ یسبون علیا ولما کان المغیرۃ متولی الکوفۃ کان یفعل ذالک طاعۃ لمعاویۃ وکان بقوم حجر وجماعۃ معہ فیردون علیہ سبہ لعلی فلما ولی زیاد ھی لعثمان وسب علیا الخ یعنی معاویہ اور اسکے عامل جمعہ کے خطبہ میں دعا کرتے تھے حضرت عثمان کے واسطے اور لعنت کرتے تھے علی علیہ السلام پر (العوذ باللہ) اور مغیرہ حاکم کوفہ بھی اطاعت معاویہ کے سبب خوشنودی معاویہ کیواسطے جمعہ کے دن خطبہ میں دعا کیا کرتا تھا واسطے حضرت عثمان کے معہ ایک جماعت کثیر کے اور لعنت کرتا تھا جناب امیر پر اور جب حاکم ہوا زیاد تو اس نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا۔ جو مغیرہ نے اختیار کیا تھا۔ انتہی بقدر الحاجۃ۔

نوٹ۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیوے (حضرت علی کو گالیاں

دینا نبی کو گالیاں دینا ہے۔ حدیث مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ متفق علیہ) وہ تو اہل سنت کے مذہب میں اصحاب ہو جاتا ہے اور جو چند منافقین و مرتدین کو بحکم خدا و رسول گالیاں نہیں بلکہ لعنت ہی کرے وہ کافر ہے ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا؟

اہل سنت پر معاویہ کا پانچواں احسان۔ کتاب دراسات اللبیب میں ہے **ونھی معاویۃ منع الناس جبرًا من ان یاتوا بہ علی مذھب علی الخ** یعنی معاویہ نے لوگوں کو جبراً منع کر دیا کہ جو روائت حضرت علیؑ کے مذہب کے موافق ہو وہ روائت نہ لی جائے۔ انتہی۔

غرض۔ اس قسم کے صدہا احسانات معاویہ صاحب کے مذہب سُنّی پر ہیں جن وجوہات کی بنا پر وہ رضی اللہ عنہ اور اصحاب و خلیفہ یا امام وغیرہ بنایا گیا ہے۔ قاعدہ کلیہ ہے کہ خواہ عیسائی ہو یا یہودی۔ کافر ہو بلکہ اکفر۔ اہل بیت رسول علیہم الصلوۃ والسلام پر ظلم و ستم کرنے والا ہو سبطین علیہما السلام کا قاتل ہو۔ جناب امیرؑ کے خون کا پیاسا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے صریحاً منحرف ہو پس وہ اصحاب بھی ہے خلیفہ بھی ہے۔ امام۔ ہادی پیشوا غرض نبی تک بھی ہو سکتا ہے (دیکھو منہج الکرامہ ابن تیمیہ) پس اہل سنت جماعت کی تعریف ہی یہی ہے۔

قبل اسکے کہ ہم آپکو آیات قرآنی و احادیث نبویؐ (صلعم) کی سیر کرائیں مضمون مذکورۃ الصدر کا لب لباب و ماحصل ذیل میں لکھ دیتے ہیں۔

(الف) معاویہ پر نبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے لعنت کی (ب) حضرت علیؑ علیہ السلام معاویہ پر لعنت کرتے رہے۔ (ج) امام حسن علیہ السلام (د) امام حسین علیہ السلام (ھ) حضرت عائشہ (و) صحابہ کرام (ز) تابعین عظام (ح) خلفائے بنی عباس و آئمہ اہل سنت سب کے سب معاویہ پر لعنت کی بوچھار کرتے رہے حتیٰ کہ خلیفہ معتضد باللہ نے ایک کتاب صرف اسی مدعا میں تصنیف کرائی۔ (ط) معاویہ کو حضرت علی ابتدا میں ہی فرمایا کرتے تھے کہ یہ نصرانی ہو کر مرے گا (ی) چنانچہ معاویہ نصرانیت کی موت میں صلیب گلے لگا کر مرا (ک) معاویہ شراب خور بھی تھا اس حالت میں کہ اسلام نے شراب کو حرام کر دیا ہوا تھا۔ (ل) معاویہ درجہ اول کا دیوث بھی تھا (م) معاویہ نے حضرت علی علیہ السلام کو شہید کرایا (ن) معاویہ نے امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوائی جس سے وہ شہید ہوئے (س) معاویہ نے حضرت علی علیہ السلام پر اٹھاون برس لعنت کرائی جسے عمر بن عبدالعزیز نے اپنی عہد حکومت میں بند کیا (ع) معاویہ نے تعمداً

دین مقدسہ اہل بیت رسول صلعم سے اعراض کرکے لوگوں کو بھی اس سے منحرف کیا (ف) معاویہ نے جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ بہتر ۷۲ دفعہ جنگ کی - جنگ صفین مشہور ہے حوالہ کی ضرورت نہیں جس میں ہزارہا مومنین شہید ہوئے - اور شجاعان عرب کا قریباً قریباً خاتمہ ہوگیا -
(ص) حضرت عمار یاسر رضی اللہ عنہ کو بھی معاویہ نے شہید کرایا وغیرہ وغیرہ - ان مذکورہ بالا امور سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا - کیونکہ شیعہ و سُنی کی بڑی بڑی کتب معتمدہ ان پر متفق ہیں -
اب ذیل کی آیات واحادیث ملاحظہ ہوں -

(۱) **حدیث اول** عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سبّ علیاً فقد سبّنی ومن سبّنی فقد سب اللہ ادخلہ النار ولہ عذاب مھین (اخرجہ الدیلمی) ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے علی کو بُرا کہا اس نے مجھے بُرا کہا اور جس نے مجھ کو بُرا کہا اسنے خدا کو بُرا کہا - جس نے خدا کو بُرا کہا - خدا اسکو دوزخ میں ڈالیگا - اسکے لئے سخت اہانت والا عذاب ہے - (اس حدیث کو احمد نسائی حاکم دیلمی وغیرہ نے ام المومنین حضرت ام سلمہ و ابو عبداللہ الجدلی و ابن عباس و ابی ہریرہ و جعفر بن ابی بکر و سعد بن جبیر سے روایت کیا ہے)
بنابریں حدیث یا تو مولوی ثناء اللہ صاحب رسالت رسالت آنحضرت صلعم سے انکار کرکے معاویہ کے گدی نشین بنیں یا معاویہ کو کافر کہیں جس نے ۵۸ برس جناب امیر علیہ السلام کو گالیاں دیں اور دلوائیں - استغفر اللہ منہ

حدیث دوم عن ابن عباس قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی علی فقال لہ انت سید فی الدنیا والآخرۃ من احبک فقد احبنی وحبیبک حبیب اللہ وعدوک عدو اللہ الویل لمن ابغضک (اخرجہ احمد فی کتاب المناقب) ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے مجھے جناب علی علیہ السلام کے بلانے کو بھیجا - جب وہ آئے - آپ نے ان سے فرمایا یا علی تو دنیا و آخرت کا سردار ہے جنے کہ تجھ سے محبت کی اسنے مجھ سے محبت کی تیرا دوست خدا کا دوست ہے تیرا دشمن خدا کا دشمن ہے افسوس ہے - اس پر جو تجھ سے بغض رکھے

حدیث سوم عن سعد بن ابی وقاص قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اذا علیاً فقد اذانی (اخرجہ ابو یعلی والبزار) ترجمہ فرمایا رسول خدا صلعم نے جس نے

علیؑ کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی (اس حدیث کو امام احمد نے کتاب المناقب میں اور ابن عبدالبر نے کتاب استیعاب میں عمر بن شاس الاسلمی سے (جو اصحاب حدیبیہ سے تھے) اور ابویعلی وبزار نے سعد بن ابی وقاص سے (جو اہل سنت کے اصحاب عمر قاتل امام حسین علیہ السلام کے والد بزرگوار تھے) اور امام احمد نے مناقب میں عروہ بن زبیر سے اور ابن السبوع نے شفا میں مصعب بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے۔

حدیث چہارم عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی **لا یحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق** (اخرجہ النسائی)

ترجمہ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے علی علیہ السلام کے کہ تجھے نہیں دوست رکھیگا مگر مومن اور تجھ سے نہیں بغض رکھیگا مگر منافق۔ (اس حدیث کو امام مسلم واحمد وترمذی و نسائی نے زر بن حبیش اور ابی سعید سے اور ابن الفارس نے حارث ہمدانی سے اور احمد نے مناقب میں مطلب بن عبداللہ اور جابر بن عبداللہ سے اور ابن شاذان نے ابی ذر غفاری سے اور خوارزمی نے عباس بن مطلب سے اور ابن خالویہ نے ابی سعید الخدری سے اور دیلمی نے حضرت علی سے اور ابی ذر غفاری سے روایت کیا ہے۔

حدیث پنجم اخرج احمد والطبرانی والحاکم عن ابی ہریرۃ قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی علی والحسن والحسین وفاطمۃ انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم وعند الترمذی عن زید بن ارقم انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم ومحب الطبری فی الریاض عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ **ترجمہ** امام احمد بن حنبل اور طبرانی اور حاکم ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی وحسن وحسین وفاطمہ علیہم السلام کی طرف نظر کرکے ارشاد کیا کہ میں لڑنے والا ہوں اس سے جو تم سے لڑے اور صلح کرنیوالا ہوں اس سے جو تم سے صلح رکھے اور امام ترمذی نے زید بن ارقم سے اس حدیث کو یوں روایت کیا ہے کہ فرمایا میں جنگ کرنے والا ہوں اس سے جو تم سے جنگ کرے اور صلح کرنے والا ہوں اس سے جو تم سے کرے اور بیشک صلح کرنیوالا ہوں اس سے جو تم سے صلح کرے اور محب طبری نے کتاب ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ میں اس حدیث کو ابوبکر سے روایت کیا ہے۔ انتہی

(مولوی صاحب! معاویہ کی بہتر ۷۲ لڑائیاں جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ یاد کرلو!)

حدیث ششم - عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع علیا فقد اطاعنی ومن عصاہ فقد عصانی (اخرجہ الحاکم) **ترجمہ** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ جس نے علی کی اطاعت کی اسنے میری اطاعت کی جس نے علی کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ انتہی۔

(مولوی صاحب! اصحاب ثلثہ کے حالات اور ایذا رسانی اہل بیت تو ہم نے آپ پر روشن نہیں کئے۔ لیکن کم از کم اس حدیث کو دیکھکر معاویہ پر تو فتوے کفر ضرور دینگے کیونکہ خدا اور رسول کے نافرمان کو اصحاب یا مومن بنانا کسی مسلمان کا کام نہیں۔)

حدیث ہفتم - عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم من حسد علیا فقد حسدنی فقد کفر (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) **ترجمہ** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علیؑ سے حسد کیا اس نے مجھ سے حسد کیا۔ اور جسنے مجھ سے حسد کیا وہ **کافر** ہوا۔

(مولوی صاحب! اب تو بالکل قلعی کھل گئی!!! لیکن اس حدیث کے فتوٰی سے تو اور بھی بہت سے لوگ کافر ہوتے ہیں۔ فافہم وتدبر)

قولہ تعالیٰ - اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ط الخ

حدیث ہشتم - عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لا یبغضنا اھل البیت احد الا کبہ اللہ فی النار (اخرجہ الحاکم وابن حبان) **ترجمہ** - نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس ذات پاک کی قسم - جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے - ہم اہل بیت سے کوئی بغض نہیں رکھیگا مگر کہ خدا تعالےٰ اسے دوزخ میں اوندھا گرائیگا۔

(مولوی صاحب! معاویہ کے دوزخی ہونے میں ابھی شک باقی ہے؟ کیا یہ بغض و عداوت نہیں - کہ جناب امیر علیہ السلام کو شہید کرایا - امام حسنؑ کو زہر دلایا) **شعر**

بلایا زہر شبرؑ کو کیا شبیر کو بے سر ✽ مٹایا خاندانِ مصطفےٰ آہستہ آہستہ

حدیث نہم - عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احبوا اھلی واحبوا علیاً من ابغض احدا من اھلبیتی فقد حرم علیہ شفاعتی

(اخرجہ احمد فی المناقب) **ترجمہ** یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے اہل بیت خصوصاً حضرت علیؑ کو پیار کرو جس شخص نے میرے اہل بیت میں سے کسی ایک سے بھی بغض رکھا تحقیق اس پر میری شفاعت حرام ہوگئی۔

حدیث دہم۔ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حرم الجنۃ علی من ظلم اھل بیتی او قاتلھم او اغارھم او سبّھم (اخرجہ الامام علی ابن موسیٰ الرضا فی مسندہ) **ترجمہ**۔ جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تحقیق اللہ تعالےٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔ اس شخص پر جو کہ میرے اہل بیت پر ظلم کرے یا ان سے لڑے یا ان کو لوٹے یا ان کو بُرا کہے۔

(اس حدیث میں خود اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس صراحت و وضاحت سے دشمنان آل رسول خصوصاً خاندان بنی امیہ کو دوزخی قرار دیا ہے)

مولوی صاحب! ان احادیث نبوی صلعم کے ساتھ آیات ذیل کو بھی ملا لیجئے!

آئت اول۔ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ الخ (انعام پارہ ۷) **ترجمہ** یعنی جو لوگ خدا کے سوا دوسرے معبودوں کو (حاجت روائی کے لئے) بلایا کرتے ہیں ان کو (بھی) گالیاں نہ دو کہ یہ لوگ بھی (اپنی) بےعلمی (کی وجہ) سے خدا کو گالیاں دیوینگے۔

اس آئت میں خداوند کریم نے سب وشتم (گالی) کی یہاں تک ممانعت فرمائی ہے کہ کفار تک کو بھی گالی دینے سے منع کر دیا لیکن یاد کرو۔ معاویہ کا عمل کہ اہل بیت رسول علیہم السلام کو کہ جن پر سب وشتم عین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے پورے ۵۸ سال ممبروں پر بالاعلان گالیاں دیتا دلواتا رہا اور اسکے صلہ میں اس نے خدا سے دوزخ اور اپنے سُنّی مریدوں سے رتبہ صحابیت حاصل کیا۔ فھل من مدکر۔

آئت دوم۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (مائدہ ۹۰ آیت پارہ ۷)

ترجمہ۔ اے ایمان دارو۔ شراب اور جوا اور بُت اور پاسے تو بس ناپاک شیطانی کام ہیں۔ تو تم لوگ اس سے بچے رہو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔ انتہی۔ اس آئت میں خدا تعالیٰ نے شراب کو حرام اور شیطانی کام فرمایا ہے لیکن یاد کرو معاویہ کا شراب پینا بلکہ اصحابوں کو بھی ترغیب دینا کہ ایک بیک تو

پی لو - شعر

چھلکائیں بھر کے لاؤ گلابی شراب کی ✤ تصویر کھینچیں آج تمہارے شباب کی

ہاں! اسکی نسبت مولوی ثناء اللہ صاحب کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس آئت میں مومنین مخاطب ہیں لیکن معاویہ مومنین سے نہیں۔ بلکہ نصرانی تھا (مرکہ شک آرد کافر گردد)

آئت سوم وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَاءً (نساپارہ ۵) ترجمہ اور کسی ایمان دار کو یہ جائز نہیں کہ کسی مومن کو جان سے مار ڈالے۔ مگر دھوکے سے۔ انتہیٰ۔

آئت چہارم۔ وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُہٗ جَہَنَّمُ خَالِدًا فِیْھَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا اَلِیْمًا (نساپارہ ۵) ترجمہ اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر مار ڈالے اسکی سزا دوزخ ہے وہ ہمیشہ اس میں رہیگا۔ اسپر خدا نے (اپنا) غضب ڈھایا ہے اور اس پر لعنت کی ہے اور اسکے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ انتہیٰ۔

(شاید مولوی ثناء اللہ صاحب اہل بیت رسول علیہم السلام کو مومن نہ سمجھتے ہوں اور خود نعوذ باللہ مومن بنتے ہوں)

آئت پنجم۔ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ (انعام پارہ ۸) ترجمہ یعنی کسی بھی جاندار کو جس کے قتل کو خدا نے (مارنا) حرام کیا ہے ناحق نہ قتل کرو۔

اُس آیہ میں تو خدا نے مومن کی قید بھی اٹھا دی۔ بلکہ ہر جاندار کے قتل کو نا جائز فرمایا سوائے ان کے کہ جن پر (ذبیحہ وغیرہ کا) حکم ہو چکا ہے۔

آئت ششم مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ کَتَبْنَا عَلٰی بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اَنَّہٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا (مایدہ پارہ ۶) ترجمہ اور اسی سبب سے تو ہم نے بنی اسرائیل پر واجب کر دیا تھا کہ جو شخص کسی کو نہ جان کے بدلے میں اور نہ ملک میں فساد پھیلانے کی سزا میں (بلکہ ناحق) قتل کر ڈالیگا تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا۔

اب غور کرو کہ جس شخص نے ہزارہا معاونین علی علیہ السلام کو جو بنا بر حدیث رسول قطعی مومن تھے ناحق اور دیدہ دانستہ قتل کیا حتیٰ کہ خود نفس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی قتل کر دیا اور نواسۂ رسول علیہما السلام کو بھی زہر سے شہید کیا۔ اگر یہ آئتیں اسپر صادق نہ آئیں تو پھر اس کا یہی مطلب ہوگا کہ اس کا قرآن سے کچھ تعلق نہیں کیونکہ وہ تو نصرانی تھا اور آیات قرآنی نصاریٰ پر حجت نہیں۔

آئت ہفتم اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۝ (احزاب پارہ ۲۲) ترجمہ۔ جو لوگ اللہ اور اسکے رسولؐ کو (کسی طرح کی بھی) ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں خدا کی لعنت ہے اور خدا نے ان پر ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

نوٹ۔ حضرت علی علیہ السلام یا اہل بیت رسول علیہما السلام کی ایذا اللہ و رسولؐ کی ایذا ہے۔ ملاحظہ ہوں احادیث مذکورہ بالا۔

آئت ہشتم۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ۝ (احزاب) ترجمہ۔ اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بے قصور ایذا دیتے ہیں۔ تو وہ طوفان اور صریح گناہ کا بوجھ (اپنی گردن پر) لیتے ہیں۔

آئت نہم۔ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِیْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِیْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ یَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل پارہ ۱۵) ترجمہ جو شخص دنیا کا طالب ہو تو ہم جسے چاہتے ہیں (اور) جتنا چاہتے ہیں اسی (دنیا) میں سردست اسکو دے دیتے ہیں۔ (مگر) پھر آخر کار ہم نے اسکے لئے دوزخ ٹھہرا رکھی ہے جس میں وہ برے حالوں سے راندۂ (درگاہ خدا) ہو کر داخل ہوگا۔ انتہی۔

اس آئت کے ساتھ اس روائت کو بھی ملا لیجئے تاکہ نتیجہ نکالنے میں آسانی ہو۔ سیرۃ الحمدیہ ص۲۴۸ و تاریخ الخلفاء ص۱۹۴ میں ہے۔ من طریق عبدالملک بن عمیر عن معاویہ بلفظ ما ذلت اطمع فی الخلافۃ الخ حاصل مطلب یہ کہ خود معاویہ نے بیان کیا کہ ہمیشہ مجھ پر طمع خلافت غالب رہی جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ خاندان نبوت کے نیست و نابود کرنے کی خاطر اس نے کیا کیا کچھ نہ کیا۔

سچ فرمایا مخبر صادق حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واسطے معاویہ کے لا اشبع اللہ بطنہ یعنی خداوند کریم معاویہ کا پیٹ نہ بھرے (بخاری وغیرہ)

آئت دہم۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ قَدْ یَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا یَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝ (صف پارہ ۲۸) ترجمہ۔ اے ایمان والو! ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ کا غضب ہے دوستی نہ لگاؤ کیونکہ یہ لوگ آخرت سے ایسے ناامید ہیں جیسے کافر قبر والوں سے۔ انتہی

یہ کیسی جامع نصیحت ہے اگر سوائے بصیرت والوں کے کون ہے؟ جو اسپر عمل پیرا ہو کیا معاویہ وغیرہ مغضوب خدا ورسول نہیں؟ (آنکہ شک آرد کافر گردد)
آئت یازدہم وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ (بنی اسرائیل پارہ ۱۵) **ترجمہ**۔ اور ہم نے جو خواب تمکو دکھایا تھا (اے پیغمبر) تو بس اسے لوگوں کے ایمان کی ازمائش (کا ذریعہ) ٹھیرایا تھا اور (اسطرح) وہ درخت جسپر قرآن میں لعنت کی گئی ہے۔ انتہی۔
اب یہ شجرہ ملعونہ جسپر قرآن مجید میں بھی لعنت کی جاچکی ہے۔ **بنی امیہ ہیں۔ دیکھو** تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی جلد ۵ ص ۶۰۹ تفسیر نیشاپوری برحاشیہ تفسیر طبری جلد ۱۵ ص ۵۵ تفسیر بیضاوی جلد اول ص ۴۰۸ تفسیر خازن جلد ۲ ص ۱۲۹ تفسیر درالمنشور سیوطی جلد ۴ ص ۱۹۱ مطبوعہ مصر وغیرہ وغیرہ کتب۔
تعجب ہے کہ جن لوگوں کے حق میں شجرہ ملعونہ قرآن شریف میں خاص طور پر وارد ہو مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل نے ان کو اصحاب بنا کر دوسرے صحابہ کی صحابیت پر بھی کیوں بٹہ لگا دیا؟
رہا آپ کا معاویہ وثلثہ وغیرہم کو اصحاب کے لفظ سے یاد کرنا اور اصحاب باصفا کے برابر بلکہ سب سے افضل جاننا سو خیر۔ قولہ تبارک وتعالے لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۚ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ (حشر پارہ ۲۸) **ترجمہ**۔ یعنی نہیں برابر ہوسکتے اصحاب النار واصحاب الجنۃ جنتی جو ہیں۔ وہ کامیاب لوگ ہیں۔ نیز فرمایا۔ فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ط (واقعہ پارہ ۲۷) یعنی دائیں ہاتھ والے اصحاب سو اُن کا کیا کہنا؟ (وہ چین میں ہیں) اور بائیں ہاتھ والے اصحاب! سو ان کا کیا کہنا؟ (وہ افسوس میں ہیں) پھر فرمایا۔ مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ط (ہود پارہ ۱۲) **ترجمہ**۔ دو فریقوں کی مثال اندھے اور بہرے آنکھوں والے اور سننے والے کی سی ہے کیا دونوں کی حالت یکساں ہوسکتی ہے؟ کیا تم لوگ غور نہیں کرتے؟ اور سنئے۔ فرمایا۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۝ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ ۝ (رعد پارہ ۱۳) **ترجمہ** کہو بھلا کہیں اندھا اور آنکھوں والا برابر ہوسکتے ہیں۔ یا کہیں اندھیرا اور اجالا یکساں ہوسکتے ہیں؟

مولوی ثناء اللہ صاحب! خداوند کریم کو جواب دو۔ اَفَمَنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَمَنْ کَانَ فَاسِقًا لَا یَسْتَوٗنَ (سجدہ پارہ ۲۱) یعنی آیا مومن فاسق کے برابر ہو جائیگا؟ (دونو فریق ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔

اب مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے دوسرے ہم مشرب بھائیوں کا اختیار ہے کہ یا تو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل بیت کا دامنِ مقدس ہاتھ میں لیکر نجات اُخروی حاصل کریں بنا برین حدیث قال رسول اللہ صلعم مثل اھل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی و من تخلف عنھا غرق و ھوی (صواعق محرقہ وغیرہ) اور خواہ ثلاثہ و دیگر اصحاب بنی امیہ کا دامن پکڑ کر شجرۃ الملعونہ فی القرآن کی بنا پر معاویہ و دیگر امثالہم کے ساتھ محشور ہوں۔

اور اگر یہ کہیں کہ ہم سب کے دوستدار ہیں حضرت علیؑ کے بھی محب ہیں اور ان کے دشمنوں کے بھی۔ تو یہ ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ پڑھو قرآن مجید۔ فرمایا حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ (الاحزاب پارہ ۲۱) ترجمہ یعنی خداوندکریم نے کسی آدمی کے سینے میں دو دل نہیں پیدا کئے۔

معاویہ کے حالات سے مطلع ہوکر بعض نام کے سُنّی جو مولوی ثناء اللہ صاحب اہلحدیث (وہابی) کے ایمان پر ایمان رکھتے ہیں پھر بھی امیر معاویہ۔ رضی اللہ عنہ۔ اصحاب وغیرہ القاب کی یاد کرتے ہیں جسکی وجہ بیان ہو چکی۔ لیکن ایک اور وجہ جو اس سے بھی زیادہ دلچسپ اور طمانیت بخش ہے جناب فخر الحکما علامہ سید علی اظہر صاحب قبلہ نے مناظرہ امجدیہ حصہ اول صفحہ ۴۹ پر لکھی ہے۔ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ لکھتے ہیں۔

یہاں عقلائے روزگار کو البتہ حیرت ہوگی کہ اہل سنت نے ایسے شخص کو کس غرض سے اپنے دین و ایمان کا جزو بنایا کہ معاویہ۔ عمرو عاص۔ مغیرہ بن شعبہ کو سرحد اراہل سنت کا خطاب دیا اور اسکی محبت و ولا واجب کیجاتی ہے جس کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے کے لئے اہل سنت جان دیتے ہیں۔ آخر اسکی کونسی خصلت پسند آئی ہے؟ کیا اس کا کفر مرغوب طبع اہل سنت ہے یا اس کا نفاق یا اس کا مع عمرو عاص و مغیرہ کے آیات قرآنی و احادیث نبوی و اقوال صحابہ و تابعین سے لعنتی ہونا پسند ہوا۔ یا شراب خوری نے اسکی لوگوں کو مدہوش کیا ہے یا صفت ولدالزنا ہونے نے یا دیوثی نے۔ کیونکہ کوئی مسلمان دیندار ہو یا غیر دیندار کبھی ان افعال کو قابل تقلید و عمل نہیں سمجھتا۔ پھر کیوں اسکی مدح سرائی کیجاتی ہے حالانکہ بالخصوص اہل سنت کو اس سے قطعی عداوت ہونی چاہیئے۔ کہ سب صحابہ کو اسی نے

رائج کیا۔لعن صحابہ کا یہ مروج ہے صدہا صحابہ کو اس نے قتل کیا مدینہ کو اس نے غارت کرایا جسکی تدبیر یزید کو بتا گیا تھا۔ان سب سے بڑھکر یہ قیامت کی کہ حضرت عائشہ صدیقہ محبوبہ رسول رب العالمین کو جو حضرت خلیفہ اول ابوبکر صدیق اہل سنت کی بیٹی تھیں جن کے سوا کوئی باکرہ رسول اللہ کو نہ ملی۔اس معظمہ کو اسی معاویہ نے زندہ درگور کیا۔خلیفہ اول کے صاحبزادے محمد کو اسی معاویہ نے قتل کرا کر گدھے کی کھال میں جلوایا۔پھر ایسے دشمن صحابہ و خلفائے اہل سنت سے جو حضرات اہل سنت محبت وولا رکھتے ہیں آخر اسکا کیا باعث؟ مگر یہ حیرت اسوقت رفع ہوجاویگی جب ان کو معلوم ہوگا کہ جسطرح خلفائے ثلثہ نے اس مذہب اہل سنت کی بنیاد ڈالی۔اسی طرح اس معاویہ وعمروعاص ومغیرہ بن شعبہ نے اس مذہب کو دنیا میں باقی رکھا۔ورنہ خلافت جناب امیر علیہ السلام سے اس مذہب کی بیخ وبنیا داکھڑ جاتی۔اگرچہ حضرت عائشہ نے سب سے پہلے اس معرکہ میں قدم رکھا کہ کسیطرح اپنے باپ کے مذہب کو قائم رکھیں جن کے ساتھ طلحہ وزبیر دونوں داماد حضرت ابوبکر ساتھ تھے مگر مغلوب ہوجانے سے وہ مقصد پورا نہ ہوا اسی وجہ سے عائشہ کو صرف مجتہدہ کا خطاب دیا گیا۔کہ القائے مذہب میں جہد بلیغ کیا۔اور طلحہ وزبیر کو کوئی خطاب نہ ملا۔بجز اسکے کہ عشرہ مبشرہ میں داخل رہیں۔اس شکست عائشہ نے مذہب اہل سنت کو پوراشکستہ کردیا تھا۔کہ معاویہ نے سنبھالا۔اور خلافت جناب امیرؑ کو متزلزل کیا۔اور ایسا متزلزل کیا کہ مذہب اہل سنت نے گویا نیا جنم لیا اس وجہ سے وہ دوتین آدمی سرحد دار اہل سنت بنائے گئے جس نے مذہب اہل سنت کے سرحددار کو قائم کیا کیونکہ مغیرہ اگرچہ جنگ صفین میں دونوں طرف سے علیحدہ تھا۔مگر اس نے مذہب اہل سنت پر وہ احسان کیا کہ کسی طرح یہ لوگ اسکے احسان سے سبکدوش نہیں ہوسکتے۔اس لئے کہ جب معاویہ مغیرہ سے برہم ہوا۔تو اسے کوفہ سے معزول کرنا چاہا تو اسی مغیرہ نے یہ فقرہ جڑا۔ہم نے ناحق ہم کو کوفہ سے اسوقت بلایا ہم تو وہاں اسی فکر میں تھے کہ یزید کو تمہارے بعد خلیفہ بنوائیں۔ابھی تک معاویہ اس خیال سے خالی تھا۔یہ جملہ سنتے ہی چونک پڑا۔اور فوراً مغیرہ کو پھر کوفہ بھیجا۔جسپر مغیرہ نے باہر نکل کر کہدیا کہ ہم نے معاویہ کو ایسے جنجال میں پھنسایا ہے کہ قیامت تک اس سے نہیں نکل سکتا۔

مغیرہ کے اسی احسان نے کہ یزید کی خلافت اسی نے جمائی اور خلفائے ثلثہ کا جانشین اس یزید کو منوایا۔جسنے خاندان رسالت کا خاتمہ کرکے خلفا کی روحوں کو شاد کیا۔اہل سنت کو

اسے مجبور کیا کہ مغیرہ کو بھی تیسرا سرحد دار قبول کریں ورنہ یہ مغیرہ وہی شخص ہے جس نے خلیفہ دوم کے عدل کو بٹہ لگایا اور تمام عالم میں ان کو مشتہر کیا۔ حالانکہ اسی رفع الزام کے لئے خلیفہ صاحب نے خلاف حکم خدا ورسول اپنے فرزند ابوشحمہ پر حد شرب خمر جاری کرکے قتل کرایا۔ مگر وہ الزام رفع نہ ہوسکا۔ کہ مغیرہ کی زناکاری کے چوتھے گواہ کو بہکا کر خلیفہ نے حد زنا سے بچایا اور ان تینوں صحابیوں پر جنہوں نے زنا سے مغیرہ کی گواہی دی الٹی حد جاری کردی۔ انتہی بلفظہ ص۱۵۱

اہل سنت والجماعت خصوصاً شیعہ پنجاب سے ہماری آخری استدعا یہ ہے کہ بیشک آپ لوگوں نے معاویہ کے افعال ودست تظلم برآل رسول اللہ کو قابل تعریف وتوصیف سمجھا لیکن اپنے خلیفہ اول کے فرزند محمد بن ابی بکر کے حال پر تو للہ رحم کرو۔ کہ اسکو بھی اسی امیر معاویہ نے قتل کرکے یا بروائتے زندہ پکڑ کر گدھے کی کھال میں ڈال کر جلا دیا۔ (الکریم المومنین صفحہ ۱۴۱) **شعر** ہم سی بندوں پہ ظلم کرتے ہیں ٭ ان بتوں کا کوئی خدا بھی ہے؟

شائد اگر آپ یہ کہدیویں کہ واقعی محمد بن ابی بکر کے ساتھ یہی سلوک واجب تھا کہ اسنے خلیفہ ثالث حضرت عثمان کی داڑھی نوچی اور انہیں قتل بھی کیا اور باایںہمہ وہ شیعہ جناب امیر علیہ السلام تھا۔ تو پھر ہم یہ کہینگے کہ خدارا حضرت عائشہ صاحبہ کے حال زار پر ہی کرم بخشی کرو جو حضرت ابوبکر کی پیاری بیٹی تھیں اور جنگ جمل میں حضرت علیؑ کے مقابلہ پر معہ طلحہ وزبیر بڑے بڑے کارہائے نمایاں کرنے والی اور ہزاروں مومنین کو عمداً بیگناہ قتل کرکے حسب بشارت کلام اللہ اپنا گھر عاقبت کو سردجگہ میں بنانے والی ہیں۔ کیونکہ ان کے قاتل بھی ماشاء اللہ یہی امیر معاویہ ہی ہیں۔ ثبوت علامہ سیوطی اپنی کتاب "اوائل" میں دراوائل معاویہ لکھتے ہیں۔ ان اول من رکب الصفا وللروة واول من اظہر شرب للنبیذ والغنا واول من اکل الطین وابا حہ وکان علی منبر رسول اللہ یاخذ البیعۃ لیزید فاخرجت عائشہ راسہا من الحجرۃ و قالت صہ صہ ہل استدعی الشیوخ لبنیہم البیعۃ قال لا قالت فبمن تقتدی انت فخجل ونزل عن المنبر وبنی لہا حفرۃ فوقعت فیہا وماتت الخ

یعنی معاویہ پہلا شخص ہے جو سوار مروہ وصفا ہوا اور پہلا شخص ہے جو شرب نبیذ (ایک شراب ہوتی ہے) اور غنا کو باعلان ظاہر کیا (کیونکہ خلیفہ دوم شاید اسے باخفا پیتے تھے) اور پہلا شخص ہے جس نے مٹی کھائی (اللہ اکبر) اور معاویہ نے منبر رسولؐ پر چاہا کہ لوگوں سے یزید کی بیعت لے اسپر عائشہ نے اپنے حجرہ سے سر نکال کر کہا چپ رہ کسی نے خلفائے ثلثہ سے اپنے فرزند کے

لئے بیعت نہ لی تھی۔ پھر تو کس کی تاسی کرتا ہے۔ معاویہ شرمندہ ہو کر منبر سے اتر آیا اور اپنے فرودگاہ میں عائشہ کے لئے ایک گڑھا کھودا۔ جس میں عائشہ گر کر مر گئیں۔ انتہیٰ۔ ایسا ہی کتاب حبیب السیر و حدیقہ سنائیہ وغیرہ میں ہے۔ دیکھو مناظرہ امجدیہ ص۱۴۳ واہ رے دعوت!! شعر

نکالوں کیونکہ دل سے اس کمان ابرو کے پیکاں کو　　کہ آزردہ نہیں کرتا ہے کوئی اپنے مہمان کو

اب اگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے معاویہ پر کفر و لعنت کا فتوے دے دیا تو خیر۔ ورنہ سمجھا جائیگا کہ حضرت عائشہ کے اسلام و ایمان میں ضرور ان کو شک و تردد ہے۔ اور اگر حضرت عائشہ مومن ہیں تو بنا برین آیہ ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جھنم الخ معاویہ ہرگز ہرگز آتش جہنم سے نہیں بچ سکتا۔ فقط شعر

عداوت سے تمہاری کچھ اثر ہو وے تو ہم جانیں　٭　بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہو دے تو ہم جانیں

نظم

خلدِ بریں کے مدعی دل سے بریں نہیں　　شداد کی بہشت میں حورانِ عین نہیں
شیطاں سے بڑھ کے دین کا عدوِ مبین نہیں　　بستی کا شیخ نجد کی کیا وہ مکین نہیں
آنکھیں تو ہیں سبھی کی مگر دور بیں نہیں　　ہوں دور بین تو دور وہ دل کا مکین نہیں
نفرین و ہیں ہے جہاں آفریں نہیں　　نفرین و آفریں نہیں دینِ متیں نہیں
آنکھیں رسولِ پاک سے بھی شرمگیں نہیں　　یوم الحساب و حشر پہ آتا یقیں نہیں
ہرگز جہاں میں ایسے کہیں مسلمیں نہیں　　ایسے خلاف دین تو کہیں اہلِ کیں نہیں
جن پر رسولِ پاک بھی لعنت کیا کئے　　انکو کہیں لعیں کہ وہ ہرگز لعیں نہیں
قاتل کہو جی کون تھا جانِ رسول کا　　پڑھ کر کتب سے تم کو پھر آیا یقیں نہیں
زہرِ جفا حسنؑ کو اسی نے پلا دیا　　لعنت خدا کی اس پہ کہے جو لعیں نہیں
مارا تھا عائشہ کو بھی اوکھی نکال کر　　ہم کو یقیں ہے تم کو یقیں کے قریں نہیں
دیکھو رسولِ پاک کو ایسا حرم کہاں　　جس کی مثال کا تو کوئی اہلِ دیں نہیں
قومِ شقی شقی کی شقاوت سے شک کرے　　دنیا میں جس شقی سا کوئی بدتریں نہیں
حاسد کو کیوں عنایتِ باری کا رشک ہے　　ہم سے زماں زمیں پہ کہیں محسنیں نہیں

مولوی صاحب کی نویں۹ غلطی

دربحث نکاح ام کلثوم

کس روز تہمتیں نہ تراشا کئے عدو
کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کئے

مولوی صاحب نے ایک امر محال یعنی خلافت خلفائے ثلثہ کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے فرمایا کہ "یہ سب لمبے قصے ہیں۔ فیصلہ تو یہیں سے ہو سکتا ہے کہ حضرت علیؑ نے اپنی بیٹی کا رشتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ دیکھو شیعوں کی معتبر کتاب کلینی۔ اگر حضرت عمر منافق ہوتے تو ایسا نہ ہوتا۔" انتہی کلامہ

الجواب ناظرین! مولوی صاحب کی اس چالاکی کی داد دیں کہ پہلے تو اصحاب ثلاثہ کے ایمان ثابت کرنے سے ایسا گریز کیا کہ موضوع اول ناجائز و ناقابل قبول ٹھہرایا۔ اور خلافت ثابت کرنے پر آمادہ ہوئے جب شیعوں نے اسے ہی منظور کیا۔ تو گفتگو کر رہے ہیں ثلاثہ کے نفاق و ایمان پر کہ جب شیعہ اسکی تردید کرینگے تو پھر مسئلہ خلافت پر دوڑینگے۔ (شتر مرغ) شعر

فریب و چال و چھل مکر و دغا سے
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

مولوی صاحب! اگر حضرت علیؑ علیہ السلام کا اپنی بیٹی کو منسوب کرنا ساتھ خلیفہ دوم کے (نعوذ باللہ) ثابت بھی ہو جائے تو کیا اسکا نتیجہ یہ ہوگا؟ کہ اصحاب ثلثہ خصوصاً میاں عمر صاحب منافق نہیں ہیں؟ آپ ذرا قرآن مجید کو پڑھئے۔ فرمایا۔ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ؀ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ (توبہ پارہ ۱۱) یعنی اور خود مدینہ کے رہنے والوں میں سے جو نفاق پر اڑے بیٹھے ہیں (اے پیغمبر) تم ان کو نہیں جانتے (البتہ) ہم ان کو جانتے ہیں جناب عالی! جبکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مدینے کے ان منافقین کا علم نہ تھا تو امیر علیہ السلام کو کیسے ہو گیا؟ کیا اس آیت کے قرآن شریف میں ہوتے ہوئے کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے؟ کہ ان کے کفر و نفاق کا جناب امیر علیہ السلام کو اس وقت علم تھا۔ بہر حال رشتہ داریوں سے ان کا ایمان ثابت ہونا ایک امر محال اور صحیح نص قرآنی کے خلاف ہے۔ جیسا کہ آگے آئیگا۔

شعر کرے ہے تربیت کیا خاک شیخ اپنے مریدوں کو ✦ مگر یہ گاؤدی یونہی گدھے سے ہانک دیتا ہے

بحث نکاح ام کلثوم پر قلم اٹھانا بالکل فضول ہے کیونکہ یہ امر سینکڑوں دفعہ طے ہو چکا ہے اور علمائے اہل سنت جماعت کی فطرت و عادت میں یہ امر مخلوط ہے کہ جس بات کا جواب کلی واطمینان بخش صدہا دفعہ شیعوں سے سنکر ہمیشہ ساکت ولاجواب بھی ہو جائیں۔ موقع پاکر پھر اسی بات کو دُھرانے لگ جاتے ہیں کیونکہ ان کا منشا فی الحقیقت اخفائے حق کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔

مثال کے طور پر اسی ایک مسئلہ کو لیجئے۔ کہ سینکڑوں دفعہ علمائے شیعہ نے اسے حل کیا حتیٰ کہ صرف اسی مادہ میں بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھ دیں۔ دور نہ جائیے۔ کتاب "کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم" مصنفہ عالی جناب علامہ زمان حکیم السید علی اظہر قبلہ یا جناب السید غلام حسنین صاحب بلگرامی مدظلہم کی کتاب "دفع الوثوق فی نکاح الفاروق" ہی کا مطالعہ فرمائیے۔ کہ ان میں اس مسئلہ کی وہ تحقیقات کی گئی ہے جس پر اہل سنت کے فلک کو بھی قلم اٹھانے کی جرأت نہ ہو سکی نہ ہوگی۔ شعر ؎

بیٹھے بھرے ہوئے ہیں خُم مے کی طرح ہم ۔۔۔ پر کیا کریں کہ مُہر ہے مُنہ پر لگی ہوئی

ہاں! مولوی ثناء اللہ صاحب میں اگر شرم یا غیرت کی فقط ایک بھی رائی موجود ہوتی تو اس مسئلہ کا نام زبان پر نہ لاتے جبکہ جناب السید علی حیدر صاحب ایڈیٹر اصلاح مدظلہ العالی علی رؤس الموالی نے آپ پر ثابت کر دیا تھا کہ ام کلثوم ابوبکر کی بیٹی تھی اسکا نکاح میاں عمر صاحب نے ارادۃً اپنے ساتھ کیا کرایا۔ نیز اس مضمون کا عنوان بھی "عمر داماد ابوبکر ارادۃً" قائم کیا تھا لیکن مولوی نے اس مضمون کو بالکل نبیذ فاروقی جان کر ہضم کر لیا یا ایسے بدحواس و مبہوت ہوئے کہ عرصہ بعید گزر چکا ہے۔ لیکن آج تک اس کے جواب کا نام تک نہیں لیا۔ حالانکہ وہ مضمون مختصراً الطراق نمائت اصلاح نمبر ۵ جلد ۱۴ ادرماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ سنہ ہجری مطابق ماہ مئی ۱۹۱۱ء سنہ میں شایع ہو چکا ہے۔

کیا مولوی صاحب نے اس مسئلہ کے متعلق سکوت کر کے اس بات کا ثبوت نہیں دیا کہ واقعی ام کلثوم بنت ابوبکر کا نکاح میاں عمر صاحب کے ساتھ ہوا تھا بعض اہل سنت غلطی سے اسے ام کلثوم بنت علیؑ یا بنت فاطمہؑ لکھدیا کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ باوجود اس یقین کے کہ وہ ام کلثوم بنت علیؑ نہیں پھر اس لفظ کو زبان پر لانا نفاق نہیں تو اور کیا ہے۔ بقول شخصے ؏ دلوں پر خاک اڑتی ہے مگر منہ پر صفائی ہے۔ اگرچہ ہم مولوی صاحب کی اس منافقت پر ہم ناراض نہیں کیونکہ یہ ایک وراثت ہے جو ان کو اسلاف سے ملتی چلتی آئی ہے۔

اوّلاً اگر آپ میں ذرہ بھی مادہ غیرت موجود ہوتا تو اسی جواب پر جو اثنائے مناظرہ میں شیعوں کی طرف سے سن چکے تھے ایمان لاکر فوراً شیعہ ہوجاتے اور اس قسم کی لن ترانیاں ہانکنے والوں اور ان کی کتابوں پر تین حرف بھیجکر بعد از سلوک عثمانی حاضری میں شامل ہوتے مگر افسوس! ہٹ دھرمی اور ضد کا کچھ علاج نہیں۔ شعر

نہ عقل و دانش نہ علم و حکمت وہی جہالت وہی حماقت ۔ اُسنی ہستی میں جو مت اگر ہے منافقت کی فقط علامت

(۱) سنئے! کتاب ارجح المطالب ص ۲۹۵ اور صواعق محرقہ فارسی ص ۲۷۴ اور صحیح نسائی جلد دوم ص ۵۰۳ میں ہے۔

عن عبداللہ بن بریدہ عن ابیہ قال خطب ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما فاطمۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہا صغیرۃ فخطبہا علیؑ فزوجہا منہ۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ خواستگار ہوئے ابوبکر و عمر دونوں واسطے نکاح فاطمہؑ کے۔ پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق فاطمہؑ چھوٹی عمر کی ہیں۔ پھر خواستگار ہوئے علی مرتضیٰ واسطے نکاح فاطمہؑ کے پس نکاح کر دیا جناب فاطمہ کا ساتھ علی علیہ السلام کے آپ نے۔ انتہیٰ۔

پس اہل انصاف و ایمان غور کریں کہ عمر کا نکاح بی بی فاطمہؑ کے ساتھ ناواجب قرار دیتے ہیں خود رسول اللہ صلی اللہ صلعم اور وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ فاطمہؑ ابھی کم عمر ہیں۔ پھر وہ کون عقل کا اندھا اور ایمان کا دشمن ہے جو اس بات کو تسلیم کرلے کہ اسی فاطمہؑ کی بیٹی کا نکاح نعوذ باللہ اسی عمر کے ساتھ ہوگیا۔ جب فاطمہؑ سیدہ کے ساتھ تو بوجہ کم سنی نبی علیہ السلام نکاح عمر نادرست فرمائیں تو اس کم سن فاطمہؑ کی لڑکی کا نکاح اسی عمر کے ساتھ جناب علی نے کیسے کر دیا ہوگا؟ العیاذ باللہ وھذا بھتان عظیم۔

مولوی صاحب! اس کا جواب آپ نے کیا دیا؟ ہاں آپ نے اور آپ کے معاونین ملاؤں نے غل ضرور مچایا تھا کہ توبہ! توبہ! حوالہ بتاؤ۔ حوالہ کہاں لکھا ہے؟ وغیرہ وغیرہ

شعر لگائی آہ نے غیروں کے گھر آگ ✣ ہوئے کیا کیا وہ اتنی بات پر آگ

جب حوالہ بلکہ اصل عبارت صحیح نسائی سے نکال کر دکھائی گئی تو ایسے مبہوت و بدحواس ہوئے کہ آج تک جواب نہیں آیا۔ شعر

یار نے خط میں جو لکھا کہ نہ آنا ہرگز ✣ ہوگیا میرے لئے سد سکندر کاغذ

(۲) اس میں تو کسی کو کلام نہیں کہ حفصہ عمر کی بیٹی اور نبی کا حرم تھیں اور فاطمہ علیہا السلام کی والدہ ماجدہ جناب خدیجۃ الکبریٰ بھی حرم رسول تھیں تو بنابرین رشتہ حضرت فاطمہ زہرا میان عمر صاحب کی سوتیلی نواسی ہوئیں۔ تو کیا حضرت عمر نے اپنی نواسی کی بیٹی سے نکاح کیا تھا (جل جلالہ وعم نوالہ) اگر حضرت عمر نے واقعی اپنی نواسی کی بیٹی کے ساتھ جو بڑپوتی ہوتی ہے نکاح کر لیا تھا تو سنیوں کو انتظار کرنا چاہیئے۔ کہ مہذب ممالک سے ان کے سنی اسلام کی خاطر نفرین کے تار موصول ہوں شعر

اک خوں چکان کفن کروڑوں بناؤ ہیں پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی

(۳) اب اس بہتان کی اور اصلیت سنئے۔ کہ سنی اس وقوع نکاح کی نسبت کیا لکھتے ہیں؟ ملاحظہ ہو صواعق محرقہ ترجمہ فارسی ص۲۶۵۔ "درروائت دیگرآں کہ چوں تردد عمر بعلیؓ رضی اللہ عنہما دریں باب بسیار شد حیدر کرار اسداللہ الغالب علیؑ عذر خواہی بسیار کرد۔ فرمود ایں دختر من صغیرہ است عمر جواب داد کہ کثرت تردد من دریں باب نیست مگر جہت آنکہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شنیدہ ام کہ میگفت ہر سبب ونسب وصہریت منقطع میشود در روز قیامت مگر حسب ونسب وصہریت من آنگاہ علیؑ فرمود تا دختر او ام کلثوم زینت کردہ نزد عمر فرستاد چوں عمر او را دید۔ برخاست وتعظیم بجا آورد او را درکنار گرفت ونشانیدہ بوسہ داد ودعائے بروے کرد۔ چوں برخاست کہ بخانہ خود متوجہ شود عمر ساق او را گرفتہ باو گفت کہ پدر خود را بگو قد رضیت قد رضیت انتہی" مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ جب عمر نے جناب امیر علیہ السلام سے ان کی بیٹی ام کلثوم کی تزویج کے بارے میں بہت اصرار کیا تو حضرت علیؑ نے بہت عذر خواہی کی۔ حتیٰ کہ فرمایا۔ یہ میری بیٹی ابھی کم سن ہے (یہ وہ عذر ہے جو نبی صلعم نے فاطمہؑ کے بارے میں ابوبکر و عمر سے کیا تھا) آخر کار عمر نے کہا۔ کہ میرا مطلب اس نکاح سے اور کچھ نہیں الا اینکہ اپنا حسب نسب نبی صلعم سے ملانا چاہتا ہوں کیونکہ بروز حشر تمام حسب ونسب منقطع ہو جاوینگے۔ سوائے خاندان رسالت کے۔ آخر الامر مجبور ہو کر حضرت علیؑ نے اپنی بیٹی کو بناؤ سنگار کر کے عمر کیطرف بھیج دیا۔ جب عمر نے اسکو دیکھا اٹھا اور تعظیم بجا لایا اور اسے گود میں بٹھایا۔ اور بٹھا کر اسکا بوسہ لیا۔ جب وہ اٹھی کہ گھر کو جائے۔ تو عمر نے اسکی ساق (پنڈلی) پکڑ لی اور کہا۔ جا کر علیؑ سے کہہ دینا کہ میں عمر کے نکاح سے راضی ہوں۔ انتہی محصلاً۔ ایسا ہی استیعاب وغیرہ میں ہفوات لکھے گئے ہیں۔ ※

※ در کتاب خصائص علامہ الشیخ شہاب الدین صاحب حنفی نوشتہ عمر بہ علیؑ پیغام داد کہ ام کلثوم را مرا بہ زنی دہ ام کلثوم چہار سالہ بود و عمر شصت سالہ بود علیؑ بعذر سن پیش آمد و گفت دختر خویش را بفرستم اگر راضی باشد بتو تسلیم کنم عمر عذرش

اب اس روایت کو دیکھکر کوئی ایمان دار ہے جو ایسا لکھ دینے والوں کو مسلمان سمجھے چہ جائیکہ اسے صحیح جانتا ہو۔ کیا کوئی ایسا غیرت مند انسان کسی نے کبھی دیکھا ہے؟ کہ زیب زینت کر کے اپنی لڑکی کو اس شخص کیطرف روانہ کر دیوے جو اسکے نکاح کا خواستگار ہے؟ پھر کوئی ایسا مسلمان بھی آپ نے سنا ہے؟ کہ نواسی تو ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اسکو بغیر نکاح کے اپنے گھر میں بلائے اور پھر گود میں بٹھا کر اسکے بوسے لے۔ اور اسکی ساق کھولے۔ اور پھر مسلمان کا مسلمان!

لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ شعر

ہائے قائم نہ تیری آنکھ پسیجی ہرگز ابر روتا ہے سدا خوف سیہ کاری سے

غیر مذاہب پر اعتراض کرنے والو! مسلمانو! ذرا غور کرو۔ اپنے گریبان میں منہ ڈالو! کہ تمہارے پیشواؤں کی غیرت اور شرم وحیا کا یہ حال تھا۔ اور پھر خاندانِ نبوت کے ساتھ یہ سلوک۔ اور اہل بیت رسول علیہم السلام کی یہ قدر و منزلت؟ کیا آپ لوگوں کی طرح ان کو بھی دعوے ولائے اہل بیت کا تھا؟

امید واثق ہے کہ جو لوگ اسلام و بانئ اسلام کی روحانیت صداقت کو جانتے اور سمجھتے ہیں وہ

بقیہ صفحہ نمبر ۱۶۰ - دریافت وگفت با علی مرا باز نان اکنون حاجت نماندہ زیرا کہ شیخ فانی گشتہ ام لکن (ابتغی الوسیلہ) یعنی میخواہم مرا وسیلے باشد بسوئے پیغمبر پس امیر المومنین ام کلثوم را تسلیم کرد و مہر ام کلثوم چہل ہزار درہم بود پس عمر او را بزانوئے خود نشاند شیخ کرد سر او بود آن را دوست داد و دست بر ساق او برد و جامہ از ساقش برداشتہ ام کلثوم دست برداشت خواست کہ طمانچہ بزند وگفت کہ اگر امیر مومنان نمی بود طمانچہ بر بینی تو مے زدی عمر گفت نمی باید کہ کسی سخن او را رد کند گیرد بگذار ایں از نسب ذلیل ہاشم قریش است انتہٰی مطلب یہ ہے کہ عمر نے حضرت علی علیہ السلام کو کہلا بھیجا کہ ام کلثوم کا نکاح مجھ سے کردے۔ اس وقت ام کلثوم کی عمر چار سال تھی اور عمر ساٹھ سال کے تھے۔ علیؑ نے عذر کیا اور کہا لڑکی سے پوچھ لیں اگر راضی ہو تو ایسا کرینگے۔ عمر نے کہا کہ یا علی مجھے اب عورت کی حاجت نہیں ہے کیونکہ میں ساٹھ سال کا بڈھا ہوں لیکن نبی (صلعم) کی طرف وسیلت چاہتا ہوں پس علی نے تسلیم کیا اور چالیس ہزار درہم مہر مقرر کر کے ام کلثوم کو عمر کی طرف بھیج دیا پس عمر نے ام کلثوم کو گود میں بٹھایا اور اسکے سر سے چادر اتار دی۔ اور ہاتھ پھیرا اور اسکی پنڈلی سے کپڑا اٹھایا۔ ام کلثوم نے غصہ میں آکر ہاتھ اٹھایا اور چاہا کہ عمر کو ایک طمانچہ مارے اور کہا کہ اگر تو مسلمانوں کا خلیفہ نہ ہوتا تو تجھے ایک تھپڑ رسید کرتی۔ عمر نے کہا کہ اسکی کوئی بات دل پر نہیں لانی چاہئے چھوڑ دینا بہتر ہے کہ یہ نسل قریش سے ہے انتہی مخصلاً۔

ہمارے خیال میں اگر ایسے عقائد و روایات بیہودہ کو فرضاً تسلیم بھی کر لیا جاوے تو پھر سب کے سب الزام عمر صاحب پر ہی عاید ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس قسم کی کاروائیاں کیا مہذب اور کیا غیر مہذب انسان سے ظہور پذیر نہیں ہو سکتیں۔ کاش کہ سنی المذہب اس ایک روایت پر غور کر کے ایسے وحشی اور نقلی آدمی کی ان بے باکانہ و غیر مہذبانہ افعال سے نادم ہوں۔ **شعر**

کیا کرتے تھے ناصح کو نصیحت دن رات اسکو اسے بھی ایک دن کچھ جلکے بجھانے تو کیا ہوتا

ان قائلین و آمنین ہفوات پر لعنت کر کے اسلام حقیقی سے تمسک کرنے میں مطلقاً دریغ نہ کرینگے۔ بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کیطرف مخاطب ہوکر فوراً کہد ینگے۔ شعر

لاکھ تو جال بچھائے مگر آزاد مزاج تیرے پھندے میں کب اے زلفِ دراز آتے ہیں

ہمارا تو اس بات پر یقین کامل ہے کہ اہل بیت رسول علیہم السلام کی ہتک اور توہین کی خاطر اس واقعہ و روائت کو خوارج و نواصب نے خاص طور پر وضع کیا ہوا ہے۔ لیکن اس نئی روشنی کے زمانہ میں تو کوئی عقل کا اندھا ایسا نظر نہیں آتا۔ جو خواہ اہل بیت کی اہانت و توہین پر راضی ہی ہو مگر اسے اتنا خیال نہ آئے۔ کہ اس روائت پر ایمان لانے سے حضرت عمر کا ایمان بھی باقی نہیں رہتا جو پہلے سے ہی ان کی ذات سے مفقود و معدوم ہے۔ البتہ مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت عمر کو شیعوں کے حوالے کرنا چاہتے ہیں لیکن افسوس! کہ روح خلیفہ انہیں یوں نہ کہیگی شعر

غیروں کے ہاتھ سونپ کے عبث کے کاروبار تو نے تو میری لاش کی مٹی خراب کی

(۴) اہل سنت کا یہ بھی ایمان ہے کہ بطن ام کلثوم سے جو نکاح عمرؓ میں تھی۔ زید بن عمرؓ پیدا ہوا۔ وہ اور ام کلثوم دونوں مر گئے تو امام حسینؑ علیہ السلام نے ان پر نماز جنازہ پڑھی۔

حالانکہ وہ ام کلثوم علیہا السلام جو جناب امیر علیہ السلام کی دختر تھیں وہ امام حسینؑ علیہ السلام کی شہادت کے بعد زندہ رہیں اور وہ کربلا میں موجود تھیں پھر کوفہ میں اور دمشق میں اسیر ہو کر گئیں بعد ازاں مدینہ میں آئیں۔ اور ان کے مرثیے جو انہوں نے اپنے بھائی امام علیہ السلام و دیگر شہدائے کربلا پر کہے تھے روضۃ الشہدا وغیرہ کتب سنیہ میں موجود ہیں۔ کیا اس سے صاف نتیجہ نہیں نکلتا کہ خوارج و نواصب کو محض نام کی غلطی لگی ہے۔ ورنہ وہ ام کلثوم زوجہ عمر بن الخطاب مادر زید بن عمر جس پر امام حسین علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھی تھی واقعہ کربلا کے وقت کیسے آموجود ہوئی؟ نیز یہ بھی قرین قیاس ہے کہ اگر ام کلثوم بنت فاطمہؑ زوجہ عمر ہوتیں تو اشقیائے شام قاتلان اولاد رسولؐ ضرور ان کی عزت خاطر و مدارات کرتے۔ اور وہ بھی محض خلیفہ دوم میاں عمر صاحب کی طفیل۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ بخلاف اسکے وہ اسیر کی گئیں۔ دیکھو کتاب مقتل کبیر ابو مخنف۔ روضۃ الشہدا۔ روضۃ الصفا۔ حبیب السیر وغیرہ کتب سنیہ۔

(۵) بات تو اصل میں یوں ہے کہ اسماء بنت عمیس جو ابوبکر کی زوجہ تھیں بعد وفات ابوبکر علی علیہ السلام کے نکاح میں آئیں اور ام کلثوم بنت ابوبکر بھی چھوٹی ... ان کے ہمراہ آئیں پس اسی ام کلثوم کا نکاح عمر سے ہوا چونکہ وہ بالک بچپن یا ربیبہ جناب امیر تھیں لہذا بعض روایات میں ان کو بنت علی

یا بنتِ فاطمہ کہا گیا۔ (دیکھو کتاب کنز العمال مُلّا علی متقی) ورنہ جناب سیدہ صلواۃ اللہ علیہا کی بیٹی کا نکاح عمر سے کب ہو سکتا تھا؟ صرف نام کے اشتراک کی وجہ سے کون ایسا دشمن رسولؐ ہے؟ جو اسے قبول کرے۔

(۶) کوئی ہے جو اس بات پر یقین کرے؟ اور اسکے ماننے پر تیار ہو کہ حضرت عمر تو ۵۸ سال کے ہوں اور ام کلثوم کی عمر ۵ یا بروائتے ۶ سال کی ہو اور ان دونو کا نکاح ہو جائے (واہ باباجی!)

بہرحال اس روائیت کے غلط موضوع وافترا ہونے میں کسی عقلمند کو کلام نہیں۔ کتاب "تنقیحِ خوارج واہل سنت" کی عبارت نہائت لطیف ہے وھذہ عبارتہ۔ ہم سنا کرتے تھے کہ کسی کا دلدار جس کے بدن میں مٹی لگی دیکھی گھاٹ پر چلا جاوے مگر اسکی تصدیق اہل سنت کے حالات سے ہوئی۔ مرزا مخدوم شریفی المتوفی فی حدود ۹۹۵ھ نے اول اول اس روائت محرف اور غلط کی ایجاد کی۔ اور اسے نواقض الروافض میں لکھا۔ بعدہٗ وہی اٹھائی ہوئی ہانک مخدوم کی شاہ صاحب نے صواقع کابلی سے چرا کر تحفہ میں درج کی پھر مولوی حیدر علیؒ نے اس نقل اول کی تیسری نقل کی۔ اور آیات بینات والے نے چوتھی نقل کی پھر تو نقالوں کی کوئی حد نہ رہی۔ یہاں تک کہ سائل نے بھی وہی سوانگ نکالا۔ انتہیٰ موضع الحاجۃ۔

مزید برآں اس مسئلہ کی تحقیق کی چنداں ضرورت نہ تھی لیکن افادہ مومنین کیخاطر دفع الوثوق کی چند عبارات پر اکتفا کیجاتی ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۲۹ "انشاء اللہ تعالیٰ" وضوعیت ان روایات عقد کی اسطرح ثابت کرونگا جسکے بعد ہفت اقلیم کے اہل سنت کو بھی بجز امنا وصدقنا کہنے کے چارہ نہ رہے۔ دیکھئے کنز مکتوم کے دوسرے مقالہ کا خلاصہ عرض کرتا ہوں جو خاص اسی باب میں مرقوم ہوا۔

دلائل موضوعیت روایات عقد

دلیل اول۔ یہ ہے کہ قاضی محمد ابراہیم کتاب منہل الروی میں فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے علاوہ جو حدیثیں ہیں ان کی صحت نہیں مانی جاسکتی جب تک کسی امام کا اسپر نص نہ ہو۔ کہ یہ حدیث صحیح ہے نہ یہ کہ صرف سنن میں روایت کے پائے جانے سے اسکی صحت ثابت ہو جائے۔ جس سے معلوم ہوا کہ خارج از صحیحین روائیتیں قابل وثوق نہیں چنانچہ اسی اصول پر مسلم کی روایت در بارہ متعہ غلط کیجاتی ہے۔ چونکہ صحیح بخاری میں نہیں ہے تو صحیح نہیں جیسا کہ قول ابن القیم ہے۔ اور حدیث لا یحبہ الا مومن یعنی ابن تیمیہ بھی عذر

کیا ہے۔ کہ بخاری میں نہیں حالانکہ مسلم میں موجود ہے اور حدیث غدیر کے بارے میں بھی جس کے ہزاروں عالم راوی ہیں صدہا صحابہ سے یہی عذر کیا گیا ہے۔ فخر رازی۔ عصد الدین تفتازانی شریف جرجانی۔ قوشجی۔ مرزا مخدوم۔ آسحق ہروی۔ حسام الدین۔ ابن تیمیہ۔ ابن حزم۔ محسن کشمیری۔ شیخ عبدالحق دہلوی۔ ان سب کا یہی مقولہ ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ بخاری و مسلم میں نہیں۔ حدیث ما اقلت الغبرا اور حدیث ستفترق امتی اور کرار غیر فرار میں بھی یہی عذر ہے۔

مولوی حیدر علی منتہی الکلام میں لکھتے ہیں۔ لانسلم کہ لفظ اعانت از جناب ام المومنین صحیح باشد و سند منع روائیت بخاری است کہ از لفظ مذکور عاری است ص ۱۲۶ مولوی بشیر الدین سہسوانی حدیث زیارت کے بارے میں یہی عذر کرتے ہیں کہ صحاح ستہ میں نہیں جس سے معلوم ہوا کہ نہ صرف بمقابلہ شیعہ بلکہ باخود ہا میں اس دلیل سے استدلال کرتے ہیں پس یہی عذر مسلم اہل سنت ہماری طرف سے بھی ان روایات عقد کی غیر صحت میں مقبول ہو۔ کیونکہ حدیث غدیر کا نقل نہ ہونا بخاری و مسلم میں تو قرین قیاس ہے کہ ایسی حدیث کو جو تمام تر مضر مذہب اہل سنت ہے کیونکر نقل کرتے؟ باقی روایات عقد میں کیا کہا جائیگا بجز اسکے کہ واقعہ محض غلط ہے اور بالکل وضعی روائتیں ہیں جو قابلیت درج صحاح ستہ نہیں رکھتیں حالانکہ صدہا روائتیں بخاری و مسلم کی ایسی ضعیف و موضوع ہیں کہ کسی طرح اس قابل نہیں کہ ان کو صحیح کہہ سکیں چنانچہ دارقطنی نے ایک کتاب ہی اس بارہ میں لکھی اور مولوی حیدر علی نے بھی دو سو دس روایتوں کو ضعیف و موضوع بتایا ہے۔ جس سے اور بھی یقین ہوتا ہے کہ یہ روائتیں ایسی ضعیفی و غلط ہیں کہ ان موضوعات و ضعاف کے برابر بھی ان کا وزن نہیں جو درج صحیحین ہوئیں۔ یہ اور بھی حیرت بخش ہے کہ نہ صحیح بخاری میں نہ مسلم میں نہ موطاء امام مالک میں نہ ابو داؤد و ابن ماجہ و ترمذی میں جس سے یقیناً معلوم ہوا کہ اس کی کچھ اصلیت نہیں نہ اس زمانہ میں یہ روائتیں تصنیف ہوئی تھیں بلکہ ان کے بعد کی یہ کارروائیاں ہیں جس سے وہی کتابیں بھری گئیں جو صرف بول و براز کے مصرف میں آسکتی ہیں۔ کنز مکتوم صفحہ ۶۹۔

دلیل دوسری یہ کہ مسند احمد بن حنبل میں بھی یہ روایات نہیں جسکو سات لاکھ حدیثوں سے منتخب کر کے امام صاحب نے اسی غرض سے جمع کیا ہے کہ جب کسی امر میں اختلاف ہو تو اسکی طرف رجوع کریں اگر اس میں نہ پاویں تو وہ کوئی چیز نہیں چنانچہ طبقات سبکی میں ہے۔ قال لنا حنبل بن اسحق جمعنا عمی الی آخرہ

دلیل تیسری یہ ہے کہ صاحب اصابہ نے کل روایات عقد کو یکجا جمع کیا جن کی عبارت مذکور ہوئی مگر کسی روائت کی نسبت صحیح کہا نہ حسن۔ بجز روائت وفات ام کلثوم و زید کے بوقت واحد۔ جس سے معلوم ہوا کہ ابن حجر صاحب کے نزدیک بھی کوئی روائت صحیح نہیں ہے۔ بلکہ موضوع ہیں یا ضعیف

دلیل چوتھی صحاح ستہ و مسند احمد کے بعد جن کتابوں میں یہ روائتیں ہیں اُن پر امام حکم شاہ صاحب کا یہ ہے "اعتبار حدیث نزد اہل سنت بیافتن حدیث در کتب مسندہ محدثین است مع الحکم بالصحت و حدیث بے سند نزد ایشان شتر بے مہار است کہ اصلاً گوش بآنہا نمی دہند" پس جب خود سنیوں کے ہاں یہ روائتیں شتر بے مہار ہیں تو شیعوں کے نزدیک گوز شتر سے بھی بدتر ٹھہریں۔

دلیل پانچویں یہ ہے کہ کل روایات عقد جو باسند ہیں و معنعن ہیں عن فلاں عن فلاں۔ جس کے بارہ میں قول شاہ عبدالعزیز کا مذکور ہوا۔ کہ عنعنہ محتمل انقطاع و ارسال ہے ایسی روایات بے سروپا سے استدلال درست نہیں۔

دلیل چھٹی۔ جو روائتیں اس عقد کی بابت کتب تواریخ میں ہیں ان کی نسبت یہ قطعی حکم مولوی حیدر علی سنیئے "حال عدم اعتبار تواریخ از کتب فریقین مثل تالیفات و تفسیر صافی ملا محسن کشمیری و منہاج شیخ ابو العباس آں قدر عیاں است کہ محتاج بیان نیست" ازالۃ الغین صفحہ ۸۸۹ کنز مکتوم ص ۱۸۱ اب فرمایئے ایسی روایتوں سے کیونکر استدلال کر سکتے ہیں جن کا بطلان بدیہی ہے۔ کیا غضب ہے۔ کہ روایات و احادیث فضائل و نصوص خلافت جناب امیر و اہل بیت طاہرین (علیہم الصلوۃ والسلام) کے لئے بلکہ مصائب کربلا کے لئے تو یہ سب قواعد مقرر ہوں کہ نہ صحاح ستہ کی روائت مانی جائے نہ مسند کی۔ نہ دیگر سنن کی نہ تواریخ کی۔ اور مدح خلفاء و توہین اہل بیت رسالت کے لئے یہ سب قواعد بالائے طاق رکھدیئے جائیں۔ نہ و ضعی حدیث دیکھی جاوے۔ نہ ناصبیت و خارجیت کا خیال ہو جھوٹی جھوٹی روائتیں بنائی جاویں اور بمقابلہ شیعہ ان سے استدلال کیا جائے۔ ایسی ناانصافی کا بدلہ خدا دیوے۔

دلیل ساتویں یہ ہے۔ کہ ہر روائت علیحدہ علیحدہ دیکھنے سے بھی غلط و موضوع ٹھیرتی ہیں چنانچہ صاحب کنز مکتوم نے گیارہ روائتیں نقل کی ہیں اور راویوں کی تضعیف خود کتب اہل سنت سے ثابت کی ہے جسکا لکھنا خالی از طوالت نہیں مختصر فہرست دی جاتی ہے۔

پہلی روائت اصابہ کی۔ اسکے راوی سفیان ہیں۔ سفیان ثوری تدلیس کرتے جو بدتر از کذب ہے اور سفیان بن عیینہ مختلط ہوگیا اور بیس برس سے زیادہ روائت میں غلطی کرتا ص ۱۸۸ ملاحظہ ہو۔ اور یہ دشمن اہل بیت بھی تھا کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے گھر سے نکال دیا ص ۱۹۱۔ یہ وہی روائت کشف ساق وغیرہ ہے جسپر سبط ابن جوزی (حنفی) کو جوش آیا اور مولوی حیدر علی نے بھی الحاق شیعہ قرار دیا۔

دوسری روائت کے راوی عبدالرحمن بن زید بن اسلم ہیں۔ جو بتصریح یحیٰی بن معین و عثمان دارمی

وابن منکدر وغیرہ ضعیف ہیں اور زید بن اسلم غلام خلیفہ دوم تھا جسکو مولوی حیدر علی صاحب باوصف موافقت صحیحین ضعیف کہتے ہیں ص ۱۹۲ لغائت ص ۱۹۳ کنز مکتوم۔ اور اسکی خاص روایت مہر چالیس ہزار درہم کو جوزجانی نے موضوع کہا جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔

تیسری روایت زبیر بن بکار کی ہے جسکو سلیمانی واضع کذاب جانتے ہیں اور عداوت اسکی جناب امیرؑ سے مشہور ہے ص ۱۹۴ لغائت ص ۱۹۶ یہ اولاد سے ہے حضرت زبیر کی۔ جو کہ اہل سنت کے عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ اور جنگ جمل میں جناب امیرؑ سے لڑنے نکلے۔ اور آخر بھاگے اور مارے گئے۔

چوتھی روایت۔ ابن اسحٰق کی ہے جو بنص امام مالک دجال تھا بلکہ خسرو جال ص ۱۹۶ لغائت صفحہ ۱۹۸

پانچوین روایت۔ عطا خراسانی کی ہے جس کی روایت بنص سمعانی باطل ہے ص ۱۹۸

چھٹی روایت نورالدین کی دارقطنی سے ہے نورالدین خان بنص رشیدالدین خان مجہول ہے جسکی روایت سے استدلال کرنا حماقت ہے۔ اور دارقطنی بنص شبیر جامع غرائب ہیں اور شاہ عبدالعزیز وفاضل رشید بھی اسکو غیر معتبر کہتے ہیں ص ۱۹۹ لغائت ص ۲۰۲ ایک راوی اسکے ابو حنیفہ بھی ہیں (ماشاءاللہ! یہ بھی معرکۂ حدیث کے میدان میں آگئے ہیں؟ راقم عفی عنہ ۱۲) جن کو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے اور علامہ عبدالرؤف نے صرف اس وجہ سے کہ ابوحنیفہ چونکہ اسکے راوی ہیں روایت کو باطل کردیا (اور کیا!) ص ۲۰۲ لغائت ص ۲۲۳

ساتویں روایت ابوصالح کاتب لیث کی ہے جو بنص ذہبی کذاب تھا ص ۲۲۳

آٹھویں روایت لیث بن سعد کی ہے جس کو امام نووی نے مجہول کہا ہے ص ۲۲۴

نویں روایت عاصم کی ہے۔ جو بنص عبدالحق ضعیف تھا۔ ص ۲۲۴

دسویں روایت شریک کی ہے جو ہمیشہ مختلط رہا۔ اولاد قاتلان حسینؑ علیہ السلام سے ہے ص ۲۲۴

گیارھویں روایت۔ زہری کی ہے۔ تاریخ خمیس میں ہے کہ وہ ہمراہیان بنی امیہ میں سے تھا اور دشمن جناب امیر ص ۲۲۵

اتنی روایتوں کی موضوعیت تو کنز مکتوم میں شائع ہوچکی باقی دو چار ٹوٹی پھوٹی باسند روایتیں جو اور ہونگی ان کی موضوعیت خاص طور پر جلد ہفتم میں ذوالفقار حیدریہ کے مذکور ہے۔

دلیل آٹھویں (چونکہ یہ دلیل اور بھی دلچسپ تھی لہٰذا ہم نے اسے بعد میں رکھا ہے۔ راقم ۱۲)

یہ دلیل اختلاف و اضطراب روایات ہے چنانچہ صاحب کنز مکتوم فرماتے ہیں۔ کہ کل روائتیں اس عقد کی باسند ہوں یا بلا سند۔ کتب احادیث میں ہوں یا کتب تواریخ میں۔ وہ سب اس قدر مختلف اور رواۃ ان کے ایسے مضطرب ہیں۔ کہ کسی طرح توافق ان میں ممکن نہیں۔ چنانچہ شیخ مفیدؒ اعلی اللہ مقامہٗ کتاب فرادیس الجنان میں اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ کہ بعد عبارت منقولہ سابق درباب زبیر بن بکار فرماتے ہیں اور حدیث بھی فی نفسہ مختلف ہے۔ (۱) کبھی روائت کرتا ہے کہ جناب امیر خود متولی ہوئے اور نکاح کر دیا۔ (۲) کبھی یہ روایت کرتا ہے کہ عباسؓ عم رسول نے یہ عقد کیا۔ (۳) کبھی یہ روائت کرتا ہے کہ عقد بعد وعید و تخویف و تہدید بنی ہاشم واقع ہوا۔ (۴) کبھی یہ روائت کرتا ہے۔ کہ عقد برضا و خوشنودی واقع ہوا۔ (۵) علاوہ بریں بعض رواۃ کا بیان ہے کہ عمر سے لڑکا پیدا ہوا۔ اور اس کا نام زید رکھا گیا ہے (۶) بعض کا بیان ہے کہ قبل از ہم بستری عمر قتل ہوئے۔ (۷) بعض کا یہ بھی بیان ہے کہ زید بن عمر کی بھی اولاد ہوئی (۸) بعض کا قول ہے کہ زید قتل کئے گئے۔ ان کی کوئی عقب باقی نہیں (۹) بعض کا قول ہے کہ زید مر گئے۔ (۱۰) بعض کا قول ہے کہ قتل ہوئے (۱۱) بعض کا بیان ہے کہ ماں بیٹے دونوں ساتھ قتل ہوئے (۱۲) بعض کا بیان ہے کہ بعد زید ام کلثوم زندہ رہیں۔ (۱۳) بعض رواۃ کا بیان ہے کہ عمر نے چالیس ہزار درہم مہر مقرر کیا۔ (۱۴) بعض کا بیان ہے کہ ایک ہزار درہم مہر میں دیا۔ (۱۵) بعض کا بیان ہے کہ پانسو درہم مہر میں دیا (۱۶) بعض رواۃ نے بیان کیا کہ خود عمر نے استدعا کی حضرت علیؑ نے نسبت فرزند جعفرؑ کا عذر کیا اسپر عمر نے کہا بخدا جو کچھ مجھے اس حسن قرابت سے امید ہے کسی کو ویسی امید نہ ہوگی "پس او را العقد من باندآور دعلی جواب داد بدرستیکہ من او را در نکاح تو دادم "بعد اسکے خلیفہ صاحب بمقام روضہ تشریف لا کر حضار سے طالب مبارک ہوئے الخ ازالۃ الغین ص ۹۴۱ (۱۷) بعض کا بیان ہے "کہ عمر پیام عقد ام کلثوم نزد امیر المومنین علیؑ فرستاد بجواب فرمودند کہ ہنوز ام کلثوم صغیر است فاروق بجوابش گفت کہ مقصود من خانہ داری نیست" ازالۃ الغین ص ۹۴۱ (اس روائت میں وقوع عقد کا مطلقاً ذکر نہیں) (۱۸) بعض کا بیان ہے کہ عمر نے مکرر آمد و رفت اس بارہ میں کی تب حضرت نے عذر صغر سنی کیا۔ اسپر عمر نے حدیث رسولؐ کو بیان کیا حضرت نے زینت کر کے عمر کے پاس بھیجا عمر نے کہلا بھیجا میں بہت خوش ہوں اور راضی ہوں "پس حضرت امیر او را عقد بست و بخانہ عمر فرستاد" ازالۃ الغین ص ۹۴۲ (۱۹) بعض کا بیان ہے کہ حضرت نے فرمایا اس بارے میں میرے دو امیر ہیں۔ پس دولت سرائے میں تشریف لا کر حسنین سے فرمایا کہ

میں نے مکروہ سمجھا کہ بغیر تمہارے اذن کے نکاح کروں ذخائر العقبیٰ ص۸۴ (۲۰) بعض کا بیان ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ بعد از مشورہ جواب دینگے حسنین سے مشورہ کیا "ہمہ کس گفتند کہ در تزویج دریغ مکن" اسکے بعد حضرت نے عمر کے پاس بھیجدیا حضار نے کہا ایسی صغیرہ سے عقد کرنیکا کیا نتیجہ؟ عمر نے حدیث رسولؐ بیان کی۔ ازالۃ الغین ص۹۴۳ (۲۱) بعض کا بیان ہے کہ حسنینؑ سے حضرت نے مشورہ لیا امام حسینؑ ساکت رہے امام حسنؑ نے تعریف عمر بیان کی اسپر حضرت نے عمر کے پاس بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ مطلب تمہارا برلائے عمر نے اسے گلے سے لگایا اور حضار کو خبردار کیا۔ کہ ان سے ہم عقد کیا چاہیں ص۱۵۹ ترجمہ صواعق محرقہ (۲۲) بعض کا بیان ہے کہ حضرت نے حسنینؑ سے فرمایا عمر سے نکاح کردو اسپر امام حسینؑ نے فرمایا وہ عورت ہیں مثل سائر زنان اپنے امور میں مختار ہیں اسپر جناب امیرؑ غضبناک ہو کر چلے امام حسنؑ نے دامن پکڑ لیا۔ اور عرض کیا کہ جو فرمائیے بجالائیں تب عقد واقع ہوا (۲۳) بعض کا بیان ہے کہ حضرت نے عباسؓ اور عقیلؓ سے مشورہ کیا۔ عقیل "منع نمود" اسپر حضرتؑ نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کلام عقیلؓ خیر خواہی نہیں ہے بعد اسکے عقیلؓ سے کہا مقصود عمر فقط عمل بر حدیث ہے کہ ہر سبب ونسب منقطع ہوگا الخ ص۹۴۴ ازالۃ الغین (۲۴) بعض کا بیان ہے کہ حضرت نے عباسؓ اور عقیلؓ اور امام حسن سے مشورہ لیا حضرت عقیل غضبناک ہوئے اور کہا جس قدر زمانہ کو امتداد ہوتا ہے اور ایام وشہور گزرتے ہیں۔ (نعوذ باللہ منہ) تمہاری بے عقلی بڑھتی جاتی ہے۔ واللہ اگر تم نے ایسا کیا تو ہر آئینہ ہوگا اور ہوگا یعنی فساد عظیم قائم ہوگا (۲۵) بعض کا بیان ہے کہ حضرت عباسؓ نے جناب امیرؑ کو سمجھا بجھا کر خود عقد کردیا (۲۶) بعض کا بیان ہے کہ عمر نے ساق کھولا (۲۷) بعض کہتے ہیں بوسہ لیا (۲۸) بعض کہتے ہیں گلے سے لگایا (۲۹) بعض کہتے ہیں چادر کھینچی (۳۰) بعض کہتے ہیں عمر نے نظر بھر کے گھورا (۳۱) بعض کہتے ہیں زید اور رقیہ اور دو لڑکے پیدا ہوئے (۳۲) بعض کا بیان ہے کہ بعد عمر جناب علیؑ نے عون بن جعفر سے عقد کرنا چاہا۔ تو حسنینؑ نے پہلے ہی جا کر کہا کہ اگر آسودگی دینا چاہو تو ممکن ہے اگر حضرت کو اپنا مختار کیا تو فرزند جعفر سے عقد کردینگے جب جناب امیرؑ نے اختیار حاصل کرنا چاہا تو ام کلثوم نے آسودگی دنیا کی خواہش بیان کی اسپر حضرتؑ نے کہا۔ بوجہ حسنینؑ تم نے ایسا کہا؟ حضرت رنجیدہ ہو کر چلے تو امام حسنؑ نے دامن پکڑ لیا اور آرزو منت کی کہ حضرت راضی ہوئے بعد اسکے عون سے ذکر ہوا (حالانکہ یہ عون خود خلافت عمر میں شہید ہو چکے تھے) (۳۳) کسی نے کہا بعد عمر محمد سے عقد ہوا تب عون سے تب عبداللہ سے (۳۴) کسی نے کہا صرف عون بن جعفر سے بعد اسکے عبداللہ سے عقد ہوا جسکا مطلب یہ ہوا کہ محمد بن جعفر سے عقد نہیں ہوا (۳۵)

کسی نے کہا کہ پہلے محمد مرے بعد ان کے ام کلثوم (۳۶) کسی نے کہا کہ پہلے ام کلثوم مریں تب محمد بن جعفر (۳۷) کسی نے کہا۔ بعہد معاویہ زید کے ساتھ انتقال کیا (۳۸) بہتوں نے کہا کہ معرکہ کربلا میں شریک تھیں (۳۹) بعض نے کہا کہ پہلے ام کلثوم مریں تب عبداللہ (۴۰) بعض نے کہا۔ نہیں پہلے عبداللہ مرے پھر ام کلثوم۔ حالانکہ وفات عبداللہ ۸۰ھ میں ہے جس سے بعہد معاویہ مرنا باطل ہوتا ہے۔

اسی طرح بہت سے اختلاف ہیں جن کو اصل میں بہ تفصیل وسط تمام لکھا ہے او قبل اسکے بھی کچھ مذکور ہوا۔ بہرکیف اختلاف روایات و اضطراب رواۃ اس مادہ میں یقینی ہے اور اضطراب بھی ایسا کہ کسیطرح جمع و توفیق ممکن نہیں۔ پس خود اس اختلاف اور اضطراب سے بھی یہ روایات باطل و غلط ٹھیریں۔ انتھیٰ کلام الشریف و تقریرۃ اللطیف الی صحیفۃ ۸۲۔

اب اس مضمون کے بعد توضیح مزید کی چنداں ضرورت نہیں معلوم ہوتی لیکن اتماما للحجہ ایک نکتہ اور بھی بیان کر دینا نہائت مناسب معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ جناب امیر علیہ السلام کی کتنی بیٹیاں تھیں اور وہ کس کس کے ساتھ منسوب کی گئیں۔

ملاحظہ ہو تاریخ خمیس شیخ حسین دیار بکری "تعداد دختران جناب امیرؑ میں اختلاف ہے۔ بعض ۱۶ بعض ۱۷ بعض ۱۸ بعض ۱۹ کہتے ہیں۔

(۱) حضرت زینبؑ کبرائے کا عقد عبداللہ بن جعفر سے ہوا۔ جن سے علیؑ و عون پیدا ہوئے۔ روایت ابن شہاب۔

(۲) رملہ کبرے جن کی ماں ام سعد بنت عروہ بن مسعود ثقفی ہے ان کا عقد عبداللہ بن ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب سے ہوا۔

(۳) ام ہانی۔ ان کا عقد عبد الرحمن بن عقیل سے ہوا۔

(۴) میمونہ ان کا عقد عبداللہ اکبر بن عقیل سے ہوا۔

(۵) زینب صغریٰ۔ ان کا عقد محمدؐ بن عقیل سے ہوا۔

(۶ و ۷) رملہ صغریٰ و ام کلثوم صغرے کا عقد عبداللہ اصغر بن عقیل سے ہوا۔

(۸) فاطمہؑ کا عقد اسود سے ہوا جو اولاد حارث بن عبد المطلب سے تھے۔

(۹) خدیجہ (۱۰) ام کرام (۱۱) ام سلمہ (۱۲) ام جعفر (۱۳) جمانہ۔ ان کا عقد صہیب بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب سے ہوا۔" جلد ۲ ص ۳۱۹ اور المعارف میں ہے۔" کہ رقیہ کا عقد مسلم ابن عقیل سے ہوا

جس سے عبداللہ و علی پیدا ہوئے اور زینب صغریٰ کا عقد محمد بن عقیل سے اور میمونہ کا عقد عبداللہ بن عقیل سے اور خدیجہ کا عقد عبدالرحمٰن بن عقیل سے ہوا۔

نہائت مقام استعجاب ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی ۱۶ یا ۱۷ یا ۱۸ یا ۱۹ لڑکیوں کا عقد اپنے ہی خاندان میں خود عقیل و عباس چچا کی اولاد سے ہو۔ چنانچہ المعارف صفحہ ۷ میں ہے۔ وکان سائر نبات علی عند ولد عقیل و ولد عباس خلا ام الحسن فانھا کانت عند جعدہ بن ھبیرۃ المخزومی خلا فاطمہ فانھا کانت عند سعید بن الاسود من بنی الحارث بن اسد الخ یعنی کل بیٹیاں حضرت علیؑ کی اولاد عقیلؓ و عباسؓ سے منسوب تھیں بہ استثنائے ام الحسن جن کا عقد جعدہ بن ہبیرہ مخزومی سے ہوا۔ اور فاطمہ جن کا عقد سعید بن اسود سے ہوا جو بنی اسد سے تھے۔ انتہیٰ۔ **جعدہ** کو توسب جانتے ہیں کہ جناب امیر کے بھانجے تھے جنکی ماں ام ہانی تھیں مگر فاطمہ کا عقد جو سعید بن اسود سے بیان ہوا **غلط** ہے۔ کیونکہ بقول صاحب خمیس ان کا عقد اسود سے ہوا تھا۔ جو اولاد حارث بن عبدالمطلب سے تھے۔ بہرحال اس تحریر سے چند باتیں نمایاں ہوئیں۔

اوّل یہ کہ حضرت نے اپنی کسی صاحبزادی کو غیر خاندان میں نہیں بیاہا۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ طریقہ جو سادات میں جاری ہے کہ غیر سید یا خلاف خاندان کسیکو اپنی بیٹی نہیں دیتے نہائت مناسب اور فعل امام ہے اور اگر کتب تواریخ و رجال میں زیادہ تفحص کیا جائے تو انشاء اللہ تعالےٰ تمام بنی ہاشم کا یہ دستور قدیم الایام سے آج تک ثابت ہو گا۔

دوم ان عبارات سے دعوئے عقد عمر بھی باطل ہوا۔ کیونکہ استثناء میں صرف دو ہی آدمی کا نام لیا گیا ہے۔ جعدہ اور اسود۔ تو اس سے بھی معلوم ہوا کہ دعوئے عقد عمر محض غلط ہے یا بر بنیاد اشتباہ رواۃ ہے۔

سوم۔ یہ کہ ان اسامی گرامی میں کسیکی نسبت عقد ثانی کا بھی دعوئے نہیں ہوا حالانکہ کچھ فرزند عقیل کے بحالت شباب کربلا میں شہید ہوئے۔

چہارم جب حضرت ام کلثوم صغریٰ کا عقد محمد بن عقیلؓ سے ہوا تو بعض احباب کا یہ احتمال بھی باطل ہوا کہ جو کثرت روایات موضوعہ اہل سنت سے اس کے قائل ہوئے کہ ام کلثوم صغریٰ کا عقد عمر بن الخطاب سے ہوا جس کو نہ شیعہ قبول کرتے ہیں نہ سُنی۔

بہرحال جب باتفاق اہل سنت کل دختران جناب امیر علیہ السلام کا عقد اپنے ہی خاندان

میں اولاد جعفرؓ و عقیلؓ و عباسؓ سے ہوا اور کسی دوسری نسل کی آمیزش نہیں ہوئی۔ خود خلفائے ثلثہ کی اولاد سے بھی ذکوراً و اناثاً اس قسم کا توسل نہ ہوا تو پھر وہ کونسی مصیبت تھی؟ جو جناب امیر علیہ السلام نے العیاذ باللہ عقد خلیفہ ثانی کو اپنی دختر کے ساتھ قبول کیا۔ کیا خلیفہ دوم ایسے ہی ظالم تھے جو حضرت کو ایسا مجبور کرتے؟ ایں اہل سنت میں سے ان بعض متعصبین کا یہ دعوے ہرگز ہرگز درست نہیں محض غلط اور افترا ہے تہمت ہے۔ ہاں۔ شاید بسبب اشتراک نام ان لوگوں کو اشتباہ پیدا ہوا۔ کہ ایک ام کلثوم کے انکار اور تین یا چار ام کلثوم کی زوجیت اور مادر زید ہونے کو ملا جلا کر اس سیدہ مظلومہ بنت جناب امیر علیہ السلام کی طرف منسوب کر دیا۔ شعر

اِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِیْ فَتِلْكَ مُصِيْبَةٌ ؎ وَاِنْ كُنْتَ تَدْرِیْ فَالْمُصِيْبَةُ اَعْظَمُ

حالانکہ عقد اس مظلومہ کا اپنے چچا جعفرؓ کے بیٹے محمد بن جعفر سے ہوا تھا جس پر اصابہ۔ اسد الغابہ معارف خمیس وغیرہ سب گواہ ہیں۔ اور اسی وقت جبوقت جناب زینبؑ کا عبداللہ بن جعفر سے عقد ہوا کیونکہ جسطرح دونوں بہنیں ہم سن تھیں ویسے ہی عبداللہ و محمد بن جعفر بھی ہم عمر تھے اور جب تک وہ مظلومہ زندہ رہیں اسی عقد واحد محمد بن جعفر میں رہیں۔ نہ دوسرا عقد ہوا نہ تیسرا۔ محمد بن جعفرؓ کو سُنّی کہتے ہیں کہ جنگ تستر میں بعہد عمرؓ شہید ہوئے۔ جس سے وہ بیان کہ عمرؓ سے عقد ہوا تب محمد بن جعفر سے۔ غلط ہوتا ہے۔ مگر متعدد ثبوت اس کے موجود ہیں کہ محمد بن جعفر جنگ صفین میں جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ تھے۔" ص ۱۶۱

یہی روائت شیعوں کی کتاب فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۴۱ میں موجود ہے عن ابی عبد اللہ فی تزویج ام کلثوم فقال ان ذالك فرج غصبناہ محمد بن ابی عمیر عن ہشام بن سالم عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لما خطب الیہ قال لہ امیر المومنین انها صبیة قال فلقی العباس الی آخرہ بہرکیف یہ بعینہ وہی حدیث ہے جو اہل سنت کی کتابوں میں بصد اختلاف درج ہے۔ سو یہ وہی ام کلثوم بنت ابوبکر ہے جس کی نسبت ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں اور جناب امیر علیہ السلام کے گھر میں بطور ربیبہ و پالک کے تھی۔ ملاحظہ فرمائیے اصلاح نمبر ۵ ص ۲۶ جس کو آپ نے ہضم کر کے ڈکار تک نہ لی۔

(۱) معارف ابن قتیبہ میں ہے مطبوعہ مصر صفحہ ۵۸۔ واما ام کلثوم بنت ابی بکر فخطبها عمر بن الخطاب الی عائشہ فانعمت لہ وکرهت ام کلثوم فاحتالت لہ حتی امسك عنها الخ یعنی ابوبکر کی بیٹی ام کلثوم کی عمر بن خطاب نے عقد کرنا چاہا عائشہ نے تو قبول کیا۔ مگر خود ام کلثوم

نے کراہت کی تو عائشہ نے حیلہ کرکے اسے روکا۔

(۲) تاریخ کامل جلد۲ صفحہ ۱۶۱ میں ہے۔ وتزوج ایضًا فی اسلام حبیبہ بنت خارجہ بن زید الانصاری فولدت لہ بعد وفاتہ ام کلثوم۔ یعنی ابوبکر نے اسلام میں حبیبہ بنت خارجہ سے عقد کیا جس سے بعد وفات ابوبکر ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

(۳) تاریخ طبری ص ۵ میں ہے فولدت لہ بعد وفاتہ جاریۃ سمیت ام کلثوم۔ یعنی بعد وفات ابوبکر لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ام کلثوم رکھا گیا ہے۔

(۴) تکریم المومنین صفحہ ۳۴ میں ہے "سوم ام کلثوم۔ یہ دختر ابوبکر رضی اللہ عنہ تھیں ان کی ماں ام حبیبہ بنت خارجہ بن زید تھیں۔ ابوبکر کا نزول ان پر ہجرت میں ہوا۔ ان سے بیاہ کرلیا۔ ان کو حاملہ چھوڑ کر انتقال فرمایا بعد وفات کے ام کلثوم پیدا ہوئیں"۔

پس اگر یہ قصہ صحیح ہے تو صرف یہ کہ ام کلثوم ابوبکر کی بیٹی کے ساتھ جو جناب امیرؑ کے گھر میں اپنی ماں کے ساتھ آئی تھیں عمر بن خطاب کا نکاح ہو گیا ہوگا۔ باقی تمام لاف وگزاف تہمت وافترا کا خزانہ ہے کیونکہ کوئی عقلمند سُنی بھی اس امر کو قبول نہ کریگا کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو نواسی ہو اور العیاذ باللہ حضرت عمر نے بغیر عقد کے ان کے بوسے لیے ہوں۔ گود میں بٹھا کر انکی ساق کھولی ہو۔ سبحنک اللھم وبحمدک وھذا بھتان عظیم ط

کیا حضرت عمر اتنا بھی نہ جانتے تھے؟ کہ اس فعل سے خصوصًا اہل بیتؑ نبوی صلعم کے ساتھ کھلم کھلا کفر لازم آئیگا۔ ہاں! البتہ یہی افعال اگر حضرت ابوبکر کی بیٹی ام کلثوم سے کیے ہوں تو جائے تعجب نہیں۔ کیونکہ عیب تو تسمیں بھی تھا۔ لیکن غالبًا اسے کفر نہ جانتے ہوں۔ بخلاف اسکے اپنی پر پوتی سے ان افعال قبیحہ کے مرتکب ہوتے!!!

فیصلہ قرآنی

اب مولوی ثناء اللہ صاحب کو قرآن پاک کی چند آیات سمجھا کر اس مسئلہ کو بھی یہاں ہی ختم کردینگے۔

مولوی صاحب ذرا غور سے سنیں!

عالی جناب! جب اصحاب ثلثہ کا منافق ومرتد ہونا آیات قرآنی واحادیث نبویؐ سے ظاہر ہو چکا

اوران کے بہت سے جور و ظلم اہل بیت علیہم التحیۃ والثنا کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں خصوصاً بعد وفات متعدد کتب احادیث وتفاسیر وتواریخ معتبرہ وسلمہ اہل سنت سے مثل روز روشن طشت ازبام ہو چکے تو پھر یہ رشتہ داریاں ان کے کس کام آسکتی ہیں۔ کیا ان رشتوں سے نجات ہو سکتی ہے؟ کیا آپ لوگوں کا یہ عقیدہ صریح خلاف قرآن نہیں ہے؟

اگر یہ بات ڈھائی/تین منٹ کے لئے بفرض محال مان ہی لی جاوے کہ میاں عمر بن الخطاب کا نکاح نعوذ باللہ حضرت علی علیہ السلام کی دختر سے ہوا تو پھر عمر صاحب کو اس سے کیا فیض حاصل ہوگا؟

پڑھو قرآن مجید۔ قولہ تبارک تعالیٰ۔ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَامْرَأَتَ لُوطٍ ۖ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِينَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِندَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِن فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ (سورہ تحریم پارہ ۲۸) ترجمہ اور مثال دیتا ہے خدا واسطے کافروں کے نوح اور لوط کی عورت کی۔ کہ یہ (دونوں عورتیں) ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں پھر ان دونوں نے ان کو دغا دی تو دونوں کے شوہر اللہ کے مقابلے میں (باوجود پیغمبر ہونے کے) انکے کسی کام نہ آئے۔ اور ان (ان دونوں عورتوں کو) حکم دیا گیا کہ جہاں اور لوگ (جہنم میں) داخل ہوئے ہیں (تم بھی) ان کے ساتھ ہی جہنم میں جا داخل ہو۔ اور (سچے) مسلمانوں (کی تسلی) کے لئے خدا فرعون کی عورت (آسیہ) کی مثال دیتا ہے کہ ان بی بی نے دعا کی۔ اے میرے پروردگار میرے لئے جنت میں اپنے پاس ایک گھر بنا۔ اور مجھ کو فرعون اور اسکے کردار (بد) سے نجات دے اور (نیز) مجھکو (ان) ظالم لوگوں سے نجات دے۔ انتہیٰ ترجمہ۔

بحث۔ اب مولوی ثناء اللہ صاحب کے مقررکردہ اصول کے مطابق فرعون کی ضرورت نجات ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اسکی عورت مومنہ تھی۔ لیکن قرآن مجید و اسلام محمدیہ کے اصول کے مطابق ایسے لوگوں کی ہرگز ہرگز نجات نہیں ہو سکتی جن کے کردار بد اور وہ خود ظالم وغیرہ ہوں۔ کما قولہ تبارک وتعالےٰ۔ لَن تَنفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (ممتحنہ پارہ ۲۸) ترجمہ۔ تمہارے کچھ کام نہیں آوینگی تمہاری رشتہ داریاں دن قیامت کے اور نہ تمہاری اولاد (اس دن خدا) تم میں (حق و باطل کا) فیصلہ کریگا۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو۔ خدا اسے دیکھ رہا ہے۔ انتہیٰ۔

نیز فرمایا۔ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ (مومنون پارہ ۱۸) ترجمہ۔ پھر جب صور پھونکا جائیگا اس دن (تو) نہ تو لوگوں میں رشتہ داریاں (باقی) رہینگی اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھینگے۔ انتہی

نیز فرمایا۔ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۙ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۙ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۙ وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِلْغٰوِیْنَ ۝ (الشعرا پارہ ۱۹) ترجمہ۔ اس دن نہ مال ہی کام آئیگا نہ بیٹے۔ مگر (نجات اسی کی ہوگی) جو پاک دل لیکر خدا کے حضور میں حاضر ہوگا اور جنت پرہیزگاروں کے قریب لائی جائیگی۔ اور دوزخ نکال کر گمراہوں کے سامنے کردی جائیگی۔ انتہی۔ اللّٰهُ اَکْبَرُ

نیز فرمایا۔ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ وَاخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْئًا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا (لقمان پارہ ۲۱) ترجمہ۔ اے لوگو! اپنے پروردگار کا خوف رکھو۔ اور اس دن سے ڈرو کہ نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کے کام آئے اور نہ کوئی بیٹا کچھ اپنے باپ کے کام آسکے خدا کا وعدہ برحق ہے تو (اے لوگو) دنیا کی زندگی کے دھوکا میں نہ آجانا۔ انتہی۔

اے باری تعالٰے تجھ پر اور تیری اس کلام پر نیز تیرے وعید حقہ پر قربان! لیکن حیف! صد حیف!! ان منکرین پر جو تیری ان صریح آیات پر بھی ایمان نہیں لاتے اور محض رشتہ داریوں کے بھروسے پر تکے بیٹھے ہیں۔

مومنین! سنو۔ باری تعالٰے نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔ یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًی عَنْ مَّوْلًی شَیْئًا وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ (دخان پارہ پارہ ۲۵) ترجمہ۔ اس دن کوئی دوست کسی دوست کے کام نہ آئیگا۔ اور نہ لوگوں کو (کوئی بھی) مدد پہونچ سکیگی مگر جس پر خدا رحم کرے۔ تو بیشک وہ زبردست رحم والا ہے۔ انتہی۔

نیز فرمایا۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا یُؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَرَبُّکَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِیْنَ ۝ وَاِنْ کَذَّبُوْکَ فَقُلْ لِّیْ عَمَلِیْ وَلَکُمْ عَمَلُکُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِیْٓئُوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (یونس پارہ ۱۲) ترجمہ۔ ان میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو قرآن پر ایمان لے آئینگے۔ اور بعض ایسے ہیں جو اس پر ایمان لانے والے نہیں۔ اور (اے پیغمبر) تمہارا پروردگار مفسدوں کو خوب جانتا ہے۔ اور (اے پیغمبر) اگر تم کو جھٹلائے ہی چلے جاویں تو کہدو کہ میرا کرنا مجھ کو اور تمہارا کرنا تم کو تم میرے عمل کے ذمہ دار نہیں اور میں تمہارے عمل کا ذمہ دار نہیں۔

آیات مذکورۃ الصدر کے ملاحظہ سے اسلام کا قانون صاف سمجھ میں آتا ہے کہ اس نے اور اسکے بانی علیہ التحیۃ والثنا نے بحکم الٰہی یہ قانون مقرر کر دیا ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ بیٹے ماں بہن یا عورت برادر وغیرہ کسی رشتے دار کا کچھ بھی بھروسا نہ رکھے الا اینکہ اسکے اعمال صالح ہوں۔ لیکن معلوم نہیں کہ ان سُنّی المذہب ملاؤں نے یہ قانون کہاں سے تراشا ہے۔ **شعر**

چال جو تم نے چلی بس وہ انوکھی ہی چلی بات جو تم نے کہی سب سے نرالی ہی کہی

فی الحقیقت بات یہی ہے کہ ایمان خلفائے ثلثہ کا جب سوال ہوتا ہے تو اہل سنت کو ان کے اعمال صالح (اگر ہوں تو) پیش کر دینے چاہئیں۔ پس ایمان فی التوحید والرسالت ثابت ہو جائے لیکن سخت افسوس! کہ وہ بات تو ہے نہیں۔ البتہ اتنا ضرور کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ صاحب وہ فلاں کے خُسر تھے۔ فلاں کے داماد۔ فلاں ان کا چچا۔ فلاں اُن کا بابا۔ ان کے رشتہ داروں کی بڑی بڑی پگڑیاں۔ بڑی بڑی داڑھیاں۔ زید کی منگنی عمرو کے گھر ہوئی تھی۔ عمرو کی شادی بکر کیطرف خالد کی بیٹی کا نام عمر کے لڑکے کے ساتھ وغیرہ وغیرہ بلکہ اصحاب ثلثہ کے موکل یوں بھی کہتے سنے ہیں۔ کہ ان کی قبریں فلاں جگہ۔ ان کی ڈیوڑھی فلاں جانب۔ ان کے باورچی خانے فلاں مقام پر فرمائیے صاحب؟ دلائل ایمان یہی ہوتے ہیں؟ **شعر**

بچے بھی ہنسیں سُن کے وہ ایسی ہی کہینگے جو بات کہینگے سو انوکھی ہی کہینگے

تتمۃ الکلام۔ صاحبان ایمان وانصاف! اگر کلام الٰہی کی طرف رجوع کیا جائے تو اس قسم کے لچر اعتراضات جو سُنی المذہب مُلّا فرقہ حقہ شیعہ پر بے سمجھے بوجھے کر بیٹھتے ہیں۔ تا قیام قیامت زبان پر بھی نہ لاویں۔ سنئے! نکاح ام کلثوم کی جتنی بھی غلط اور موضوع روائتیں اہل سنت جماعت کی کتابوں میں موجود ہیں۔ سب کی سب بالاستیعاب ملاحظہ ہوں۔ اور جن کی مختصر اجمالی کیفیت اوپر بیان کی گئی ہے۔ پس ان سے یہی پایا جائیگا کہ جناب امیر علیہ السلام نے عقد مذکور نہایت مجبور ہو کر کیا حتیٰ کہ عذرات پیش کئے مثلاً یہ لڑکی صغیر السن ہے یا کہ ازاولاد عقیل یا جعفر منسوب کیجا چکی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب ملاحظہ ہو قرآن مجید۔ سورہ حجر۔ پارہ ۱۴۔ **ترجمہ**

"جب خدا کے بھیجے ہوئے فرشتے خاندان لوط کے پاس آئے تو لوط نے کہا۔ تم کچھ اجنبی لوگ سے معلوم ہوتے "ہو وہ کہنے لگے نہیں بلکہ جس عذاب کے بارے میں تمہاری قوم کے لوگ شک کرتے تھے ہم وہی خدا کا قطعی حکم لیکر "تمہارے پاس آئے ہیں اور ہم قسمی سچ کہتے ہیں۔ تو کچھ رات رہے سے تم اپنے (خاندان کے) لوگوں کو لیکر "بستی سے نکل جاؤ اور تم ان سب کے پیچھے رہنا اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے اور جہاں جانیکا تم کو حکم"

"دیا گیا ہے اسی طرف کو چلے جانا اور ہم نے لوطؑ کیطرف اِن بات کی قطعی وحی بھیجدی کہ صبح ہوتے ہوتے اِنکی جڑ بنیاد "
"کاٹ دیجائیگی (اُدہر تو یہ باتیں تھیں اور اِدہر) شہر کے لوگ (بارادۂ بد) خوشیاں مناتے ہوئے (لوطؑ پاس) آموجود "
"ہوئے۔ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِىْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ۝ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ؛ کہا (لوطؑ نے) یہ میرے "
"مہمان ہیں تو ان کے بارے میں) مجھ کو فضیحت مت کرو۔ اور خدا سے ڈرو اور مجھ کو رسوا مت کرو قَالُوْٓا اَوَلَمْ "
"نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ بولے کیا ہم نے تمکو دنیا جہان کے لوگوں کی ممانعت نہیں کردی تھی (کہ انکو نہ اُتر دیا کرو) "
"قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِىْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ (لوط علیہ السلام نے) کہا اگر تمنے یہی کام) کرنا ہے تو یہ میری بیٹیاں موجود ہیں"

انتہٰی بقدر الحاجۃ۔

فرمایئے صاحب! مجبوری و اضطراب نے جناب لوط علیہ السلام کو یہاں تک پہنچا دیا کہ آپ اُن بدمعاش سیرت کفار قوم فجار کو فرما رہے ہیں کہ یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں ان سے جو چاہو کرو لیکن میرے مہمانوں کو کچھ نہ کہنا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ یہ مہمان ہیں بھی فرشتے۔ اِن پر کسی کا قابو بھی نہیں چلنے کا۔

تو کیا جناب امیر علیہ السلام نے اگر بصد مجبوری و اضطراب ام کلثوم کا نکاح عمر سے کر دیا تو کون سی جائے استعجاب ہے؟

یہ الزامی جواب ہے ورنہ عقد ام کلثوم بنت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ساتھ عمر بن الخطاب کے تو کوئی سُنی بھی قائل نہیں بہ استثنائے بعض خوارج و نواصب (اہل سنت میں سے بعض قائلین عقد مذکور نے جتنے اعتراضات مثال ہذا پر بزعم فاسدہ خود بڑے طمطراق سے وارد کئے ہیں ان سب کا محققانہ و دندان شکن جواب کتاب دفع الوثوق میں ملاحظہ ہو)

چونکہ مسئلہ ہذا کو بہت طول ہو گیا لہٰذا اسکے ساتھ ہی اس حصہ کو بھی یہیں ختم کرتے ہیں۔ یار زندہ صحبت باقی۔

شعر اب تو جاتے ہیں میکدہ سے میر ؛ پھر ملیں گے اگر خدا لایا۔

نظم

نتیجۂ فکر فقیر

سینکڑوں آج ہوئے جاتے ہیں غافل عاقل
چھوڑ غفلت کو نہیں وقت تساہل جاہل
روحِ مردہ کو ملے کیسے حیاتِ ابدی
دشمنِ دینِ محمدؐ ہیں وہابی مطلق
اِن سے مومن کو سدا چاہئے نفرت برأت
رشتہ داری کو ہی ایمان سے تعلق کیسا؟

لیکن اب تک نہیں قائل ہوئے جاہل ناقل
نقش بر سنگ پہ کیوں آج ہیں مائل کاہل
ایسے ہوتے ہیں زبردست مراحل مشکل
راہِ اسلام میں ہیں خار یہ حائل بالکل
اِن خوارج کے تو بالکل ہیں دلائل باطل
بولہب ہو نہ سکا خلد میں شامل داخل

کون کہہ سکتا ہے فرعون کو مومن مخلص؟ ہوئی عورت سے نہ فردوس کی ساحل حاصل
زوجۂ نوحؑ و زنِ لوطؑ کو آخر بھائی پاک بندوں سے کیا خاک ہوا پھل حاصل
بے عمل کوئی کسی کا بھی ہو سسرا سالا ہوگا آخر کو جہنم کے ہی اسفل واصل
اہلِ سنت کا ہمیشہ سے یہی ہے شیوہ عقد باندھا کئے ہر ایک کا بالکل باطل
نیم جاں شیعہ ہوئے ظلم و ستم سہہ سہہ کر دل دکھانے کے نہیں ہوتے ہیں قائل بسمل
بنت بوبکر کا گر عقد عمر سے ٹھیرا خسر و داماد ملے باہمی جاہل جاہل
ورنہ کلثوم جو تھی بنتِ بتولِ اطہر تب وہ معصومہ تھی کب عقد کی قائل غافل
مریم احمدِ مختار پہ تہمت رکھ کر اے عنایت یہ بنے پھرتے ہیں فاضل کامل

اس کتاب کے طبع ہونیکی نسبت بہت سے خطوط موصول ہو رہے ہیں لہذا بعجلت تمام جہیں پر تمام کرنا پڑا۔ ورنہ ابھی بہت سا مضمون مولوی ثناء اللہ صاحب کا پبلک پر ظاہر کرنے کے لائق تھا جسکو ہم حصہ سوم پر ملتوی کرتے ہیں۔ مولوی صاحب! ایک نظر ادہر بھی۔ شعر

دل پہنچا ہلاکت کو بہت کھینچ کسا لا لے یار مرے سلمہ اللہ تعالیٰ

غزل مشتمل بر اشارات مضامینِ ماضی و مستقبل

روح مردہ کو حیات جاودانی چاہیئے اے خدا بندوں پہ تیری مہربانی چاہیئے
ناصحِ منجانب اللہ کی روش تبلیغ میں ہر مبلغ کو بیاں میں خوش بیانی چاہیئے
بے وفا معشوق کی زلفیں سلاسل بن گئیں تشنۂ وصلِ صنم کی اب کہانی چاہیئے
معرفت کا اہلِ عرفاں سے سبق مل جائیگا تشنگان شرک کو وحدت کا پانی چاہیئے
ہم میں آمادہ سراغ منزلِ مقصود پر فرقہ ہائے مختلف کی خاک چھانی چاہیئے
ہم عدد ہیں جو مگس کے ان کی بعدِ انتشار اب مگس رانی یہ ہی خدمت لگانی چاہیئے
منکرِ حیدر کو ہم منوائیں گے شمشیر سے انشاء اللہ تعالیٰ زندگانی چاہیئے
پھر گئے ہیں جو بشر عہدِ رسول اللہ سے راہ ان کو اب جہنم کی بتانی چاہیئے
اب تلک بول ایستادہ ہیں نصاری کر رہے خلق میں حضرت عمر کی کچھ نشانی چاہیئے
سر خسر و سجدہ سے ساجد کو کیا پتلوں نے متبع کو مبتدع کی قدردانی چاہیئے

گر مرض کوئی فرض کرلیں بقول بن حجر
رازداروں پہ عیاں رازِ نہانی چاہیئے

بہن کر بیٹیوں گر آئیں تو بوتل کھول دو
ایسے جنابہین کی یوں میزبانی چاہیئے

دل میں ہے عقدِ عروسِ چار سالہ کی ہوس
شیخ جی سٹھیا گئے کو پھر جوانی چاہیئے

بے گماں پاکوں پہ ہیں جو جو خبیثِ بدگماں
اہلِ ایماں کو بھی اُن پر بدگمانی چاہیئے

کاذب و خائن بھی تھے اور اثم و غادر بھی تھے
منصفو! ایسوں سے کیا الفت لگانی چاہیئے؟

قائلِ نصص بنظرِ الات پر صد آفرین
نائب سرور کو یوں گوہر فشانی چاہیئے

طالبِ حق کے لئے کیسے کھُلے بابِ قبول
اہلِ حق کو حق رساں کی حق رسانی چاہیئے

چشمۂ انوارِ حق ہیں ہیں قبلۂ حشمت علیؑ
تجھ پہ انکی ہی عنایت مہربانی چاہیئے

وآخر الکلام فی ھذہ المقام والصلوٰۃ والسلام علی سید الانام وآلہ الکرام وصحبہ العظام

المؤلف خادم المومنین سید عنایت علی عنایت نقوی النجاری اثنا عشری بارابی عفی عنہ و رسد

(بمقام کوئٹہ ملک بلوچستان ۲۰ اگست ۱۹۱۴ء)

سلام

زمینِ کربلا سے کیوں عنایت کا قدم نکلے
اگر نکلے قدم باہر تو دم بھی ایک دم نکلے

نہ ہو زمزم بہم ہم کو تو کیوں حسرت سے دم نکلے
یہی زمزم سمجھ لینگے کہ جو چشموں سے نم نکلے

نہ جائے محفلِ ماتم سے کیوں محبان و حشم نکلے
بچشمِ زار بطحا سے شہِ خیر الامم نکلے

بصد حسرت یہ فرماتے ہوئے والا ہمم نکلے
بہت مایوس ہو کر تجھ سے اے بیت الحرم نکلے

سخنور دہر میں اکثر دکھاتے ہیں سخندانی
مگر اے ہجری دنیا میں ہم اہلِ قلم نکلے

دمِ آخر تیرا ہی نام منہ سے دم بدم نکلے
بحمد اللہ دمِ محشر علیؑ کے پاس ہم نکلے

[illegible] ہجر دنیا کی بقا کا حال مت پوچھو
بسا کر بستیاں لاکھوں وہ جا کے عدم نکلے

جنابِ فاطمہ زہرا کی [illegible]
مدینے سے امامِ پاک کے اہلِ حرم نکلے

پڑی جونہی نظر قرطاس پہ اولادِ احمدؐ کی
نشاں کچھ سبھی کے او جا بجا ظلم و ستم نکلے

عجب پورے ہوئے مولا وہ استخلاف کے وعدے
خراساں سے تیرے محبوبؑ کے ٹلے علم نکلے

زمینِ نینوا بالکل ہوئی میدان قیامت کا
ملی عباس جب تولے ہوئے تیغِ دو دم نکلے

جھکا ماہِ بنی ہاشم کی خاطر مہرِ تاباں بھی
جو فرزندِ علیؑ لے کر محمدؐ کا علم نکلے

میرے مولا مصیبت اور غمِ شبیرؑ کا صدقہ
دعا ہی وہ میرے دل کو کہ دل کا درد و غم نکلے

خداوندا حسینؑ ابنِ علیؑ کے اس ملازم پر
عنایت کر دلِ محزوں سے اندوہ و الم نکلے

مطلع دیگر

سلامی منہ سے کیا حالِ غمِ شاہِ زمن نکلے
بحالِ حسرت و ارمانِ وطن سے بے وطن نکلے

ملول و مضطرب ہو کر شہنشاہِ یمن نکلے
مدینہ سے شہِ امت بصد رنج و محن نکلے

نہ برسے آسماں سے خوں کنارِ نہر کے یارو
جنابِ فاطمہؑ کا دودھ بن میں خون بن نکلے

یہ دی آواز ہاتف نے سفر میں بنتِ حیدرؑ کو
بتولِ پارسا جیسے تیرے زینبؑ چلن نکلے

نظر جب کشتگانِ کربلا پہ کی تو کیا دیکھا؟
نبیؐ کے ناز پروردوں کے لاشے بےکفن نکلے

مقامِ ابتلا ہے ورنہ پانی کی کیا پروا؟
ابھی چاہیں تو اصغرؑ کے لئے نہرِ لبن نکلے

یہ مجلس ہے ریاضِ فاطمہؑ زہرا کے پھولوں کی
دہن سے جب سخن نکلے تو خوشبوئے سمن نکلے

سنایا جب رجز حارث کو فرزندانِ مسلمؑ نے
شقی بولا کہ بچے بھی عجب شیریں سخن نکلے

سفیدی کا ہوا اعمال نامہ پُر سیاہی سے
جو نیزہ ہائے فولادی برائے سیم تن نکلے

کھڑے للکارتے ہیں شیر دلبندانِ اسد اللہ
بھلا کوئی مقابل میں ہمارے بیل تن نکلے

گماں حور و ملک کو تھا یہی قاسمؑ کی آمد پر
غضب کی تیغ ہاتھوں میں لئے شہزادہ حسنؑ نکلے

سما پر غلغلہ تھا رشکِ حورانِ بہشتی کا
جو رن میں گل بدن تن پیرہن کر پیرہن نکلے

ہوئی آمد لبِ دریا جو سقائے سکینہؑ کی
گماں گذرا ملائک کو شہِ خیبر شکن نکلے

رسولِ رحمۃٌ للعالمیں کی آل پر رحمت
ہوئی معلوم امت کی سروں کے جب لگن نکلے

ادھر تیغ و تبر نکلے کہ خنجر ملت کی کٹ جائے
ادھر فخرِ خلیل اللہ کے سرو چمن نکلے

سلامی خوب اندازہ ہوا اسلام امت کا
گلِ تر کی طرح یثرب سے جب بھائی بہن نکلے

ادھر امت محمدؐ کی ادھر اولادِ زہراؑ کی
مسلماں ابنِ خیبر گیر پہ شمشیر زن نکلے

علی مشکل کشا بہر خدا مشکل کشائی کر — عنایت دل جلے مسکین کے دل کی جلن نکلے

سلام

بستان انما پر جو نہی بہار آئی — ہجرت وطن سے شہ کی چار و ناچار آئی
درد اکہ گرمیوں میں گھر سے چلے شہ دیں — روح نسیم کوثر بس اشکبار آئی
صغرا نے کی گذارش بابا روح احمد — ہمراہ لیکے چلئے حرماں شعار آئی
امت نے شاہ دیں کی کسطرح کی ضیافت — سید اگر مل یہ عترت بے غمگسار آئی
خاک شفا میں غل تھا عزت بڑھی ہماری — ذریت جناب دلدل دلدل سوار آئی
بنت جناب شبیر از بہر دید اکبر — ایوان عرش پایہ پر بار بار آئی
اصغر کی قبر کھودی جب شہ نے بولیں بانو — آغا ذرا ٹھہرنا میں سوگوار آئی
بولیں سکینہ بابا تعویذ تو دکھا دو — حلقوم چومنے کو ہے بے دیار آئی
ق
شہ بولے ہو چکا ہے عہد رضاعت اس کا — دیکھو تو نوک ناوک گردن سے پار آئی
نیزے پہ سر سخی کا تھا شاہد بلندی — معراج کی شہادت واہ آشکار آئی
خیر البشر ہے نانا بو الائمہ ہے بابا — درگاہ حق سے جس کو ہر ذوالفقار آئی
نقش نگین مہر ختم الرسل لکھا ہے — خیرا نا بشیر روشن نگار آئی
بر لاش ابن شبر بگریست آل مولےٰ — خونی حنا یہ لعبا ہونے نثار آئی
اصغر کی لاش پر تھے بانوئے شاہ کے بین — عہد شباب کی نیند ای شیر خوار آئی
داماں سیدہ کا آیا پسند اصغر — لونڈی کو بھول بیٹھے بے اختیار آئی
ق
بچپن کے ماں تصدق غم کھا کے او بیٹا — دایہ کا فخر لینے میں دل فگار آئی
بیمار کو یہ غم تھا بابا سے ملے نہ اکبر — رحلت قریب میری اے کردگار آئی
اس گھر پہ اذن لیکر آیا کئے ملائک — امت نے جب جلایا ظاہر بکار آئی
جس کے ابا نے لاکھوں قیدی رہا کئے تھے — قاتل کو دینا شربت جس شہ سے کار آئی
ق
کی قید شامیوں نے ذریت اس سخی کی — بند جفا میں زینب عالی وقار آئی
خورشید ای سلامی نکلا نہ شرم کھا کے — بلوہ میں سر سے عریاں نصف النہار آئی
ق
پوچھا کسی نے عابد قبضہ میں تیری کیسے — یہ آہنی سلاسل اور یہ قطار آئی

فرمایا سراپا کا قبلہ نما کی جا ہے ۔ فن جہاز رانی پر میری بار آئی
سالک طریقِ دیں کا ہے ماہِ منازل ۔ پس ہم کو حصۂ زنجیر اور یہ مہار آئی
کشتیٔ نوح پر ہوں ملاح بفضلِ حق سر ۔ ق ۔ عشاقِ دیں کو لذت بر فوقِ دار آئی
دارِ فنا ہے دُنیا کو کیقباد و دارا ۔ قانون ہے عوی کو سکین پہ غار آئی
خونِ جگر ہے قوتِ دانا کو دہرِ دردا ۔ طوقِ زرینہ زیبِ عشقِ حمار آئی
تنظیم قراق نسقِ معنے سے ہے مزین ۔ تسبیح حُبِّ حیدرؑ صلوٰتاً لائی

سلام

یا علی المرتضیٰ خادم تیرا کس در چلے ۔ حالِ دل کس سے کہے فریاد کو کس گھر چلے
دل کو اطمینان ہے آخر کی ہو پروا کیا ۔ جب شفیع مولا کو میرے آپ سرور کر چلے
حال پڑیں جو مشکلیں دنیا میں اس مسکین کو ۔ کون ہے حلال ان کا کس طرف احقر چلے
اے نبیؐ کے زورِ بازو اور اے دستِ خدا ۔ یہ میری چٹھی حضورِ خالقِ اکبر پہ چلے
یا الٰہی منظرِ دارِ فنا پر آ کے ہم ۔ سختیوں کے بوجھ نے ایسی دبائی مر چلے
لاکھ حسرت اور ارمان جی کے جی ہی میں رہے ۔ دل میں آہوں سے خزانہ حسرتوں کا بھر چلے
یا خدا تیری قسم محبوب کی بھولیں نہ یاد ۔ گو جگر پر دشمنوں کی ظلم سے نشتر چلے
یا خداوندا نظر کر یہ غریب بے نوا ۔ ہجر کی آتش میں جل دنیا کو خالی کر چلے
اے عزیزو سر پکڑ کر بیٹھ جاؤ گے ہنوز ۔ غم الم کا بوجھ ہم سر پہ تمہارے دھر چلے
چشم کے شیشے میں ہے سہرا تھی سبھی نو غسلی ۔ وہ بھی ہجرِ دلربا میں ہائے لٹوا کر چلے
بن گئے تصویر سی حیرت سے سب جن و ملک ۔ نائب احمدؐ کے ساتھی بنکے جب اصغرؑ چلے
کہتی تھیں حوریں کھڑی صلوا علیہ و آلہ ۔ شہر بانوؑ سے بہو ہو رخصت علی اکبرؑ چلے
خیمۂ عترت سے باہر جب چلے تنہا حسینؑ ۔ آیۂ تطہیر بولی تم بھی آخر کر چلے
ہر ہیچ کر تقدیر نے اسکو کہا اے انتہا ۔ آج دنیا سے نبیؐ زہراؑ علیؑ شبرؑ چلے
کہہ ضعیفی میں کہا صغراؑ نے وہ بابا مرے ۔ خیر سے آئیں وطن سر باندھ کر سہرے چلے
ہو ہراسان پھینک کر قلمیں کراماً کاتبین ۔ بارگاہِ ایزدی کو بند کر دفتر چلے
آفتاب آیا سوا نیزے پہ ہائے غضب ۔ چاند تاروں کی طرف جب آگ لگا کر چلے

حرؑ نے بیٹوں سے کہا دنیا میں جب جیتا رہوں
بوسہ گاہِ احمدیؐ پر ظلم کا خنجر چلے

چند روزہ حرصِ دنیاوی کی خاطر اے جنوں
کس قلم سے کیا سفیدی پر سیاہی کر چلے

غم مصیبت کا زمانہ تو ابھی گذرا نہیں
ہاں بلائیں لے تمہاری پیا سینہ بھی چلے

دعوئے باطل نہیں ہے اے شہید کربلا
ہم نہیں ایسے کسی کی گھرکیوں سے ڈر چلے

ق

آتشِ نمرود میں حکم توقف ہو کبھی
شوق سے سر کو جھکا کر خادمِ صفدر چلے

ہے عنایت کی حکایت جو نہ کوئی سن سکے
گر سنے تو اس کے سر سے پاؤں تک ساغر چلے

سلام

کوئی ہمسر نہیں دنیا میں سخنداں ہم ہیں
دعوئ عصمت کا نہیں پُتلۂ عصیاں ہم ہیں

تہنیتِ جنتِ ماوا پہ بھی شاداں ہم ہیں
مجرئ آج زمانے میں پریشاں ہم ہیں

مستحقِ خلدِ بریں لائقِ رضواں ہم ہیں
ہاں غلامانِ علی و نبی غلماں ہم ہیں

جوہری آمدہ دیوانہ و مجنوں شدہ
آنکھ سے آنکھ ملائے درِ غلطاں ہم ہیں

خلد کس کام کی ہے اس میں نہ ہوں گر شبیہ
زینت اُس کی ہے جو وہ سنبل و ریحاں ہم ہیں

بحث کیا ناری و ناجی کی جو کہتے ہیں علیؑ
مومنو جزو دیں کی اور کفر کی میزاں ہم ہیں

واعظا دعوئے اسلام گذاری خوب است
تو بنا یارِ دگر اور مسلماں ہم ہیں

شمر سے حرؑ نے کہا دیکھ تو کمبخت لعین
حامئ کفر ہے تو صاحبِ ایماں ہم ہیں

سبطِ احمدؐ نے یہ فرمایا چلا جا زعفر
حاجت امداد کی کیا فخرِ سلیماں ہم ہیں

خونِ شبیر سے ای مجرئ آتی یہ صدا
اے فلک دیکھ کہ وہ لولوئ مرجاں ہم ہیں

فوجِ اعدا سے یہ عباسؑ دلاور نے کہا
پیچھے ہٹنے کی نہیں ہمتِ مرداں ہم ہیں

ہائے کس یاس میں فرماتے تھے رو کر قاسمؑ
عیش میں لوگ ہیں سب اور پریشاں ہم ہیں

ق

مسجدِ شام میں عابدؑ نے کہا اے لوگو
کیا خبر تم کو نہیں ہمسرِ قرآں ہم ہیں

کس کا اسلام ہے تم پڑھتے ہو کلمہ کس کا
فاطمہؑ اور محمدؐ کے گلستاں ہم ہیں

اے فلک ساقئ کوثر کے گھرانے والے
نہر سے پانی کی اک بوند کے خواہاں ہم ہیں

بچے مسلمؑ کے یہ کہتے تھے خدارا ظالم
بیچ کر دیکھ لے تو لعلِ بدخشاں ہم ہیں

نام تھا باعثِ خوشنودئ امت جن کا
آج اس دنیا میں با دیدۂ گریاں ہم ہیں

خیمۂ ستر تھے جو امتِ عاصی کے لئے
اہل تطہیر کے بے چادر و عریاں ہم ہیں

ظلم بھولیں گے بھلا چرخِ ستمگر تیرے
گردشِ دہر کے چکر میں ہراساں ہم ہیں

رستگاری کے وسیلے کا مجسم پردہ
ہائے ای چرخ کہ وہ مثلِ اسیراں ہم ہیں

ق بعدِ رخصت جو گئے عونؑ و محمدؑ رن میں
بولے اے سنگدلو لعلِ بدخشاں ہم ہیں

بیٹے زینبؑ کے ہیں اسباطِ علیؑ و زہراؑ
فخرِ لولاک محمدؐ کے رجز خواں ہم ہیں

گلشنِ پنجتنِ پاک کے دونو غنچے
بوند پانی نہ ملا ہو گئے ویراں ہم ہیں

بیوطن خستہ جگر عاجز و کم سن بچے
فاقہ کش تشنہ دہن سینۂ بریاں ہم ہیں

کوئی مونس نہیں ساتھی نہیں غمخوار نہیں
اے مسلمانو۔ کہ امثالِ یتیماں ہم ہیں

اپنی نظروں میں ذرا اوج ہمارا دیکھو
فخرِ لولاک کے دلبند یہ قرباں ہم ہیں

شمر سے حرؑ نے کہا دارِ فنا ہے دنیا
دیکھ محبوب خداوند کی مہماں ہم ہیں

بولا شبیرؑ سے جب سعد کا بیٹا ملعون
تو تو ہے ابن علیؑ حامیٔ عثماں ہم ہیں

ق سن کے فرمایا نبیؐ زادہ نے سن او ظالم
تم سگِ نار ہو اور صاحبِ رضواں ہم ہیں

نور کو ہو نہ سکے نار سے ہرگز نسبت
خانۂ دینِ نبیؐ پاک کے ارکاں ہم ہیں

مومنو۔ اب بھی مدینہ کی ہی حاجت باقی
غور سے دیکھو کہ زوارِ خراساں ہم ہیں

کیا ضرورت ہی شمعِ غیر کی جا کر ڈھونڈو
جب کہ شیعوں کے لئے مہرِ درخشاں ہم ہیں

اے عنایتؔ ہی بھلا خلد کی کسکو دعوے
جبکہ اولادِ محمدؐ کے ثناخواں ہم ہیں

سلام

کوئی ہمسر نہیں دنیا میں سخنور ہیں ہم
علمِ تحقیق میں اے مومنو ماہر ہیں ہم

جو محمدؐ کے برادر کے مطیع ہیں دل سے
دل کیا جان سے بھی ان کا برادر ہیں ہم

پڑھ کے تسبیح شفا لیکے مطاہر مالا
جلوہ حیدرؑ کا دکھانے کو قلندر ہیں ہم

خون ہوتے جاتے ہیں دل انکے حسد کے مارے
سنتِ احمدِ مختارؐ کی نشتر ہیں ہم

تاک میں میری ہیں کیوں آج احد کے بھاگے
وہ کیا جانیں کہ شمشیرِ دو پیکر ہیں ہم

روبرو آکے کبھی رعب دکھاوے اپنا
گھر میں بیٹھا جو کہے ڈپٹی کمشنر ہیں ہم

مثلِ مرحب جو بڑی ہیں تو وہ دل میں سوچیں
جانِ نمرود کو اک ننھا سا مچھر ہیں ہم

حشر کے روز مجھے ڈھونڈینگے مومن سارے ۔ دونگا آواز کہ فردوس کے در پر میں ہوں
بولے حسنینؑ کہ جبریل تو لایا ہے کیا؟ ۔ انما بولی کہ تطہیر کی چادر میں ہوں
پرتوِ مہ سے اندھیرے میں اجالا چھایا ۔ آئی آواز کہ عباسؑ دلاور میں ہوں
ق کھلبلی پڑ گئی گھنگور گھٹائیں اٹھیں ۔ جب کیا نعرہ کہ شبرؑ کا برادر میں ہوں
ہوں میں فرزندِ علیؑ اور غلامِ شبیرؑ ۔ ان خداوند کے لشکریوں کا افسر میں ہوں
ہائے کس بیکسی و یاس سے زینبؑ بولیں ۔ موذیو فاطمہؑ اطہر کے برابر میں ہوں
وائے کلثومؑ نے جنگل کی اڑائی مٹی ۔ رو کے فرمایا کہ شبیرؑ کی خواہر میں ہوں
سلکِ نظمِ حشم کی گہرِ لعلِ بدخشاں دیکھے ۔ ہو کے نادم یہ کہے سرخ سا پتھر میں ہوں
روح جنت میں گئی خاک زمیں پہ ٹھہری ۔ مر کے مومن کے لئے احمدی بستر میں ہوں
دیکھ کے دستکِ شبِ تاریک میں ظالم بولا ۔ کھولو دروازہ کھڑا خولیٔ ابتر میں ہوں
ق کیسا بے چین تھا اے یار علیؑ کا پوتا ۔ جبکہ کہتا تھا وہ روتا سیہ پیکر میں ہوں
اے سیاہ کار وہیں ہوں سبز قبا کی زینت ۔ آج ہی دولہا بنا راحتِ بستر میں ہوں
ق سبطِ احمدؐ نے فرمایا کہ سن اے ناری ۔ کر ذرا غور کہ محبوبِ پیمبر میں ہوں
والیٔ اسلام یہ اور وہ تیری دینداری ۔ جا بلا دیکھ کہ قرآں کے برابر میں ہوں
اے لعین بوم تجھے بھاتی ہے شب کی ظلمت ۔ ہوش کر ہوش کہ خورشیدِ منور میں ہوں
بچ نکل دنیا ہے اک بحرِ عمیقِ عصیاں ۔ کشتیٔ امتِ مرحومہ کا لنگر میں ہوں
اے دلِ سنگ یہ ہے روزِ جزا کی گرمی ۔ طیرِ گلزارِ نبوت کا جواہر میں ہوں
اے نجس روح ہوئے جسم سب طاہر ۔ آیۂ تطہیر کی مختار کا دلبر میں ہوں
دینِ محبوبِ محمدؐ کو تو معدوم کرے ۔ ہاں مگر کلمۂ توحید کا ناصر میں ہوں
سن کے بولا وہ لعین دیکھ تو فرزندِ علیؑ ۔ مر مٹو ہونگا نہیں شمرِ ستمگر میں ہوں
رو دیا سوئے فلک دیکھ علیؑ کا بیٹا ۔ بے وطن تشنہ دہن سبطِ پیمبر میں ہوں
اے خدا اور تو سب خلق ہوئی ہے سیراب ۔ تشنہ لب ایک فقط ساقیٔ کوثر میں ہوں
جب فرشتوں نے کیا آ کے سوالِ ایماں ۔ آئی حیدرؑ کی صدا خیبر ہے باہر میں ہوں
نقطہ نقطہ سے کبھی ختم نہ ہوگا مضمون ۔ مدحتِ آلِ محمدؐ کا سمندر میں ہوں
فکرِ متین سے تو ختم نہیں کیا ہے روا ۔ بدعتِ دیں کے قطع کرنے کو خنجر میں ہوں

اے عنایت ہے متین شیرِ خدا کا دامن ✤ خوف گیدڑ کا نہیں شیرِ ببر میں ہوں

سلام

ہم وہ عاشق ہیں جنہیں اشک بہانا نہ ملا
ہیں وہ مظلوم کبھی ظلم سنانا نہ ملا

جس کو پاتے تھے مکیں خانۂ دل ہیں افسوس
ایسے محرم سے ہمیں دل کا چھپانا نہ ملا

خاک چھانا کئے ہم خاک شفا کی لیکن
عاشق زار کو محبوب زمانہ نہ ملا

یہ تو جرأت تھی کہ دل کر دیا اسیر قربان
جاں نثاری کو بھلا کوئی بہانہ نہ ملا

اسپ شیدا ہیں کہ عاشق ہیں خدا بھی جسپر
اس رقابت میں کسی غیر کو آنا نہ ملا

دعوئے یکتائی کا کرتے رہے تجھ سے اکثر
پر کہیں تجھ سا کسی غیر کو نانا نہ ملا

خوب بندہی ہے جھلک درنجف کی دل پر
غیر کا زعم کبھی خواب میں آنا نہ ملا

اپنے سمجھے تھے جنہیں وہ بھی ہوئے بیگانے
اے فلک دنیا میں کوئی بھی یگانہ نہ ملا

ہو نہیں سکتے سلیماں بھی ہمارے ہمسر
جن کو دنیا میں محمدؐ سا خزانہ نہ ملا

دلربا لیگیا دل کرب و بلا میں لیکن
جسم بیدل کو در شاہ پہ جانا نہ ملا

خارداروں نے جو رستہ میں بچھائے کانٹے
بلبل زار کو گلزار پہ آنا نہ ملا

خون بہا لیتے ہم اولاد محمدؐ کے لئے
اشک پرخوں کے عوض خون بہانا نہ ملا

رخ مدینہ کیطرف کرکے یہ اکبرؑ نے کہا
حال دل فاطمہؑ صغرا کو سنانا نہ ملا

شان خالق ہے جو ہوں جان حبیب خالق
اُن کو آرام سے دنیا میں ٹھکانا نہ ملا

مطلع دیگر

مطلع نور پہ وہ شب کا ستارا نہ ملا
شمس یثرب کو وہ اللہ کا پیارا نہ ملا

کر گیا کوچ مدینہ سے جو اکبرؑ کا پدر
ہائے صغراؑ کو وہ دنیا میں دوبارا نہ ملا

خواب میں زلف معنبر تھی دکھائی جسنے
اپنے شیعوں کو وہ محبوب دلارا نہ ملا

اہل دنیا سے ہوا مید وفا کب ہم کو
جب نبیؐ کو بھی کوئی اہل مدارا نہ ملا

وہ شہنشاہ معظم ہیں علیؑ کے چاکر
ہم سے اس شان میں اسکندر و دارا نہ ملا

ہے یہ دنیا تو وہی بحر عمیق عصیاں
اہل دنیا کو کبھی جس کا کنارا نہ ملا

بن کے دیوانے جو بن بن میں ہیں مارے پھرتے
لعل مقصود کبھی ان کو قضارا نہ ملا

اے عنایت جو ہوئے زلف دگر کے شانے
شان سبحان انہیں شان تمہارا نہ ملا